آیاتہا ۱۱۱ سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ ١٢ رکوعاتہا ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

امام النحاس، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی۔ امام حاکم نے حضرت رفاعہ بن رافع سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اور ان کے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء نے سفر شروع کیا اور مکہ میں پہنچ گئے۔ یہ انصار کے چھ افراد کے نکلنے سے پہلے کا واقعہ ہے وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کی آپ ہم پر اپنا معاملہ پیش کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا اور فرمایا آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کا خالق کون ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ۔ پھر پوچھا تمہیں کس نے پیدا کیا؟ ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا وہ بت جن کی تم عبادت کرتے ہو یہ کس نے بنائے ہیں ہم نے کہا یہ ہم نے بنائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عبادت کا حق دار خالق ہے یا مخلوق ہے؟ تم زیادہ حقدار ہو کہ وہ بت تمہاری عبادت کریں جب کہ تم نے انہیں تراشا ہے اللہ تعالیٰ زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، بجائے اس کے تم ان کی عبادت کرو جنہیں تم نے خود گھڑا ہے۔ میں تمہیں عبادت الٰہی اور توحید اور اپنی رسالت کی طرف بلاتا ہوں، نیز صلہ رحمی دشمنی کو ترک کرنے، اور لوگوں سے بغض کو ترک کرنے کی دعوت دیتا ہوں ہم نے عرض کی اگر وہ امر جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں باطل بھی ہو تو پھر بھی یہ امور و احکام بلند مرتبہ اور محاسن اخلاق میں سے ہے۔ (پھر کہا) آپ ہماری سواریاں روکے رکھیں ہم بیت اللہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت معاذ بن عفراء آپ کے پاس بیٹھے رہے۔ رفاعہ فرماتے ہیں میں نے طواف کیا اور پھر سات تیر نکالے، میں نے ان میں سے ایک تیر نکالا، پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہوا، اس کو بیت اللہ پر پھینکا اور کہا اگر وہ دین حق ہے جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت دیتے ہیں تو اس کے تیر کو سات مرتبہ باہر نکال۔ فرماتے ہیں میں نے وہ تیر پھینکا تو سات مرتبہ وہ باہر نکلا، میں نے بلند آواز سے کہا اشھدان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ۔ لوگ میرے اردگرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے یہ مجنون ہے اور یہ شخص اپنے دین سے پھر گیا ہے، میں نے کہا نہیں بلکہ میں مومن ہوں، اس کے بعد میں مکہ کے بالائی علاقہ کی طرف آیا جب مجھے معاذ نے دیکھا تو کہا رافع ایک ایسا چہرہ لے کر آیا ہے جو وہ لے کر نہیں گیا تھا پھر میں بھی حاضر خدمت ہوا اور ایمان لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سورۂ یوسف اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (العلق: 1) سکھائی، پھر ہم مدینہ طیبہ لوٹ آئے تھے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مصعب بن عمیر جب مدینہ طیبہ آئے تو وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے، عمرو بن الجموح نے مسلمانوں سے پوچھا کہ تم کیا پیغام لے کر ہمارے پاس آئے ہو؟ صحابہ کرام نے کہا اگر تم چاہو تو ہم تمہارے پاس آئیں اور تمہیں قرآن سنائیں، اس نے کہا ٹھیک ہے تم آجاؤ، ایک دن متعین ہوا۔ تو مصعب بن عمیر آئے اور اس پر الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ تلاوت فرمائی۔

امام بیہقی نے دلائل میں کلبی کے طریق سے ابو صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی

عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ یوسف کی تلاوت فرمار ہے تھے یہودی عالم نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو یہ آیات کون سکھاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ سکھاتا ہے۔ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت سن کر بہت متعجب ہوا اور یہود کے پاس آ کر کہنے لگا اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح قرآنی (آیات) پڑھتا ہے جس طرح تورات میں نازل ہوئی ہیں۔ چند یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے آپ کی صفات کو پہچانا اور آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورہ یوسف کی قرات سنی تعجب کا اظہار کیا اور اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے صبح کی نماز میں حضرت عمر کو سورہ یوسف کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

الٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۟﴿۱﴾

"الف، لام، را، یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کتاب مبین سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی برکت، ہدایت اور رشد کو بیان فرماتا ہے(1)۔ ابن جریر نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ کتاب حلال وحرام کو بیان کرتی ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان عن معاذ رحمہما اللہ کے سلسلہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان حروف کو بیان فرماتا ہے جو عجمیوں کی لغت میں نہیں ہیں اور وہ چھ حروف ہیں۔(3)

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲﴾

"بے شک ہم نے اتارا اسے یعنی قرآن عربی کو تا کہ تم (اسے) خوب سمجھ سکو"۔

امام طبرانی، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں عربوں سے تین وجوہ کے اعتبار سے محبت کرتا ہوں، کیونکہ میں خود عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور جنتیوں کا کلام عربی ہے۔(4)

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہل جنت کا کلام عربی ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآنا عربیا کے الفاظ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 2، صفحہ 230، دار الکتب العلمیہ بیروت

تلاوت فرمائے پھر فرمایا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ عربی زبان الہام کی گئی تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا۔ یہ ان کا کلام ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

''ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ایک بہترین قصہ اس قرآن کے ذریعہ جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے اگرچہ آپ اس سے پہلے غافلوں میں سے تھے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں بیان فرمائیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔(2)

امام اسحاق بن راہویہ، البزار، ابویعلی، ابن المنذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا، ایک عرصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر اس کی تلاوت کرتے رہے، پھر لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ہم پر واقعات بیان فرمائیں؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ یوسف الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نازل فرمائی۔ پھر آپ کچھ عرصہ لوگوں پر تلاوت فرماتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (الحدید:16)
ترجمہ: کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا اہل ایمان کے لیے کہ جھک جائیں ان کے دل یاد الٰہی کے لیے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ہم پر واقعات بیان فرمائیں (تو کتنا بہتر ہو) تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام اکتا گئے تو عرض کی یا رسول اللہ ہمیں (سابقہ انبیاء اور امتوں کے واقعات) بیان فرمائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ (الزمر:23) ''اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام''۔ پھر دوبارہ صحابہ کرام اکتائے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے قرآن کے علاوہ باتیں (واقعات) بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نازل فرمایا، پس صحابہ کرام نے حدیث کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بہتر حدیث کی طرف راہنمائی فرمائی، انہوں نے قصص (واقعات) کا ارادہ فرمایا تو ان کی بہترین واقعہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔(4)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، سورۂ حم السجدہ، جلد 2، صفحہ 476، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 178
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 179
4۔ ایضاً

امام ابویعلی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، نصر المقدسی (الحجہ میں) اور الضیاء رحمہم اللہ نے (المختارہ میں) حضرت خالد بن عرفطہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ عبدالقیس (قبیلہ) کا ایک شخص آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کیا تو فلاں العبدی ہے اس نے کہا جی ہاں۔ اس کو حضرت عمر نے نیزہ کے ساتھ مارا اس شخص نے پوچھا اے امیر المومنین اس سزا کا سبب کیا ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا بیٹھ جا، وہ بیٹھ گیا۔ پھر حضرت عمر نے اس کے سامنے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۟ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖۗ وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ۝ تلاوت کی۔ اس کے سامنے تین مرتبہ یہ آیات پڑھیں اور تین مرتبہ اسے سزا دی، اس شخص نے حضرت عمر سے سزا کی وجہ دریافت کی تو حضرت عمر نے فرمایا: تو وہ شخص ہے جس نے حضرت دانیال علیہ السلام کی کتاب نقل کی ہے۔ اس شخص نے کہا: آپ مجھے جو حکم فرمائیں میں اس کی اطاعت کروں گا، حضرت عمر نے فرمایا: تو جا اس کتاب کو گرم پانی اور اون کے ساتھ مٹا دے۔ پھر نہ کبھی خود پڑھنا اور نہ کسی دوسرے کو پڑھانا، کبھی مجھے خبر ملی کہ تو نے خود اس کتاب کو پڑھا ہے یا کسی دوسرے کو پڑھائی ہے تو میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ پھر فرمایا بیٹھ جا، تو وہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ فرمایا میں نے اہل کتاب سے ایک کتاب نقل کی تھی پھر میں اسے ایک چمڑے میں رکھ کر لایا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر! تیرے ہاتھ میں کیا ہے میں نے عرض کی: یہ اللہ کی کتاب ہے۔ میں اہل کتاب سے لکھ کر لایا ہوں تاکہ ہم اپنے علم میں اضافہ کریں، رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے حتی کہ آپ کے رخسار سرخ ہوگئے پھر نماز کے لیے بلایا گیا تو انصار نے کہا تمہارے نبی کو ہتھیاروں نے غصہ دلایا ہے، پھر لوگ آئے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر کے اردگرد جمع ہوگئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو! مجھے جوامع الکلم اور خواتیم الکلم کی شان عطا کی گئی ہے اور مجھے انتہائی مختصر الفاظ میں ایک طویل کلام کا ملکہ عطا کیا گیا ہے میں تمارے پاس صاف اور شفاف شریعت لے کر آیا ہوں۔ پس تم بے پرواہی میں ہلاکت کے اندر نہ گرو، تمہیں بے وقوف اور بے پرواہ لوگ دھوکے میں نہ ڈالیں۔ حضرت عمر نے کہا: میں اٹھا اور عرض کی (حضور!) میں اللہ تعالیٰ کو رب تسلیم کرنے پر راضی ہوں، اسلام کو دین ماننے پر خوش ہوں اور آپ کو رسول تسلیم کرنے پر راضی ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے اترے۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور ابن الضریس نے ابراہیم النخعی سے روایت کیا ہے کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو حضرت دانیال کی کتاب تلاش کرتا تھا۔ اس وجہ سے حضرت عمر نے اسے سزا دی تھی۔ حضرت عمر نے اسے خط کے ذریعے حاضر ہونے کا حکم دیا وہ حضرت عمر کے پاس پہنچا تو آپ نے درہ اٹھالیا اور اسے سزا دی، پھر یہ آیات الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۟ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖۗ وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ۝ تلاوت فرمائیں۔ (اس شخص نے کہا) میں آپ کی مراد سمجھ گیا۔ پھر میں نے عرض کی: اے امیر المومنین آپ مجھے چھوڑیں۔ اللہ کی قسم میں وہ تمام کتب جلادوں گا۔ راوی فرماتے ہیں: حضرت عمر نے اسے چھوڑ دیا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اَحْسَنَ الْقَصَصِ سے مراد یہ ہے کہ ہم تم پر گزشتہ کتب

اورگزشتہ امتوں کے حالات وواقعات میں سے بہترین واقعہ بیان کرتے ہیں۔ مِنْ قَبْلِهٖ میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَحْسَنَ الْقَصَصِ سے مراد قرآن ہے۔

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ۝۴

"(یاد کرو) جب کہا یوسف نے اپنے والد سے کہ اے میرے (محترم) باپ! میں نے (خواب میں) دیکھا ہے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں"۔

امام احمد اور بخاری رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، البزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، العقیلی، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک مالی یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا محمد ﷺ! مجھے ان ستاروں کے متعلق بتائیں جو یوسف علیہ السلام نے دیکھے تھے کہ وہ انہیں سجدہ کر رہے ہیں، نیز ان ستاروں کے نام کیا تھے۔ نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اسی وقت جبرئیل امین تشریف لائے (اور حضور ﷺ کو آگاہ فرمایا) تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں تجھے ان ستاروں کے اسماء بتادوں تو تو ایمان لے آئے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حرثان، الطارق، الذیال، ذوالکفتان، قابس، دثان، ہودان، الفیلق، المصبح، الضروح، الفرغ، الضیاء، النور۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان کے افق میں ان ستاروں کو اپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا جب یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ منتشر امر ہے اللہ کریم اس کو بعد میں جمع فرمائے گا، یہودی نے کہا اللہ کی قسم ان ستاروں کے واقعی یہی نام ہیں۔(3)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اور سورج ہے۔ فرمایا ان کی والدہ اور چاند ہے۔ فرمایا: ان کا باپ ہے اور ان کی والدہ کو اللہ نے حسن کا ثلث (تیسرا حصہ) عطا فرمایا تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان ستاروں سے مراد ان کے بھائی، سورج، چاند اور ان کے والدین ہیں۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12 صفحہ 178
2۔ مسند امام احمد، جلد 2 صفحہ 96، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12 صفحہ 180
4۔ ایضاً، جلد 12 صفحہ 180

WWW.NAFSEISLAM.COM

تلاوت فرمائے پھر فرمایا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ عربی زبان الہام کی گئی تھی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا۔ یہ ان کا کلام ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

''ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ایک بہترین قصہ اس قرآن کے ذریعہ جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے اگرچہ آپ اس سے پہلے غافلوں میں سے تھے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ ہمیں بیان فرمائیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (2)

امام اسحاق بن راہویہ، البزار، ابو یعلی، ابن المنذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابو الشیخ، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن نازل ہوا، ایک عرصہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں پر اس کی تلاوت کرتے رہے، پھر لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر آپ ہم پر واقعات بیان فرمائیں؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ یوسف الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نازل فرمائی۔ پھر آپ کچھ عرصہ لوگوں پر تلاوت فرماتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (الحدید: 16)
ترجمہ: کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا اہل ایمان کے لیے کہ جھک جائیں ان کے دل یاد الٰہی کے لیے۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبد اللہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر آپ ہم پر واقعات بیان فرمائیں (تو کتنا بہتر ہو) تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام اکتا گئے تو عرض کی یا رسول اللہ ہمیں (سابقہ انبیاء اور امتوں کے واقعات) بیان فرمائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ (الزمر: 23) ''اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام''۔ پھر دوبارہ صحابہ کرام اکتائے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے لیے قرآن کے علاوہ باتیں (واقعات) بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نازل فرمایا، پس صحابہ کرام نے حدیث کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بہتر حدیث کی طرف راہنمائی فرمائی، انہوں نے قصص (واقعات) کا ارادہ فرمایا تو ان کی بہترین واقعہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔ (4)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، سورۂ حم السجدہ، جلد 2، صفحہ 476، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 178
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 179
4۔ ایضاً

امام ابویعلی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، نصر المقدسی (الحجہ میں) اور الضیاء رحمہم اللہ نے (المختارہ میں) حضرت خالد بن عرفطہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ عبدالقیس (قبیلہ) کا ایک شخص آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کیا تو فلاں العبدی ہے اس نے کہا جی ہاں۔ اس کو حضرت عمر نے نیزہ کے ساتھ مارا اس شخص نے پوچھا اے امیر المومنین اس سزا کا سبب کیا ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا بیٹھ جا، وہ بیٹھ گیا۔ پھر حضرت عمر نے اس کے سامنے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۟ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ٭ۖ وَ اِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ۝ تلاوت کی۔ اس کے سامنے تین مرتبہ یہ آیات پڑھیں اور تین مرتبہ اسے سزا دی، اس شخص نے حضرت عمر سے سزا کی وجہ دریافت کی تو حضرت عمر نے فرمایا: تو وہ شخص ہے جس نے حضرت دانیال علیہ السلام کی کتاب نقل کی ہے۔ اس شخص نے کہا: آپ مجھے جو حکم فرمائیں میں اس کی اطاعت کروں گا، حضرت عمر نے فرمایا: تو جا اس کتاب کو گرم پانی اور اون کے ساتھ مٹا دے۔ پھر نہ کبھی خود پڑھنا اور نہ کسی دوسرے کو پڑھانا، کبھی مجھے خبر ملی کہ تو نے خود اس کتاب کو پڑھا ہے یا کسی دوسرے کو پڑھائی ہے تو میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ پھر فرمایا بیٹھ جا، تو وہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ فرمایا میں نے اہل کتاب سے ایک کتاب نقل کی تھی پھر میں اسے ایک چمڑے میں رکھ کر لایا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تیرے ہاتھ میں کیا ہے میں نے عرض کی: یہ اللہ کی کتاب ہے۔ میں اہل کتاب سے لکھ کر لایا ہوں تا کہ ہم اپنے علم میں اضافہ کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے حتی کہ آپ کے رخسار سرخ ہو گئے پھر نماز کے لیے بلایا گیا تو انصار نے کہا تمہارے نبی کو ہتھیاروں نے غصہ دلایا ہے، پھر لوگ آئے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے ارد گرد جمع ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو! مجھے جوامع الکلم اور خواتیم الکلم کی شان عطا کی گئی ہے اور مجھے انتہائی مختصر الفاظ میں ایک طویل کلام کا ملکہ عطا کیا گیا ہے میں تمارے پاس صاف اور شفاف شریعت لے کر آیا ہوں۔ پس تم بے پرواہی میں ہلاکت کے اندر نہ گرو، تمہیں بے وقوف اور بے پرواہ لوگ دھوکے میں نہ ڈالیں۔ حضرت عمر نے کہا: میں اٹھا اور عرض کی (حضور!) میں اللہ تعالیٰ کو رب تسلیم کرنے پر راضی ہوں، اسلام کو دین ماننے پر خوش ہوں اور آپ کو رسول تسلیم کرنے پر راضی ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور ابن الضریس نے ابراہیم النخعی سے روایت کیا ہے کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو حضرت دانیال کی کتاب تلاش کرتا تھا۔ اس وجہ سے حضرت عمر نے اسے سزا دی تھی۔ حضرت عمر نے اسے خط کے ذریعے حاضر ہونے کا حکم دیا وہ حضرت عمر کے پاس پہنچا تو آپ نے درہ اٹھالیا اور اسے سزا دی، پھر یہ آیات الٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۟ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ٭ۖ وَ اِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ۝ تلاوت فرمائیں۔ (اس شخص نے کہا) میں آپ کی مراد سمجھ گیا۔ پھر میں نے عرض کی: اے امیر المومنین آپ مجھے چھوڑیں۔ اللہ کی قسم میں وہ تمام کتب جلادوں گا۔ راوی فرماتے ہیں: حضرت عمر نے اسے چھوڑ دیا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ سے مراد یہ ہے کہ ہم تم پر گزشتہ کتب

اور گزشتہ امتوں کے حالات وواقعات میں سے بہترین واقعہ بیان کرتے ہیں۔ مِنۡ قَبۡلِهٖ میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔ (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ سے مراد قرآن ہے۔

اِذۡ قَالَ يُوۡسُفُ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡ رَاَيۡتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ رَاَيۡتُهُمۡ لِىۡ سٰجِدِيۡنَ ۝

"(یاد کرو) جب کہا یوسف نے اپنے والد سے کہ اے میرے (محترم) باپ! میں نے (خواب میں) دیکھا ہے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں"۔

امام احمد اور بخاری رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، البزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، العقیلی، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک مالی یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا محمد ﷺ! مجھے ان ستاروں کے متعلق بتائیں جو یوسف علیہ السلام نے دیکھے تھے کہ وہ انہیں سجدہ کر رہے ہیں، نیز ان ستاروں کے نام کیا تھے۔ نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اسی وقت جبرئیل امین تشریف لائے (اور حضور ﷺ کو آگاہ فرمایا) تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں تجھے ان ستاروں کے اسماء بتادوں تو تو ایمان لے آئے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حرثان، الطارق، الذیال، ذوالکفتان، قابس، دثان، ہودان، الفیلق، المصبح، الضروح، الفریخ، الضیاء، النور۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان کے افق میں ان ستاروں کو اپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا جب یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ منتشر امر ہے اللہ کریم اس کو بعد میں جمع فرمائے گا، یہودی نے کہا اللہ کی قسم ان ستاروں کے واقعی یہی نام ہیں۔ (3)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اور سورج ہے۔ فرمایا ان کی والدہ اور چاند ہے۔ فرمایا: ان کا باپ ہے اور ان کی والدہ کو اللہ نے حسن کا ثلث (تیسرا حصہ) عطا فرمایا تھا۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان ستاروں سے مراد ان کے بھائی، سورج، چاند اور ان کے والدین ہیں۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 178 — 2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 96، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 180 — 4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 180

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد اور بھائیوں کو اپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آپ کے بھائی تھے اور یہ انبیاء تھے۔ پس آپ اپنے بھائیوں کے سجدہ کرنے سے خوش نہ ہوئے حتی کہ آپ کے والدین نے آپ کو سجدہ کیا جب آپ ان کے پاس پہنچے تھے۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن منبہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب لیلۃ القدر میں واقع ہوا تھا۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ عَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

"آپ نے فرمایا اے میرے بچے بیان نہ کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں سے ورنہ وہ سازش کریں گے تیرے خلاف، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور اسی طرح چن لے گا تجھے تیرا رب اور سکھائے گا تجھے باتوں کا انجام (یعنی خوابوں کی تعبیر) اور پورا فرمائے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھرانے پر جیسے اس نے پورا فرمایا اپنا انعام اس سے پہلے تیرے دو باپوں ابراہیم اور اسحق پر۔ یقیناً تیرا پروردگار سب کچھ جاننے والا بہت دانا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: يَجْتَبِيْكَ کا معنی يصطفيك کا ہے یعنی تمہارے رب نے تمہیں چن لیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں تاویل الاحادیث سے مراد خواب کی تعبیر ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تاویل الاحادیث سے مراد علم و حلم کی تاویل ہے فرماتے ہیں: اس وقت یوسف علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ خواب کی تعبیر بتاتے تھے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ کی نعمت یہ تھی کہ انہیں آگ سے نجات عطا فرمائی اور اسحق علیہ السلام پر نعمت یہ تھی کہ انہیں ذبح سے نجات بخشی۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 180 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 181 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 182

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

لَقَدۡ كَانَ فِيۡ يُوۡسُفَ وَ اِخۡوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيۡنَ۝

"بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں (کے قصہ) میں (عبرت کی) کئی نشانیاں ہیں دریافت کرنے والوں کے لیے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ آیات سے مراد خواب کی تعبیر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو اس واقعہ کے متعلق سوال کرے تو وہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پر بیان کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعہ کے متعلق پوچھے تو یہ ان کی خبر اور واقعہ ہے (جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے)۔

امام ابن جریر نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی قوم کی بغاوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کی عظمت ملنے پر ان کے حسد کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دینے اور یوسف علیہ السلام کی اقتدا کرنے کے لیے آپ کے سامنے یوسف علیہ السلام کا ذکر کیا، ان کے بھائیوں کی بغاوت کا تذکرہ فرمایا اور بھائیوں کا جو حسد تھا اس کو بیان فرمایا۔(1)

اِذۡ قَالُوۡا لَيُوۡسُفُ وَ اَخُوۡهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِيۡنَا مِنَّا وَ نَحۡنُ عُصۡبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنِ ۚ۝ اقۡتُلُوۡا يُوۡسُفَ اَوِ اطۡرَحُوۡهُ اَرۡضًا يَّخۡلُ لَـكُمۡ وَجۡهُ اَبِيۡكُمۡ وَتَكُوۡنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ قَوۡمًا صٰلِحِيۡنَ۝

"جب بھائیوں نے (آپس میں) کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو ہم سے حالانکہ ہم ایک (مضبوط) جتھہ ہیں۔ یقیناً ہمارے والد ایسا کرنے میں کھلی غلطی کا شکار ہیں۔ قتل کر ڈالو یوسف کو یا دور پھینک آؤ اسے کسی علاقہ میں (یوں) تنہا ہو جائے گا تمہاری طرف تمہارے باپ کا رخ اور ہو جانا اس کے بعد (توبہ کر کے) نیک قوم"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام شام میں سکونت پذیر تھے۔ آپ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بنیامین کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ جب دوسرے بھائیوں نے یعقوب علیہ السلام کی اس محبت کو دیکھا تو وہ یوسف علیہ السلام سے حسد کرنے لگے۔ یوسف علیہ السلام نے ایک خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند ان کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: "اے میرے بچے! نہ بیان کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں سے ورنہ وہ سازش کریں گے تیرے خلاف"۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو اس خواب کی خبر پہنچی تو وہ یوسف علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 183، داراحیاء التراث العربی بیروت

السلام سے حسد کرنے لگے اور انہوں نے کہا: ہمارے باپ کو یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارے ہیں ہم سے حالانکہ ہم ایک مضبوط جتھہ ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے باقی گیارہ بھائی تھے۔ انہوں نے کہا: یقیناً ہمارا باپ ہمارے معاملہ میں کھلی غلطی کا شکار ہے۔ قتل کر ڈالو یوسف کو یا دور پھینک آؤ اسے کسی علاقہ میں۔ (یوں) اکیلی رہ جائے گی تمہاری طرف توجہ تمہارے باپ کی اور ہو جاؤ گے اس کے بعد (توبہ کر کے) نیک لوگ۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: یوسف کو قتل مت کرو (بلکہ) پھینک دو اسے کسی گہرے کنویں میں تاکہ نکال لے جائے اسے کوئی راہ چلتا قافلہ اگر تم نے کچھ کرنا ہی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے (آکر) کہا: اے ہمارے باپ! کیا ہوا آپ کو کہ آپ اعتبار نہیں کرتے ہم پر یوسف کے بارے میں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کھا نہ جائے اس کو بھیڑیا اور تم مصروفیت کے باعث اس سے بے خبر ہو۔ کہنے لگے اگر کھا جائے اسے بھیڑیا حالانکہ ہم ایک مضبوط جتھہ ہیں۔ بلاشبہ ہم تو بڑے زیاں کار ہوں گے۔ وہ بڑے اصرار سے حضرت یوسف کو ساتھ لے گئے تو آپ پر عزت وکرامت کے آثار تھے۔ جب وہ باہر نکلے تو آپ سے دشمنی کا اظہار کرنے لگے۔ انہوں نے آپ کو زدوکوب شروع کر دیا۔ آپ جس کی پناہ لیتے وہ مارنا شروع کر دیتا۔ آپ نے کوئی بھی رحم کرنے والا نہ پایا۔ تمام نے آپ کو اتنا مارا کہ آپ قریب المرگ ہو گئے۔ آپ چیخ کر آوازیں لگاتے اے میرے باپ! اے یعقوب! کاش آپ جان لیتے کہ آپ کے بیٹے کے ساتھ لونڈیوں کے بیٹوں نے کیا کیا ہے۔ جب وہ آپ کو قتل کرنے کے قریب پہنچے تو یہوذا نے کہا: کیا تم نے میرے ساتھ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم اسے قتل نہیں کرو گے۔ وہ سب آپ کو لے کر کنویں کی طرف چلے تاکہ انہیں اس میں ڈال دیں۔ وہ آپ کو کنویں میں لٹکانے لگے۔ آپ پہلے تو کنویں کی منڈیر سے چمٹ گئے، بھائیوں نے ان کے ہاتھ باندھ دیئے اور ان کی قمیص بھی اتار لی۔ آپ نے بھائیوں سے التجا کی کہ تم میری قمیص واپس کر دو تاکہ میں اس کے ذریعے کنویں میں چھپ جاؤں۔ بھائیوں نے کہا: اب جاؤ اور ان گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو بلاؤ تاکہ وہ تمہاری دستگیری کریں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تو کچھ نہیں دیکھا۔ پس انہوں نے آپ کو کنویں میں لٹکا دیا حتیٰ کہ جب آپ کنویں کے درمیان میں پہنچے، انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا تاکہ آپ کا وصال ہو جائے۔ کنویں کے اندر پانی تھا۔ آپ گرے تو آپ [illegible]۔ آپ نے کنویں میں ایک چٹان کے ساتھ پناہ لی۔ آپ اس کے اوپر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے رونا شروع کر دیا اور اپنے بھائیوں کو آوازیں لگانے لگے۔ شاید انہیں ترس آ جائے اور وہ میری بات کا جواب دیں۔ اب انہوں نے ارادہ کیا کہ اوپر سے پتھر گرا کر انہیں کنویں کے اندر ہی قتل کر دیں۔ لیکن یہوذا نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔ اس نے کہا: تم نے مجھ سے کہا تھا کہ ہم اس کو قتل نہیں کریں گے۔ یہوذا آپ کے لیے کھانا لاتا تھا۔ وہ شام کے بعد اپنے باپ کے پاس واپس آئے تو انہوں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور اس کا خون حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پر لگا دیا۔ پھر اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت گریہ وزاری کرتے ہوئے آئے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی آواز سنی تو گھبرا گئے اور پوچھا: بیٹو! کیا ہوا کیا تمہاری بکریوں پر کوئی آفت آ گئی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، پھر پوچھا (حضرت) یوسف کا کیا ہوا۔ انہوں نے کہا: ابا جی! ہم ذرا گئے کہ دوڑ لگائیں اور ہم یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے،

ہائے افسوس ان کو بھیڑیا کھا گیا اور آپ ہماری بات نہیں مانیں گے اگرچہ ہم سچے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام رونے لگے اور بلند آواز سے چیخ ماری۔ پھر فرمایا یوسف کی قمیض کہاں ہے۔ وہ قمیض لے کر آئے تو اس پر جھوٹا خون لگا ہوا تھا۔ پس آپ نے قمیض لے کر اپنے چہرے پر ڈال دی۔ پھر آپ روتے رہے حتی کہ قمیض پر لگے خون کی وجہ سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر فرمایا اے بیٹا! یہ بھیڑیا کتنا مہربان تھا کہ اس نے یوسف کا گوشت کھایا اور اس کی قمیض نہیں پھاڑی۔ پھر ایک قافلہ تھوڑی دیر بعد آیا تو انہوں نے پانی لانے کے لیے ایک آدمی بھیجا۔ اس نے اپنا ڈول لٹکایا تو یوسف علیہ السلام اس کی رسی سے چمٹ گئے اور باہر نکل آئے۔ جب آدمی نے آپ کو دیکھا تو اپنے ایک ساتھی جس کا نام بشری تھا اسے بلایا اور کہا اے بشریٰ! یہ کتنا خوبصورت بچہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اس کی آواز سنی تو دوڑ کر آئے اور کہا کہ یہ بچہ ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے۔ اور اپنی زبان میں یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم نے ہمارا غلام ہونے سے انکار کیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ کیا تیرا گمان ہے کہ ہم تجھے یعقوب علیہ السلام کے پاس لے جائیں گے حالانکہ ہم اسے بتا چکے ہیں کہ بھیڑیا اسے کھا گیا ہے۔ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا: تم مجھے اپنے باپ یعقوب کے پاس لے جاؤ تو میں تمہیں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ تم سے راضی ہو جائیں گے اور میں تمہارے اس فعل کا کبھی ان سے تذکرہ نہیں کروں گا۔ انہوں نے اس بات کا انکار کیا۔ حضرت یوسف نے کہا: میں ان کا غلام ہوں۔ پھر جب آپ کو دو آدمیوں نے خرید لیا تو وہ دونوں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئے اور یہ سوچا کہ ساتھیوں نے ان کے متعلق پوچھا اور شرکت کا مطالبہ کیا تو ہم کہیں گے کہ ہمیں یہ مال کنویں سے ملا ہے۔ اس کا تذکرہ قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً (یوسف:19) وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ (یوسف:20) ''انہوں نے چھپا دیا اسے متاع (گراں بہا) سمجھتے ہوئے۔ پھر انہوں نے بیچ ڈالا یوسف کو حقیر سی قیمت پر چند درہموں کے عوض''۔ اور یہ قیمت بیس درا ہم تھی۔ اور وہ پہلے ہی یوسف علیہ السلام کے متعلق دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ وہ اسے مصر لے گئے تو یوسف علیہ السلام کو بادشاہ مصر العزیز نے خرید لیا۔ وہ آپ کو اپنے محل میں لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا: عزت و اکرام کے ساتھ اسے ٹھہراؤ۔ شاید ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے اپنا فرزند بنا لیں۔ اس کی بیوی نے آپ سے پیار و محبت کا اظہار کیا اور یوسف علیہ السلام سے کہا: اے یوسف تیرے یہ بال کتنے خوبصورت ہیں؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب سے پہلے میرے جسم سے جدا ہوں گے۔ اس نے کہا اے یوسف! تیری یہ آنکھیں کتنی حسین و جمیل ہیں؟ آپ نے فرمایا: سب سے پہلے یہ میرے جسم سے جدا ہو کر زمین پر بہیں گی، عزیز کی بیوی نے کہا: اے یوسف! تیرا چہرہ کتنا جاذب نظر ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا: یہ مٹی کے لیے ہے اسے وہ کھا جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد عزیز کی بیوی آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی تو کہنے لگی هيت لك (بس آ بھی جا) هيت یہ قبطی زبان کا لفظ ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا: خدا کی پناہ یوں نہیں ہو سکتا وہ (تیرا خاوند) میرا محسن ہے۔ اس نے مجھے بڑی عزت سے ٹھہرایا ہے۔ میں اس کے گھر والوں کے ساتھ خیانت نہیں کروں گا۔ وہ آپ کو ورغلانے کے لیے جتن کرتی رہی لیکن آپ نے اسے مایوس کر دیا اور آپ اس کے دام فریب میں نہ آئے۔ اس عورت نے ارادہ کیا تھا اور یوسف علیہ السلام بھی قصد کر لیتے اس کا اگر نہ دیکھ لیتے اپنے رب کی (روشن) دلیل۔

اس عورت نے محل کے تمام دروازے بند کر دیئے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام تہبند اتارنے لگے تو آپ نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام سامنے محل کے اندر اپنی انگلی کاٹتے ہوئے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے اے یوسف! اس عورت سے میل جول نہ کرو۔ تیری مثال اب اس پرندے کی ہے جو آسمان کی فضا میں ہوتا ہے اور اس کو پکڑا نہیں جا سکتا اور جب آپ میل جول کر لیں گے تو اس پرندے کی طرح ہو جائیں گے جو مر کر زمین پر گر پڑتا ہے اور اپنا بچاؤ بھی نہیں کر سکتا اور اب آپ کی مثال اس غیر مطیع بیل کی ہے جس پر کوئی کام نہیں لیا جا سکتا اور جب آپ سے یہ فعل شنیع ہو گیا تو آپ کی مثال اس بیل کی ہوگی جو پانی میں داخل ہو کر اپنے سینگوں کے بل گر کر مر جاتا ہے اور اپنا بچاؤ بھی نہیں کر سکتا، حضرت یوسف نے اپنی شلوار باندھ لی اور باہر نکل گئے۔ اس عورت نے آپ کو قمیض سے پکڑ لیا اور اسے پھاڑ دیا، حتی کہ اس نے آپ کی قمیض اتار لی۔ حضرت یوسف علیہ السلام قمیض چھوڑ کر بھاگ گئے۔ دروازے کی طرف بھاگے تو دونوں نے اپنے مربی اور سردار کو دروازے پر کھڑے ہوئے پایا اور وہاں عورت کے چچا کا بیٹا بھی تھا۔ جب عورت نے اسے دیکھا تو جھٹ بول اٹھی (میرے سرتاج! بتائیے) کیا سزا ہے اس کی جو ارادہ کرے تیری بیوی کے ساتھ برائی کا بجز اس کے کہ اسے قید کر دیا جائے یا اسے دردناک عذاب دیا جائے۔ کہنے لگی اس نے مجھے بہلانا چاہا تو میں نے اس سے اپنا دفاع کیا اور میں نے اس کی قمیض پھاڑ دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اس نے مجھے بہلانا چاہا ہے میں نے انکار کیا اور میں بھاگ نکلا اس نے مجھے میری قمیض سے پکڑا اور اسے پھاڑ ڈالا۔ اس عورت کے چچا کے بیٹے نے کہا: قمیض سے معاملہ واضح ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ اگر قمیض آگے کی طرف سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹے ہیں اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو یوسف علیہ السلام سچوں میں سے ہیں۔ جب قمیض لائی گئی تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ عزیز نے کہا: یہ سب تم عورتوں کا فریب ہے بے شک تم عورتوں کا فریب بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ اے یوسف (پاک باز) اس بات کو جانے دو اور (اے عورت) اپنے گناہ کی معافی مانگ اور پھر ایسا ہرگز نہ کرنا۔ اور کہنے لگیں عورتیں شہر میں کہ عزیز کی بیوی بہلاتی ہے اپنے (نوجوان) غلام کو تا کہ اس سے مطلب براری کرے۔ اس کے دل میں گھر کر گئی ہے اس کی محبت **قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا** شغاف اس جھلی کو کہتے ہیں جو دل کے اوپر ہوتی ہے، اسے لسان القلب (دل کی زبان) کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں محبت اس جلد (جھلی) میں داخل ہوئی اور دل میں پہنچ گئی۔ جب زلیخا نے سنا ان کی مکارانہ باتوں کو تو اس نے انہیں بلا بھیجا اور تیار کیں ان کے لیے مسندیں، جب وہ آگئیں تو دے دی ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چھری اور ایک ایک اترج (لیموں جیسا پھل) تا کہ وہ اسے کاٹ کر کھائیں۔ جب وہ اپنی مسندوں پر بیٹھ گئیں تو اس نے یوسف علیہ السلام سے کہا: ان کے پاس باہر آ جاؤ۔ جب آپ باہر تشریف لائے اور عورتوں نے آپ کے پیکر حسن کو دیکھا تو وہ آپ کی عظمت کی قائل ہو گئیں اور وارفتگی کے عالم میں اپنے ہاتھوں کو کاٹ بیٹھیں، یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ پھل کاٹ رہی ہیں۔ پھر کہہ اٹھیں: سبحان اللہ! یہ انسان نہیں یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ زلیخا فاتحانہ انداز میں بولی: یہ ہے وہ (پیکر رعنائی) جس کے بارے تم مجھے ملامت کیا کرتی تھیں، بے شک میں نے اسے بہت بہلایا پھسلایا لیکن وہ بچا ہی رہا۔ شلوار اتارنے کے بعد میرے قریب نہ آیا۔ مجھے معلوم نہیں اس وقت اس نے کیا دیکھا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کی: اے

میرے پروردگار! قید خانہ کی صعوبتیں مجھے زیادہ پسند ہیں اس گناہ سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں۔ پھر عورت نے اپنے خاوند سے کہا: اس عبرانی غلام نے مجھے بھرے مجمع میں ذلیل ورسوا کیا ہے اور یہ غلام لوگوں کے سامنے اپنی عذر خواہی کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ اس نے مجھے خود بہلانے پھسلانے کی کوشش کی ہے اور میں خود باہر نکل کر اپنا عذر پیش نہیں کر سکتی۔ یا تو تم مجھے اجازت دو کہ میں باہر نکل کر لوگوں کے سامنے اپنا عذر پیش کروں جس طرح یہ غلام اپنا عذر پیش کر رہا ہے یا تو اسے بھی قید کر دے جس طرح مجھے تو نے قید کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ (یوسف: 35) کا یہی معنی ہے۔ اس کے باوجود کہ وہ یوسف علیہ السلام کی پاک بازی کی نشانیاں مثلاً قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہوا ہونا اور عورتوں کا اپنے ہاتھ کاٹنا دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ وہ یوسف علیہ السلام کو قید کر دیں کچھ عرصہ تک۔ قید خانہ میں آپ کے ساتھ دونو جوان تھے۔ یہ دونوں جوان وہ تھے جو بادشاہ کے ملازم تھے۔ ایک مطبخ کا ناظم تھا۔ اس سے بادشاہ اس وجہ سے ناراض ہوا کہ اس نے بادشاہ کو زہر دینے کا ارادہ کیا تھا۔ اس نے اسے بھی قید کر دیا اور اس کا ساتھی جو محفل عیش وطرب کا نگران تھا اس کو بھی قید کر دیا۔ جب یوسف علیہ السلام قید خانہ میں گئے تو کہا کہ میں خوابوں کی تعبیر بتاتا ہوں۔ ان دونوں جوانوں میں سے ایک نے کہا: آیئے ہم اس عبرانی غلام کے اس علم کا تجربہ کریں پس دونوں نے عجیب عجیب خواب بیان کیے جو انہوں نے دیکھے نہیں تھے بلکہ انہوں نے اپنی طرف سے گھڑے تھے حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے گھڑے ہوئے خوابوں کی تعبیر بتا دی۔ جو ساقی تھا اس نے کہا کہ میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور خباز نے کہا: میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں ان سے پرندے کھا رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا کھانا آنے سے پہلے میں تمہیں خواب کی تعبیر بتا دوں گا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے میرے قید خانہ کے دو ساتھیو! اب خوابوں کی تعبیر سنو۔ تم میں سے ایک (یعنی پہلا) تو پلایا کرے گا اپنے مالک کو شراب یعنی وہ قید سے رہائی پا کر اپنے منصب پر پھر فائز ہو جائے گا لیکن دوسرا سولی دیا جائے گا اور (نوچ) کھائیں گے پرندے اس کے سر سے۔ پس دونوں یہ خواب کی تعبیریں سن کر گھبرا گئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! ہم نے تو کوئی خواب وغیرہ نہیں دیکھا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اس بات کا حتمی فیصلہ ہو چکا ہے جس کے متعلق تم نے سوال کیا ہے۔ اب یہ ایسا ہی ہوگا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا: تم میرا تذکرہ اپنے بادشاہ کے پاس کرنا لیکن شیطان نے اسے بھلا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو خواب دکھایا۔ اس نے سات موٹی گائیں دیکھیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سرسبز خوشے ہیں اور دوسرے سات خشک سوکھے ہوئے خوشے ہیں۔ بادشاہ نے تمام جادوگروں، کاہنوں اور قیافہ شناسوں کو جمع کیا اور ان لوگوں کو بلایا جو پرندوں کو جھڑکتے اور وہ انہیں حالات وواقعات بتاتے تھے۔ عربی میں قیافہ شناسوں کے لیے القافہ اور پرندوں کو زجر کرنے والوں کے لیے الحاذہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ان سب نے کہا: اے بادشاہ سلامت! یہ خواب پریشان ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں ہیں۔ اس وقت وہ شخص بولا جو قید خانے سے بچ گیا تھا ان دو (قیدیوں) میں سے اور (اب) اسے یوسف کی یاد آئی ایک عرصہ بعد: میں بتاتا ہوں تمہیں اس خواب کی تعبیر مجھے قید خانے تک جانے دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: قید خانہ شہر میں نہیں تھا۔ وہ ساقی یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور عرض کی: ہمیں اس خواب کی تعبیر بتائیں (پھر اس نے بادشاہ کا خواب بیان کیا) تاکہ میں آپ کا جواب لے کر واپس جاؤں لوگوں کی طرف شاید وہ آپ کے علم وفضل کو جان لیں۔ آپ نے فرمایا تم کاشت کروگے سات سال تک حسب دستور تو جو تم کاٹو اسے رہنے دو خوشوں میں اس طرح تمہارا اناج تازہ باقی رہے گا۔ مگر تھوڑا سا ضرورت کے لیے نکال لو جسے تم کھالو۔ پھر اس خوشحالی کے بعد تم پر ایسے سات سال آئیں گے جو تمہارے اس ذخیرہ شدہ مال کو کھا جائیں گے۔ جو تم نے ان سالوں کے لیے تھوڑا سا محفوظ کرلیا ہوگا پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں مینہ برسایا جائے گا لوگوں کے لیے اور اس سال وہ پھلوں کا رس نکالیں گے۔ جب وہ قاصد آیا اور بادشاہ کو اس خواب کی تعبیر بتائی تو بادشاہ نے کہا اس (یوسف) کو فوراً میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ قاصد آیا تو آپ نے فرمایا: اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ جاؤ اور اس سے پوچھو کہ حقیقت حال کیا تھی ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ۔

امام السدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر یوسف علیہ السلام اس وقت باہر آجاتے اس سے پہلے کہ بادشاہ کو آپ کی عظمت شان کا علم ہوتا تو ہمیشہ بادشاہ کے ذہن میں یہ خلش رہتی اور کہتا رہتا کہ اس نے میری بیوی کو بہلایا پھسلایا تھا۔ بادشاہ نے کہا: ان عورتوں کو میرے پاس لاؤ۔ بادشاہ نے ان عورتوں سے پوچھا: کیا معاملہ ہوا تھا جب تم نے یوسف کو بہلایا تھا اپنی مطلب براری کے لیے یک زبان بولیں حاشاللہ! ہمیں تو اس میں ذرہ بھر برائی معلوم نہیں ہوئی لیکن ہمیں تو بادشاہ مصر کی بیوی نے بتایا تھا کہ اس نے اسے بہلایا پھسلایا تھا مطلب براری کے لیے اور وہ اس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا اور شلوار کھولی تھی اور پھر باندھ لی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی (کہ اسے کیا ہوا تھا کہ اس نے کوئی غیر اخلاقی عمل نہیں کیا)۔ عزیز کی بیوی نے کہا اب تو آشکارا ہوگیا حق۔ میں نے ہی اسے پھسلایا تھا اپنی مطلب براری کے لیے بخدا وہ تو سچا ہے۔ یوسف نے کہا: یہ میں نے اس لیے کیا تھا تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کامیاب نہیں ہونے دیتا دغابازوں کی فریب کاری کو۔ عزیز کی بیوی نے کہا: اے یوسف! جب تو نے شلوار کھولی تھی تو اس وقت یہ برائی نہیں تھی؟ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ جب بادشاہ پر حضرت یوسف کا عذر ظاہر ہوگیا تو کہا یوسف کو میرے پاس لے آؤ، میں اسے اپنی ذات کے لیے چن لوں گا۔ میں اسے اپنا معتمد علیہ بنا لوں گا۔ پس اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کا عامل بنادیا اور اس کی معیشت اور خرید وفروخت کی قوانین کی تیاری اور نفاذ آپ کے سپرد کردیا، پھر زمین پر بھوک کا دور شروع ہوا اور یعقوب علیہ السلام جس علاقہ میں رہتے تھے وہاں قحط پڑ گیا۔ تو یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مصر کی طرف خوراک لانے کے لیے بھیجا لیکن بنیامین کو ان کے ساتھ نہ بھیجا۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آپ نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ آپ کو نہ پہچان سکے۔ جب یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو دیکھا تو انہیں اپنے محل میں داخل کیا اور پوچھا کہ مجھے اپنا تعارف کراؤ، میں تمہیں صحیح پہچان نہیں سکا، ان بھائیوں نے کہا: ہم شام کی زمین کے باشندے ہیں۔ آپ نے پوچھا: تم کیسے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم خوراک لے جانے کے لیے آئے ہیں،

حضرت یوسف نے فرمایا: تم سے کھوٹ معلوم ہوتا ہے تم جاسوس ہو، تم کتنے افراد ہو؟ انہوں نے کہا ہم دس ہیں، آپ نے فرمایا: تم دس ہزار ہو تم میں سے ہر ایک ہزار افراد کا امیر ہے۔ تم مجھے صحیح صحیح اپنی بات بتاؤ۔ انہوں نے کہا ہم تمام ایک سچے شخص کے بیٹے ہیں اور آپس میں بھائی ہیں۔ ہم بارہ بھائی تھے۔ ہمارے والد صاحب ہمارے ایک بھائی سے بہت پیار کرتے تھے۔ وہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ جنگل گیا تو وہ ہلاک ہو گیا۔ وہ ہمارے والد صاحب کو ہم سب میں سے زیادہ پیارا تھا۔ حضرت یوسف نے پوچھا: اب تمہارے والد صاحب کس بیٹے کے پاس رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا اس کے پاس جو اس بھائی سے چھوٹا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تم اپنے والد کو کیسے صدیق کہہ رہے ہو جب کہ وہ بڑوں کو چھوڑ کر چھوٹوں سے پیار کرتا ہے۔ تم اپنے اس بھائی کو میرے پاس لے آؤ تا کہ میں اسے دیکھ لوں اور اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو (سن لو) کوئی پیمانہ تمہارے لیے میرے پاس نہیں ہوگا اور نہ تم میرے قریب آسکو گے، انہوں نے کہا ہم ضرور اس کے باپ سے اس کے بھیجنے کا مطالبہ کریں گے اور ہم ضرور ایسا کریں گے، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ تم اسے میرے پاس نہیں لاؤ گے اس لیے تم کسی کو میرے پاس رہن رکھو حتی کہ تم واپس لوٹ آؤ۔ پس شمعون کو ان کے پاس رہن رکھا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے غلاموں کو کہا کہ تم چپکے سے ان کا سامان ان کی خورجیوں میں رکھ دو جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا تھا تا کہ وہ پہچان لیں جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹیں۔ شاید وہ لوٹ کر آئیں۔ جب یعقوب علیہ السلام کے بیٹے غلہ لے کر واپس آئے تو انہوں نے اپنے باپ کو بتایا کہ مصر کے بادشاہ نے ہماری بہت عزت وتکریم کی ہے۔ اگر وہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں میں سے کوئی ہوتا تو کبھی ہماری اتنی تکریم نہ کرتا۔ اس نے شمعون کو رہن رکھا لیا ہے اور اس نے ہمیں یہ بھی کہا ہے کہ تم میرے پاس اپنے اس بھائی کو لے آؤ جس کے ساتھ تمہارا باپ زیادہ محبت کرتا ہے۔ اس کے بڑے بھائی کے ہلاک ہونے کے بعد تا کہ میں اسے دیکھ لوں۔ اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر تم اپنے بھائی کو میرے پاس نہ لائے تو کبھی بھی تم میرے علاقہ میں نہیں آسکو گے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا: جب تم بادشاہ مصر کے پاس جاؤ تو انہیں میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ تمہارا باپ تمہارے لیے دعا کرتا ہے اس نوازش پر جو تو نے ہمارے اوپر کی ہے۔ جب انہوں نے اس ابتدائی ملاقات کے بعد اپنی خورجیوں کو کھولا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا وہ مال واپس کر دیا گیا ہے جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا تھا۔ وہ اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا: اے ہمارے والد محترم! اور ہم کیا چاہتے ہیں، یہ دیکھئے ہمارا مال بھی لوٹا دیا گیا ہے۔ حضرت یعقوب نے جب یہ معاملہ دیکھا تو فرمایا: میں بنیامین کو تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجوں گا حتی کہ تم میرے ساتھ قسم کے ساتھ مؤکد وعدہ کرو کہ تم اسے میرے پاس لے آؤ گے مگر یہ کہ تمہیں بے بس کر دیا جائے۔ انہوں نے پختہ وعدہ کر دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جو ہم گفتگو کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے نظر بد سے بچانے کے لیے فرمایا: کہ تم مصر میں مختلف دروازوں سے داخل ہونا، ایک دروازے سے داخل نہ ہونا۔ پس جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو پہچان لیا۔ آپ نے انہیں ایک مقام پر ٹھہرایا اور کھانا کھلانے کے احکامات جاری فرما دیئے۔ جب رات ہوئی تو آپ نے فرمایا: ہر بستر پر دو دو آدمی سوئیں گے۔

اس تقسیم سے بنیامین اکیلے رہ گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرے ساتھ میرے بستر پر سوئے گا۔ بنیامین نے حضرت یوسف کے ساتھ رات گزاری۔ آپ اسے رات بھر پیار کرتے رہے اور ان کی خوشبو سونگھتے رہے حتی کہ صبح ہوگئی۔ روبیل نے کہا: ہم نے اس کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اگر ہم اس سے نجات پا جائیں۔ پھر جب انہیں سامان خوراک مہیا کر دیا تو اپنا پیالہ اپنے بھائی کی خورجی میں رکھ دیا جب کہ بھائی کو اس بات کا علم نہ تھا۔ جب وہ چلنے لگے تو ایک پکارنے والے نے پکارا: اے قافلہ والو! بلاشبہ تم چور ہو، وہ حیرت زدہ ہو کر بولے جب کہ وہ ان کی طرف متوجہ تھے کہ کون سی چیز تم نے گم کی ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے بادشاہ کا پیالہ گم کیا ہے، جو شخص وہ پیالہ ڈھونڈ لائے گا اسے بطور انعام بار شتر غلہ دیا جائے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ کہنے لگے خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ ہم یہاں زمین میں فساد برپا کرنے کے لیے نہیں آئے اور نہ ہی ہم چور ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے خدام نے کہا: پھر اس کی کیا سزا ہے اگر تم جھوٹے ثابت ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں وہ پیالہ دستیاب ہو جائے تو وہ خود ہی اس کا بدلہ ہے، اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی کے سامان کی تلاشی سے پہلے دوسروں کے سامان کی تلاشی شروع کی۔ جب یوسف کے بھائی کا سامان باقی رہ گیا تو اس نے کہا اس غلام کو زیب نہیں دیتا کہ وہ پیالہ اٹھائے۔ انہوں نے کہا اسے نہیں چھوڑا جائے گا حتی کہ تم اس کے سامان کو دیکھ لو۔ تا کہ ہم جائیں تو ہمارے دل خوش اور مطمئن ہوں۔ تلاش کرنے والے نے اپنا ہاتھ اس کے سامان میں ڈالا اور پیالہ اس کے سامان سے نکال لایا۔ یوں تدبیر کی ہم نے یوسف کے لیے کیونکہ یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو ساتھ نہیں رکھ سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ یوسف کے ملازمین نے کہا: یہی شخص اس پیالہ کا بدلہ ہے۔ جب اس خادم نے بنیامین کے سامان سے پیالا نکالا تو بھائیوں کی کمریں ٹوٹ گئیں اور ہلاک ہونے لگے اور کہا اے راحیل کے بیٹو! ہمیشہ تمہاری وجہ سے ہم مسائل میں گرفتار رہے حتی کہ تم نے یہ پیالہ بھی اٹھالیا۔ بنیامین نے کہا: بنو راحیل! ہمیشہ ہمیں تمہاری وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے، تم میرے بھائی کو ساتھ لے گئے تھے، تم نے اسے جنگل میں ہلاک کر دیا تھا اور یہ پیالہ بھی میرے سامان میں اس نے رکھا ہے جس نے تمہارے سامان میں پہلی مرتبہ دراہم رکھے تھے۔ بھائیوں نے کہا: ان دراہم کا ذکر نہ کرو کہ وہ بھی وصول کئے جائیں گے۔ بھائی بنیامین کو مارنے لگے اور اسے گالی گلوچ کی۔ جب ملازمین پکڑ کر تمام بھائیوں کو یوسف علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ تو یوسف علیہ السلام نے وہ پیالہ منگوایا اور پھر اس پر ناخن سے چوٹ لگا کر اسے بجایا پھر اسے اپنے کان کے قریب کیا اور فرمایا: یہ میرا پیالہ مجھے بتا رہا ہے کہ تم بارہ بھائی تھے تم نے اپنے ایک بھائی کو بیچ دیا تھا۔ جب بنیامین نے یہ بات سنی تو کھڑے ہو گئے اور پھر یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا اور فرمایا: اے بادشاہ اپنے پیالہ سے پوچھو! کیا وہ میرا بھائی زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے پھر اس میں ٹھوکر لگائی اور فرمایا: ہاں وہ زندہ ہے اور عنقریب تو اسے دیکھ لے گا۔ بنیامین نے کہا: جو تم چاہو میرے ساتھ معاملہ کرو، کیونکہ وہ میرے متعلق زیادہ جانتا ہے۔ یوسف علیہ السلام اندر تشریف لائے، تو رونے لگے پھر وضو کیا پھر باہر تشریف لائے، بنیامین نے کہا: اے بادشاہ! میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے پیالے کے ذریعے سچی بات بتاتے ہو، پس تم اس سے بھائی (یوسف) کے متعلق پوچھو۔ اس نے اس کو

ٹھکورا پھر کہا میرا یہ پیمانہ ناراض اور غصے میں ہے اور کہتا ہے کہ تم مجھ سے میرے ساتھی کے متعلق پوچھتے ہو حسب کہ تم دو میرے چلے ہو۔ حضرت یعقوب کے بیٹے جب غصے میں ہوتے تھے تو ان کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا تھا۔ روبیل غصہ میں ہو اٹھ کر کہنے لگا: اے بادشاہ اللہ کی قسم تو ہمیں چھوڑے گا ورنہ میں ایسی چیخ ماروں گا کہ ہر حاملہ عورت کا بچہ گر جائے گا۔ غصہ کی وجہ سے روبیل کے جسم کا ہر بال کھڑا ہو چکا تھا اور اس کے کپڑوں سے باہر آ گیا تھا۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ روبیل کے پاس سے گزر اور اسے مس کر۔ بس اس نے مس کیا تو روبیل کا غصہ ختم ہو گیا۔ روبیل نے کہا یہ کون ہے؟ ان شہروں میں یعقوب علیہ السلام کی نسل کے افراد میں سے کوئی موجود ہے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا یعقوب کون ہے؟ روبیل غصہ میں آ کر کہنے لگا: اے بادشاہ! یعقوب کا تذکرہ نہ کرو، وہ اللہ کی بشارت ہیں اور ابراہیم خلیل اللہ کے بیٹے ذبیح اللہ کی اولاد ہے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: پھر تو سچا ہے۔ جب تم اپنے باپ کے پاس جانا تو انہیں میری طرف سے سلام عرض کرنا اور انہیں کہنا کہ مصر کا بادشاہ تمہیں دعا دیتا ہے کہ تمہیں موت نہ آئے یہاں تک کہ تم اپنے بیٹے یوسف کو دیکھ لو۔ حتی کہ تمہارا باپ جان لے کہ زمین میں اس کی مثل اور بھی صدیقین موجود ہیں۔ جب برادران یوسف مایوس ہو گئے تو یوسف علیہ السلام نے ان کے لیے شمعون کو باہر نکالا جس کو رہن رکھا گیا تھا۔ جب وہ علیحدہ ہوئے تو آپس میں سرگوشی کرنے لگے۔ روبیل جوان سے علم کے اعتبار سے بڑا تھا اس نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کے نام کے ساتھ پختہ وعدہ لیا تھا اور اس سے پہلے جو زیادتی یوسف کے حق میں تم کر چکے ہو (وہ بھی تمہیں یاد ہے) پس میں تو اس زمین کو نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میرے والد صاحب مجھے اجازت نہ دیں یا فیصلہ فرمائے اللہ تعالیٰ میرے لیے۔ وہ تمام فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔ روبیل مصر میں ٹھہر گیا اور باقی نو بھائی یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے بنیامین کے بارے خبر دی تو آپ رو پڑے اور فرمایا: اے بیٹو! جب بھی تم کسی کام کے لیے گئے ہو ایک بھائی گم کر کے آئے ہو۔ پہلی دفعہ گئے تھے تو یوسف علیہ السلام کو چھوڑ آئے تھے، دوسری دفعہ گئے تھے تو شمعون کو چھوڑ آئے تھے پھر تیسری مرتبہ گئے تو بنیامین اور روبیل کو چھوڑ آئے ہو۔ میرے لیے اب صبر ہی زیبا ہے، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ لے آئے گا میرے پاس ان سب کو۔ بے شک وہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور سفید ہو گئیں ان کی دونوں آنکھیں غم کے باعث اور وہ اپنے غم کو ضبط کیے ہوئے تھے۔ بیٹوں نے عرض کی: بخدا! آپ ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں یوسف کو کہیں بگڑ نہ جائے آپ کی صحت یا آپ ہلاک نہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: میں تو شکوہ کر رہا ہوں اپنی مصیبت اور اپنے دکھوں کا خدا کی بارگاہ میں اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے۔ یوسف علیہ السلام قید خانہ میں تھے تو جبریل امین آئے اور سلام پیش کیا، جبریل انتہائی خوش شکل انسان کی شکل میں آئے، آپ کی خوشبو بڑی پاکیزہ تھی اور لباس انتہائی اجلا تھا۔ یوسف علیہ السلام نے اس سے کہا: اے بادشاہ حسن! اے اپنے رب کی بارگاہ کے معزز، اے پاکیزہ خوشبو والے مجھے حضرت یعقوب کے بارے بتائیے وہ کیسے ہیں؟ جبریل نے کہا: وہ تمہاری وجہ سے بہت پریشان ہیں، پوچھا کتنے پریشان ہیں؟ فرمایا اتنے پریشان ہیں جتنا کہ ستر ایسی عورتیں پریشان ہوتی ہیں جن کے بچے فوت ہو چکے ہوں۔ پوچھا ان کا اجر کتنا ہے؟ فرمایا:

ستر ... یوسف علیہ السلام نے پوچھا میرے بعد وہ کس کے پاس رہے؟ فرمایا تمہارے بھائی بنیامین کے پاس رہے۔ پوچھا کیا میری ان سے ملاقات ہوگی؟ جبریل نے کہا: ہاں اپنے والد کی پریشانی اور تکالیف سن کر یوسف علیہ السلام رونے لگے۔ پھر فرمایا مجھے ان پریشانیوں کی کوئی پرواہ نہیں اگر مجھے اللہ تعالیٰ انہیں دکھا دے۔ جب بیٹوں نے بادشاہ کے بارے کی خبر دی تو یوسف علیہ السلام کی سخت اچھی ہوگئی اور فرمایا: زمین میں میرے بیٹے کے سوا کوئی صدیق نہیں ہے ... کرنے لگے کہ شاید یہ (بادشاہ مصر) میرا بیٹا ہی ہو۔ فرمایا اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کا سراغ لگاؤ اور مایوس نہ ہو جاؤ رحمت الٰہی سے۔ یعنی یوسف علیہ السلام کی واپسی سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا: اے عزیز! ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو مصیبت پہنچی ہے اور اس مرتبہ ہم حقیر سی پونجی لے آئے ہیں پس ہمیں پورا ناپ کر دیں پیمانہ۔ یعنی ان ردی دراہم کے ساتھ بھی وہ غلہ عطا کرو جو تم ہمیں اچھے دراہم کے ساتھ دیئے تھے اور اس کے علاوہ ہم پر خیرات بھی کریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہیں علم ہے جو تم نے یوسف اور اس کے بھائی سے سلوک کیا تھا جب کہ تم نادان تھے؟ سراپا حیرت بن کر کہنے لگے کیا سچ مچ آپ یوسف ہی ہیں؟ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ تمام بھائیوں نے معذرت کی اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر بزرگی عطا فرمائی ہے، بے شک ہم ہی خطا کار تھے۔ آپ نے فرمایا: تم پر آج کے دن کوئی گرفت نہیں ہے۔ میں تمہارا جرم ذکر بھی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف فرمائے۔ پھر آپ نے پوچھا: میرے بعد میرے باپ کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: غم کی وجہ سے نابینا ہو گئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرا پیراہن لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈالو، وہ بینا ہو جائیں گے اور جا کر لے آؤ میرے پاس اپنے سب اہل وعیال کو۔ یہوذا نے کہا: قمیض یعقوب علیہ السلام کے پاس میں لے گیا تھا جب کہ وہ خون سے لت پت تھی۔ میں نے کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ آج بھی میں یہ قمیض لے جاتا ہوں اور انہیں بتاتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں پس میں انہیں خوش کروں گا جیسے میں نے انہیں پریشان کیا تھا۔ شہادت دینے والا یہی یہوذا تھا۔ جب قافلہ مصر سے شام کی طرف روانہ ہوا تو کنعان میں یعقوب علیہ السلام نے خوشبو محسوس کی۔ آپ نے اپنے پوتوں سے کہا: میں یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اگر تم مجھے بیوقوف خیال نہ کرو۔ آپ کے پوتوں نے کہا: بخدا! آپ اپنی پرانی محبت میں مبتلا ہیں جب خوشخبری سنانے والا (یہوذا) آپہنچا اور اس نے وہ قمیص آپ کے چہرے پر ڈالی تو آپ فوراً بینا ہو گئے، آپ نے فرمایا کیا میں نہیں کہا کرتا تھا تمہیں کہ میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کے جتانے سے جو تم نہیں جانتے؟ پھر ان بیٹوں نے اپنے اہل وعیال کو سواریوں پر سوار کیا اور مصر کی طرف چل پڑے۔ جب مصر پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے اپنے سے اوپر والے بادشاہ سے بات کی۔ یوسف علیہ السلام اور وہ بادشاہ ان کے استقبال کے لیے نکلے۔ جب یوسف علیہ السلام اپنے اہل وعیال سے ملے تو فرمایا مصر میں داخل ہو جاؤ، اگر اللہ نے چاہا تو تم خیر وعافیت سے رہو گے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کے روبرو ہوئے تو آپ نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی۔ یعنی آپ نے اپنے والد اور خالہ کو اپنے عرش کے اوپر بٹھایا (کیونکہ آپ کی والدہ پہلے فوت ہوگئی تھیں اور یعقوب علیہ السلام نے ان کی خالہ سے نکاح کر لیا تھا)۔ جب یعقوب علیہ

اسلام پر موت کا وقت قریب ہوا تو آپ نے یوسف علیہ السلام کو وصیت کی کہ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا وصال ہو گیا، آپ پر انہوں نے الّمر پڑھ کر پھونکی پھر آپ کو شام لے جایا گیا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! تو نے مجھے یہ ملک عطا فرمایا، مجھے باتوں کے انجام کا علم سکھایا، اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو ہی میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں، مجھے ایسی حالت میں وفات دے جب کہ میں مسلمان ہوں اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے (1)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ پہلے نبی ہیں جنہوں نے موت کا سوال کیا، اس قول کو ابن جریر اور ابن سدی نے اس سورت کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے یہ قول اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے حدثنا وکیع ثنا عمرو بن محمد العنقری عن اسباط عن السدی۔ ابن حاتم نے یہ سند ذکر کی گئی ہے حدثنا عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث ثنا الحسین بن علی ثنا عامر بن الفرات عن اسباط عن السدی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان مذکورہ آیات میں اخوہ سے مراد بنیامین ہیں کیونکہ بنیامین یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی تھے۔ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ عصبہ کا اطلاق دس سے چالیس تک افراد پر ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ونحن عصبہ کے تحت نقل کیا ہے کہ عصبہ ایک جماعت کو کہتے ہیں اور اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ کے تحت یہ بھی نقل کیا ہے کہ اپنی رائے میں خطا کیے ہوئے ہے۔(2)

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ۝۱۰

''ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ نہ قتل کرو یوسف کو (بلکہ) پھینک دو اسے کسی گہرے کنویں کی تاریک تہہ میں، اٹھالیں گے اسے کوئی راہ چلتے مسافر اگر تم نے کچھ کرنا ہی ہے''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ کہنے والا روبیل تھا، یہ تمام بھائیوں سے بڑا تھا اور یوسف علیہ السلام کی خالہ کا بیٹا تھا۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قائل سے مراد شمعون ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ کہنے والا ان کا بڑا بھائی تھا جو پیچھے رہ گیا تھا، الجب سے مراد شام کا کنواں ہے، آپ کو کنویں سے بدو لوگوں نے اچک لیا تھا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12 صفحہ 29, 18, 09, 201, 98, 94, 93, 91, 84, 181

2۔ ایضاً، جلد 12 صفحہ 184 3۔ ایضاً، جلد 12 صفحہ 185 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 12 صفحہ 186

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْجُبِّ سے مراد کنواں ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْجُبِّ سے مراد کنواں ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ بیت المقدس کا کنواں تھا، یہ بیت المقدس کے قریب تھا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ کنواں جس میں یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا وہ طبریہ کے قریب تھا۔ اس کنویں اور طبریہ کے درمیان چند میلوں کا فاصلہ تھا۔

ابن جریر اور ابن المنذر نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے يَلْتَقِطْهُ کو تلتقطه یعنی تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔(4)

قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿11﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَ يَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿12﴾

"(یہ طے کرنے کے بعد) انہوں نے (آکر) کہا: اے ہمارے باپ! کیا ہوا آپ کو کہ آپ اعتبار ہی نہیں کرتے ہم پر یوسف کے بارے میں حالانکہ ہم تو اس کے سچے خیر خواہ ہیں آپ بھیجئے اسے ہمارے ساتھ کل تا کہ خوب کھائے، پیے اور کھیلے کودے اور (کوئی فکر نہ کیجئے) ہم اس کے نگہبان ہیں"۔

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوالقاسم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابورزین نے مالك لا تتمنا علی یوسف پڑھا ہے۔ عبید بن نضلہ نے اسے کہا کہ تم نے غلطی کی ہے، ابورزین نے کہا: اس نے غلطی نہیں کی جس نے اپنی قوم کی زبان میں قرأت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نلعب کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ ہم دوڑیں، چاک و چوبند ہوں اور کھیلیں کودیں۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت ہارون سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابوعمرو نرتع و نلعب پڑھتے تھے۔ میں نے ابوعمرو سے پوچھا وہ کیسے نرتع و نلعب کہہ رہے ہیں جب کہ وہ تو انبیاء تھے؟ فرمایا: اس وقت وہ انبیاء نہ تھے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے يَّرْتَعْ وَ يَلْعَبْ یعنی یاء کے ساتھ روایت کیا ہے۔(7)

امام ابن زید نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یرتع کو یاء کے ساتھ اور عین کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے یعنی وہ بکریاں چرائے اور غور و فکر کرے اور اس طرح معرفت حاصل کرے جس طرح ایک کامل مرد معرفت حاصل کرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نرتع یعنی نون کے ساتھ اور عین کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی ہم ایک دوسرے کا دفاع اور حفاظت کریں گے۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 186 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 188 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 189 8۔ ایضاً

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حکم بن عمر الرعینی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے خالد القسری نے قتادہ کی طرف بھیجا تا کہ میں ان سے نرتع و نلعب کے متعلق وضاحت طلب کروں۔ قتادہ نے فرمایا نرتع اور نلعب نہیں ہے کیونکہ انسان نہیں چرتے بلکہ بکریاں چرتی ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان سے روایت کا ہے کہ وہ جمع متکلم کے صیغہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت الاعرج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نرتعی (یعنی) نون اور یاء کے ساتھ پڑھتے تھے اور نلعب کو یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَىٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

"آپ نے فرمایا بے شک مجھے غمزدہ بناتی ہے یہ بات کہ تم اسے لے جاؤ اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کھا نہ جائے اس کو بھیڑیا اور تم (سیر و تفریح کے باعث) اس سے بے خبر ہو کہنے لگے اگر کھا جائے اسے بھیڑیا حالانکہ ہم ایک مضبوط جتھہ ہیں بلاشبہ ہم تو بڑے زیاں کار ہوئے"۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور السلفی رحمہم اللہ نے الطیوریات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو تلقین نہ کرو ورنہ وہ جھوٹ بولیں گے۔ یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہ نہیں جانتے تھے کہ بھیڑیا لوگوں کو کھاتا ہے۔ جب حضرت یعقوب نے انہیں تلقین کی تو انہوں نے جھوٹ بولا اور کہا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسی شخص کو مناسب نہیں کہ وہ بیٹے کو برائی کی تلقین کرے کیونکہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹے نہیں جانتے تھے کہ بھیڑیا لوگوں کو کھا جاتا ہے حتی کہ ان کے باپ نے انہیں کہا اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ، اس جملہ سے انہیں پتہ چلا کہ بھیڑیا انسانوں کو بھی کھا جاتا ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

"پھر جب (بڑے اصرار سے) اسے لے گئے اور سب نے یہی طے کر لیا کہ ڈال دیں اسے کسی گہرے کنویں کی تاریک تہہ میں اور (عین اس وقت) ہم نے اس کی طرف وحی کی (گھبراؤ نہیں) تم ضرور انہیں آگاہ کرو گے ان کے اس فعل پر اور وہ (تیرے رتبہ عالی کو) نہیں سمجھتے"۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو

کنویں کے اندر وحی کی گئی کہ تم اپنے بھائیوں کو ان کے فعل پر ضرور آگاہ کرو گے اور وہ اس وحی کے متعلق نہیں جانتے تھے۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی جب کہ کنویں میں تھے کہ تم انہیں آگاہ کرو گے جو انہوں نے کیا اور وہ اس وحی کے متعلق کچھ نہ جانتے تھے۔ جو کچھ آپ کو اذیت پہنچی تھی اس وحی کی وجہ سے وہ آسان ہوگئی تھی۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ (بھائی) نہیں جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی ہے۔

امام ابن جریر نے ابن جریج سے وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ یوسف ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یوسف علیہ السلام کے بھائی آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ نہیں جانتے تھے، پیالہ لایا گیا، آپ نے اسے اپنے ہاتھ پر رکھا پھر اسے ٹھوکر لگائی تو وہ بجنے لگا، آپ نے فرمایا یہ پیالہ مجھے بتارہا ہے کہ تمہارا ایک علاتی بھائی تھا جس کا نام یوسف تھا وہ تمہارے دین کی پیروی کرتا تھا۔ تم اسے باہر لے کر گئے تھے اور اسے کنویں کی گہرائی میں پھینک دیا تھا پھر تم نے باپ کے پاس آکر کہا تھا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے اور تم جھوٹے خون میں لت پت اس کی قمیص لائے تھے، برادران یوسف ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ پیالہ تو تمہاری باتیں بتارہا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا: یہ آیت لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔(4)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو جبریل امین ان کے پاس آئے اور کہا اے نوجوان! تمہیں اس کنویں میں کس نے ڈالا ہے؟ یوسف علیہ السلام نے کہا میرے بھائیوں نے۔ جبریل نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: میرا باپ مجھ سے محبت کرتا تھا اور میرے بھائی مجھ سے حسد کرتے تھے۔ جبریل نے کہا: کیا تم یہاں سے نکلنا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: یہ بات تو یعقوب علیہ السلام کے معبود کے سپرد ہے۔ جبریل نے کہا: یہ دعا کرو، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَخْزُوْنِ وَالْمَكْنُوْنِ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذَنْبِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ وَاَنْ تَجْعَلَ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَّاَنْ تَرْزُقَنِیْ مِنْ حَیْثُ اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ۔'' اے اللہ میں تجھ سے تیرے پوشیدہ نام کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے بزرگی اور عزت والے!! تو میرے گناہ معاف کردے، مجھ پر رحم فرما اور میرے لیے میرے معاملہ میں کشادگی اور نکلنے کا راستہ بنادے اور تو مجھے وہاں سے رزق عطا فرما جہاں سے مجھے ملنے کا گمان ہے اور وہاں سے بھی رزق عطا فرما جہاں سے مجھے ملنے کا گمان ہی نہیں ہے''۔ جب آپ نے ان کلمات سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نجات عطا فرمائی اور نکلنے کا راستہ بنادیا اور بادشاہ مصر نے آپ کو رزق عطا فرمایا جہاں سے ملنے کا آپ کو گمان بھی نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کلمات کے ساتھ اصرار سے دعا مانگو کیونکہ یہ چیدہ اور نیک لوگوں کی دعا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 192 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کنویں میں تین دن رہے تھے۔

وَ جَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾

''اور آئے اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت گریہ زاری کرتے ہوئے (آکر) کہا باواجی! ہم ذرا گئے کہ دوڑ لگائیں اور ہم چھوڑ گئے یوسف کو اپنے سامان کے پاس (ہائے افسوس) کھا گیا اس کو بھیڑیا اور آپ نہیں مانیں گے ہماری بات اگرچہ ہم سچے ہیں''۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قاضی شریح کے پاس ایک عورت کوئی جھگڑا لے کر آئی اور وہ رو رہی تھی۔ لوگوں نے کہا: اے ابوامیہ! کیا آپ اس کو دیکھ رہے ہیں کہ یہ رو رہی ہے؟ قاضی شریح نے کہا: یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے آئے تھے۔

ابوالشیخ نے ابن جریج سے وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ جملہ کلام عرب کے مطابق ہے جیسے تو کہتا ہے تو سچائی کی تصدیق نہیں کرے گا اگرچہ میں سچا بھی ہوں (لَا تُصَدِّقُ بِالصِّدْقِ وَلَوْ كُنْتُ صَادِقًا)۔

وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

''اور لے آئے اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر آپ نے فرمایا (غلط کہتے ہو یوں نہیں) بلکہ آراستہ کر دکھایا تمہیں تمہارے نفسوں نے اس (سنگین جرم) کو (اس جانکاں حادثہ پر) صبر جمیل کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا اس پر جو تم بیان کرتے ہو''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ ایک بکرے کا خون قمیص پر لگا کر لائے تھے۔(1)

ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ خون جھوٹا تھا وہ یوسف علیہ السلام کا خون نہیں تھا بلکہ ایک بکرے کا خون تھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: برادران یوسف نے ایک ہرن پکڑ کر ذبح کیا تھا اور اس کے خون کے ساتھ یوسف کی قمیص کو لت پت کیا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اس قمیص کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 194 2۔ ایضاً

الٹ پلٹ کر دیکھتے تھے اور فرماتے تھے مجھے کوئی ناب و ناخن کا نشان نظر نہیں آرہا ہے، یہ بھیڑیا بڑا مہربان تھا (اس قمیص کو نہیں پھاڑا اور یوسف کو کھا گیا ہے) حضرت یعقوب علیہ السلام پہچان گئے تھے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کی قمیص یعقوب علیہ السلام کے پاس لائی گئی تو اس میں کسی قسم کی پھٹن موجود نہ تھی۔ آپ نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ اگر اس طرح معاملہ ہوتا جس طرح تم کہہ رہے ہو کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے تو اس نے اس کی قمیص بھی پھاڑی ہوتی۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کی قمیص، حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لائی گئی تو آپ اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے۔ آپ نے اس پر خون کے داغ دیکھے لیکن اس میں کوئی پھٹن نہ دیکھی۔ آپ نے فرمایا: بیٹو! اللہ کی قسم! میں نے ایسا حلیم بھیڑیا نہیں دیکھا کہ اس نے میرے بیٹے کو کھالیا اور اس کی قمیص کو باقی رکھا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: برادران یوسف نے ایک بھیڑ کا بچہ ذبح کیا اور قمیص کو اس کے خون سے لت پت کیا۔ جب یعقوب علیہ السلام نے قمیص کو صحیح سلامت دیکھا تو پہچان گئے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بھیڑیا کیسا حلیم تھا کہ اس نے قمیص پر رحم کیا اور میرے بیٹے پر رحم نہ کیا۔(3)

ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام کے پاس، یوسف کی قمیص لائے تو آپ نے فرمایا: میں اس پر درندے کے حملہ کا کوئی اثر نہیں دیکھتا اور نہ قمیص میں کوئی پھٹن دیکھتا ہوں۔(4)

امام ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم الجرجانی رحمہ اللہ نے امالی میں حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یعقوب علیہ السلام آئے اور انہیں بتایا گیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے کو بلایا اور فرمایا: تو نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے ثمرہ کو کھایا ہے۔ بھیڑیے نے کہا: میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ آپ نے پوچھا: تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں کا ارادہ ہے؟ بھیڑیے نے کہا میں مصر کی زمین سے آیا ہوں اور جرجان کے علاقہ کی طرف جا رہا ہوں، یعقوب علیہ السلام نے پوچھا: وہاں تجھے کیا فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا: میں نے آپ سے پہلے انبیاء کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو کسی دوست یا قریبی کی زیارت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلے ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور ہزار گناہ مٹاتا ہے اور ہزار درجات کو بلند کرتا ہے۔ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا: یہ حدیث لکھو، تو بھیڑیے نے ان کے سامنے حدیث بیان کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: تم ان کے سامنے حدیث کیوں بیان نہیں کرتے۔ اس نے کہا: یہ نافرمان ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن سیرین سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسواک کر رہا ہے اور جب وہ مسواک کو نکالتا تو اس پر خون ہوتا۔ حضرت ابن سیرین

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 195 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور جھوٹ نہ بول اور بطور دلیل یہ آیت پڑھی: وَ جَآءُوۡ عَلٰی قَمِیۡصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَلۡ سَوَّلَتۡ لَکُمۡ اَنۡفُسُکُمۡ کے تحت یہ معنی روایت کیا ہے کہ تمہارے نفسوں نے تمہیں حکم دیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ تمہارے نفسوں نے تمہارے لیے اس جرم کو مزین کر دکھایا ہے۔ پس میں صبر جمیل کروں گا اور جو تم بیان کرتے ہو اس پر میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الصبر میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حیان بن ابی حیلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فَصَبۡرٌ جَمِیۡلٌ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: صبر جمیل وہ ہوتا ہے جس میں شکوہ شکایت نہ ہو۔ جس نے اپنی بات (تکلیف) کو پھیلایا اس نے صبر نہیں کیا۔(2)

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صبر جمیل وہ ہے جس میں جزع وفزع کا گزر نہ ہو۔(3)

ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صبر جمیل وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے شکوہ وشکایت نہ ہو۔

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر نے الثوری سے روایت کیا ہے اور انہوں نے بعض صحابہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صبر کے تین تقاضے ہیں۔ اپنی تکلیف کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے اور اپنی مصیبت کا اظہار نہ کرے اور نہ اپنی تعریف کرے۔(4)

وَ جَآءَتۡ سَیَّارَۃٌ فَاَرۡسَلُوۡا وَارِدَہُمۡ فَاَدۡلٰی دَلۡوَہٗ ؕ قَالَ یٰبُشۡرٰی ہٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَ اَسَرُّوۡہُ بِضَاعَۃً ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۹﴾

''اور (تھوڑی دیر بعد) ایک قافلہ آیا تو اہل قافلہ نے (پانی لانے کے لیے) اپنا آبکش بھیجا۔ اس نے لٹکایا اپنا ڈول، وہ پکار اٹھا مژدہ باد! (یہ تو کتنا من موہنا) بچہ ہے اور انہوں نے چھپا دیا اسے متاع (گرانبہا) سمجھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو وہ کر رہے تھے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ایک قافلہ آیا اور وہ اس کنویں کے قریب اترا۔ پھر انہوں نے پانی لینے کے لیے اپنا آبکش بھیجا تو اس نے پانی نکالا تو یوسف علیہ السلام بھی نکل آئے۔ وہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ وہ حضرت یوسف کا بارگاہ رب العزت میں جو مقام و مرتبہ تھا اسے نہیں جانتے تھے ان کو یوسف علیہ السلام سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ انہوں نے اسے بیچ دیا جب کہ اس کی بیع حرام تھی اور انہوں نے اسے چند درہموں کے عوض فروخت کر دیا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 197 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 198 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 207

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ قافلہ والوں نے اپنا آبکش بھیجا تو اس نے اپنا ڈول کنویں میں لٹکایا۔ یوسف علیہ السلام اس ڈول سے چمٹ گئے، جب وہ باہر نکلے تو اسے آبکش نے کہا: مژدہ باد! یہ کتنا پیارا بچہ ہے، انہوں نے اسے جب نکالا تو اسے فروخت کر دیا۔ یہ بیت المقدس کا کنواں ہے جس کا مکان معلوم ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے یا بشری کا یہ معنی لکھا ہے یا بشارۃ۔ اے خوشخبری!

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت عبید رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے کسائی کو حمزہ عن الاعمش وابی بکر عن عاصم کے سلسلہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے ی کی طرف اضافت کے بغیر یا بشری پڑھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ پانی نکالنے والے کے ساتھی کا نام بشریٰ تھا۔ اس نے اسے پکار کر کہا یا بشریٰ جیسے تو کہتا ہے یا زید۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا نام بشریٰ تھا۔

امام ابن جریر نے ابن عباس سے وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے جنہوں نے یوسف علیہ السلام کی شان کو چھپا دیا تھا اور انہوں نے ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہ ان کا بھائی ہے اور یوسف علیہ السلام نے بھی ان کا بھائی ہونا ظاہر نہ کیا تاکہ وہ انہیں قتل نہ کر دیں۔ پس بیع کو اختیار کیا اور انہوں نے آپ کو حقیری قیمت کے ساتھ فروخت کر دیا۔ (3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کی بیع کو چھپا دیا تھا۔ (4)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تاجروں نے ایک دوسرے سے اس کو چھپایا۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ڈول والے اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ ہم نے یہ مال رضاکارانہ طور پر فروخت کرنے کے لیے لیا ہے۔ تاکہ دوسرے ساتھی شرکت کا مطالبہ نہ کریں۔ یوسف کے بھائیوں نے قافلہ والوں کا پیچھا کیا اور انہوں نے ڈول لٹکانے والے اور اس کے ساتھیوں سے کہا کہ اس کو مضبوطی سے باندھ دو تاکہ بھاگ نہ جائے حتیٰ کہ وہ مصر تک آپ کو باندھ کر لے گئے۔ آپ نے فرمایا: کون مجھے خریدے گا اور چھپا کر رکھے گا۔ پس آپ کو بادشاہ نے خریدا اور وہ بادشاہ مسلمان تھا۔ (6)

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝

''اور انہوں نے بیچ ڈالا یوسف کو حقیری قیمت پر چند درہموں کے عوض۔ اور وہ (پہلے ہی) اس میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو بیچا تھا جب ڈول ڈالنے والے نے ڈول نکالا تھا۔ (7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 99-198 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 199 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 201 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 200 7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 202

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن المنذ راور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذ راور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ کو حقیری قیمت کے عوض بیچا گیا اور فرماتے ہیں: بخس سے مراد حرام ہے ان کے لیے یوسف کا بیچنا ہی حلال نہ تھا اور نہ اس کی ثمن کھانی ان کے لیے حلال تھی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قافلے والوں نے آپ کو فروخت کیا تھا۔(2)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حرام ثمن کے ساتھ اسے بیچا تھا اور یوسف علیہ السلام کی بیع حرام تھی اور ان کا خریدنا بھی حرام تھا۔(3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ البخس ظلم کو کہتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی ثمن اور ان کا بیچنا ان پر حرام تھا اور آپ کو بیس دراہم میں بیچا گیا تھا۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لقیط (وہ بچہ جو راستہ پر گراپڑا ہو) کے متعلق آزاد ہونے کا فیصلہ کیا اور دلیل اسی آیت کو بنایا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بدوی کے لیے بیع وشراء مکروہ ہے اور پھر یہ آیت بطور دلیل پڑھی۔ وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کا ہے کہ بخس سے مراد قلیل ہے۔(6)

امام ابن جریر اور ابن المنذ ر رحمہما اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ البخس سے مراد قلیل ہے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذ ر، الطبر انی اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کو بیس دراہم میں خریدا گیا اور جب آپ نے اپنے گھر والوں کو مصر بلایا تو ان کی تعداد تین سونوے تھی۔ ان میں جو مرد تھے وہ انبیاء تھے اور جو عورتیں تھیں وہ صدیقات تھیں۔ اللہ کی قسم! وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جب نکلے تھے تو ان کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔(8)

امام ابن جریر، ابن المنذ ر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ بیس دراہم تھے۔(9)

امام ابن جریر، ابن المنذ ر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بائیس دراہم یوسف کے بھائیوں کے لیے تھے اور کل گیارہ تھے۔(10)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت نوف الشامی البکالی رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(11)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 4-203 | 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 203 | 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 204

4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 05-204 | 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 202 | 6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 204

7۔ ایضاً | 8۔ متدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقد مین من الانبیاء والمرسلین، جلد 2، صفحہ 625، بیروت

9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 205 | 10۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 206 | 11۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 205

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بیس دراہم تھے اور وہ دس بھائی تھے، ہر ایک میں دو دو درہم تقسیم کیے تھے۔(1)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت نعیم بن ابی ہند رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تیس درہم تھے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بخس سے مراد قلیل ہے اور دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ چالیس درہم تھے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ كَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ یعنی یوسف علیہ السلام کے بھائی آپ کے ساتھ دلچسپی نہ رکھتے تھے اور آپ کی نبوت کے متعلق نہ جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو آپ کا مقام و مرتبہ تھا اس کو نہ جانتے تھے۔(3)

وَ قَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ٞ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۲۱

”اور کہا اس شخص نے جس نے یوسف کو خریدا تھا اہل مصر سے اپنی بیوی کو عزت و اکرم سے اسے ٹھہراؤ شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے یا بنالیں ہم اسے اپنا فرزند اور یوں (اپنی حکمت کاملہ سے) ہم نے قرار بخشا یوسف کو (مصر کی) سرزمین میں اور تاکہ ہم سکھا دیں اسے خوابوں کی تعبیر اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے ہر کام پر لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ شخص جس نے یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا اس کا نام ظیفر بن روحب تھا اور اس کی بیوی کا نام راعیل بنت رعائیل تھا۔(4)

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ شخص جس نے آپ کو عزیز مصر کے ہاں بیچا تھا جب اس نے بیچا تو پوچھا تو کون تھا؟ اس بیچنے والے کا نام مالک بن ذعر تھا؟(5) یوسف علیہ السلام نے اس کو اپنا اور اپنے والد کا نام بتایا، تو وہ آپ کی عظمت شان پہچان گیا۔ اس نے کہا: اگر آپ مجھے پہلے اپنے متعلق بتاتے تو میں آپ کو کبھی فروخت نہ کرتا۔ اب آپ میرے لیے دعا فرما دیں۔ یوسف علیہ السلام نے اس کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے اہل میں برکت عطا فرمائے۔ آپ کی دعا سے ایسی برکت ہوئی کہ اس کی بیوی کو بارہ مرتبہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 206　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 207
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 208　5۔ ایضاً

حمل ہوا اور ہر حمل سے اس نے دو دو بچے جنم دیئے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں مَثْوٰىهُ سے مراد ٹھہرنے کی جگہ ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الطبرانی، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تین افراد انتہائی فراست کے حامل تھے (۱) العزیز جس نے یوسف علیہ السلام کے بارے اپنی بیوی کو کہا تھا کہ یوسف علیہ السلام کو عزت و اکرام سے ٹھہراؤ، شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے اپنا فرزند بنالیں (۲) وہ عورت جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی تھی اور پھر اپنے باپ سے کہا تھا کہ اے والد محترم! موسیٰ علیہ السلام کو اجرت پر رکھ لو (۳) ابوبکر صدیق جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ العزیز بادشاہ کے ملازمین میں سے ایک ملازم تھا(4)، کلبی کہتے ہیں وہ بادشاہ کا نان بائی تھا اور اس کو شراب پیش کرنے، دوائی دینے والا تھا اور یہی قید خانہ میں آپ کے ساتھ تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ سے مراد تعبیر الرؤیا ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ فعال ہے یعنی اپنے کام کو کر گزرنے والا ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ لغت عربیہ پر غالب ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے کہ جو یوسف علیہ السلام کو اپنے مرتبہ پر پہنچانے پر غالب ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

"اور جب وہ پہنچے اپنے پورے جوبن کو تو ہم نے عطا فرمائی انہیں نبوت اور علم اور یونہی ہم نیک جزا دیتے ہیں اچھے کام کرنے والوں کو"۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں اور الطبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ولما بلغ اشدہ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب آپ کی عمر تینتیس سال تھی۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کی عمر پچیس سال ہوئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 208 دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً جلد 12، صفحہ 209
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 214، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 209
6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 210 7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 211

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب آپ کی عمر تیس سال ہوئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب آپ کی عمر بیس سال ہوئی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب آپ کی عمر دس سال ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ بالغ ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اشد الحلم اس وقت ہوتا ہے جب انسان کے لیے ثواب و گناہ لکھا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد نبوت سے پہلے فقہ، علم اور عقل ہے۔ (2)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الْمُحْسِنِیْنَ سے مراد المھتدین ہیں۔ (3)

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

"اور بہلانے پھسلانے لگی انہیں وہ عورت جس کے گھر میں آپ تھے کہ ان سے مطلب براری کرے اور (ایک دن) اس نے تمام دروازے بند کر دیئے اور (بصد ناز) کہنے لگی بس آ بھی جا۔ یوسف (پاکباز) نے فرمایا خدا کی پناہ (یوں نہیں ہوسکتا) وہ (تیرا خاوند) میرا محسن ہے، اس نے مجھے بڑی عزت سے ٹھہرایا ہے۔ بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بہلانے پھسلانے والی عزیز کی بیوی تھی۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ اس نے آپ کو اس وقت بہلایا پھسلایا جب آپ مردوں کی عمر تک پہنچ گئے۔

امام عبدالرزاق، بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، الطبرانی، ابوالشیخ اور ابومردویہ نے ابن وائل سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود هَیْتَ لَكَ کو ھاء اور تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ہم نے کہا لوگ تو هَیْتَ لَكَ پڑھتے ہیں۔ عبداللہ نے فرمایا مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو میں اس طرح پڑھوں گا جس طرح مجھے پڑھایا گیا ہے۔ میرے نزدیک یہی محبوب ہے۔ (4)

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اسے ہاء اور تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے اور ہمزہ کے ساتھ نہ پڑھتے تھے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 211 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 212

4۔ ایضاً، جلد 12 صفحہ 216 5۔ ایضاً

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے هَيْتَ لَكَ یعنی ہا اور تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھایا ہے یعنی آؤ، یہ فقط تیرے لیے اجازت ہے۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے جس طرح عبداللہ بن مسعود پڑھتے تھے یعنی ہاء اور تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ یعنی اس نے یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف بلایا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ حورانیہ زبان کا لفظ ہے۔ جس کا معنی ہے ادھر آؤ یہ حکم صرف تیرے لیے ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ قبطی زبان کا لفظ ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی تعال (آؤ) ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا اور چت لیٹ گئی اور اپنی طرف یوسف کو بلایا، یہ بھی ایک لغت ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو ڈال دیا اور چت لیٹ گئی اور یوسف کو اپنی طرف بلایا۔(4)

امام ابوعبید، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت یحیٰی بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے هَيْتَ لَكَ کو ہا کے کسرہ اور تاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے جس کا معنی ہے میں تیرے لیے تیار ہوں۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس کو ہاء مکسورہ اور تاء مضمومہ کے ساتھ پڑھا ہے اور درمیان میں ہمزہ پڑھا ہے، اس کا معنی بھی یہی ہے کہ میں تیرے لیے تیار ہوں۔(5)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع بن الازرق نے پوچھا کہ مجھے هَيْتَ لَكَ کے متعلق بتائیں تو آپ نے فرمایا: اس کا مطلب ہے میں تیرے لیے تیار ہوں، اٹھ اور اپنی حاجت پوری کر لے۔ اس نے کہا: کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے احیحہ الانصاری کا یہ قول نہیں سنا؟

بِهٖ اُحْمِيَ الْمُصَابُ اِذَا دَعَالَ اِذَا مَاقِيْلَ لِاَ بْطَالٍ هَيْتَا

''اس کے ذریعے مصیبت زدہ کو بچایا جاتا ہے جب وہ اس کو بلاتا ہے جب نوجوانوں کو کہا جاتا ہے کہ اٹھو، اپنی ضرورت پوری کر لو''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ هَيْتَ لَكَ یعنی تاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے تھے جس کا معنی ہے کہ میں تیرے لیے تیار ہوں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 214 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 213 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 214
4۔ ایضاً، 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 215 6۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے زر بن جیش سے روایت کیا ہے کہ وہ هَيْتَ لَكَ کو تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابوعبید نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ نسائی بھی اس کو بیان کرتے ہوئے کہتے کہ یہ اہل نجد کی لغت ہے اور حجاز میں بھی استعمال ہونے لگی ہے۔ اس کا معنی تعال ہے۔ (1)

امام ابوعبید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عامر الیحصبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے هَيْتَ لَكَ کو ہاء کے کسرہ اور تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انه ربی سے مراد اس عورت کا خاوند ہے، یعنی میرا سردار۔ (2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عباس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے عورت کا خاوند مراد ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ؀

''اور اس عورت نے تو قصد کرلیا تھا ان کا اور وہ بھی قصد کرتے اس کا اگر نہ دیکھ لیتے اپنے رب کی (روشن) دلیل۔ یوں ہوا تاکہ ہم دور کردیں یوسف سے برائی اور بے حیائی کو بے شک وہ ہمارے ان بندوں میں تھا جو چن لیے گئے ہیں''۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: جب اس عورت نے ارادہ کیا تو اپنے آپ کو آراستہ کیا، پھر اپنے بستر پر چت لیٹ گئی، یوسف نے اس کا ارادہ کیا اور اس کے قدموں کے درمیان بیٹھ گئے، اپنے کپڑے اتارے تو آسمان سے ندا آئی: اے ابن یعقوب اس پرندے کی مانند نہ ہو جاؤ جس کے پر نوچ لیے جاتے ہیں اور وہ بغیر پروں کے ہوتا ہے۔ آپ اس آواز سے نصیحت حاصل نہ کرسکے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے برہان جبریل علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام کی صورت میں اپنے منہ میں انگلی کاٹتے ہوئے دکھایا۔ یوسف علیہ السلام گھبرا گئے اور شہوت انگلیوں کے پوروں سے نکل گئی (3)۔ آپ دروازے کی طرف دوڑے تو دروازے کو بند پایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دروازے پر اپنا پاؤں مارا تو وہ کھل گیا۔ عورت نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ کو پکڑ لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ حضرت یوسف کی قمیص میں ڈالا اور اسے پھاڑ دیا حتی کہ آپ کی پنڈلی کے پٹھے تک پہنچ گئی۔ تو دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازے کے سامنے پایا۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کہاں تک پہنچے تھے؟ فرمایا انہوں نے شلوار کھولی اور ختنہ کرنے والی جگہ بیٹھے تو آواز آئی: اے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 14-213 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 217 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 22-221

یوسف! اس پرندے کی طرح نہ ہو جا جس کے پر ہوتے ہیں۔ جب وہ بدکاری کرتا ہے تو اس کا ایک پر بھی نہیں ہوتا۔ (1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عورت نے آپ سے خواہش کی، آپ نے بھی ارادہ کیا۔ آپ نے ازار بند کھولنے کا ارادہ کیا تو عورت اٹھ کر کمرے کے کونے میں رکھے موتیوں اور یاقوت سے مرصع بت کو کپڑے سے ڈھانپنے لگی۔ حضرت یوسف نے پوچھا یہ کیا کر رہی ہے؟ اس نے کہا مجھے حیا آتی ہے کہ میرا معبود مجھے اس حالت میں دیکھے، یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تو اس بت سے حیا کرتی ہے جو نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور میں اپنے اس معبود سے حیا نہ کروں جو ہر نفس کے ہر عمل کو قائم رکھنے والا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: تو مجھ سے کبھی اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتی۔ یہ دلیل تھی جو آپ نے دیکھ لی تھی۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے شلوار کھولی جب وہ ناف کے نیچے تک پہنچی تو وہ عورت کے پاس اس طرح بیٹھے جس طرح مرد اپنی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے تو آپ کو یعقوب علیہ السلام کی صورت دکھائی گئی۔ آپ نے اپنا ہاتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے سینہ پر مارا تو آپ کی شہوت انگلیوں کے پوروں سے نکل گئی۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ کے تحت روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو کمرے کے وسط میں دیکھا کہ آپ اپنے انگوٹھے کاٹ رہے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر پیچھے کی طرف بھاگے اور کہا: اے والد محترم آپ کے حق کی قسم! میں کبھی پھر ایسے جرم کا تصور نہیں کروں گا۔ (3)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عکرمہ اور سعید بن جبیر سے اس مذکورہ جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے شلوار کھولی اور خاوند کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھے، تو یعقوب علیہ السلام کے چہرہ کی صورت نظر آئی جو اپنی انگلیاں کاٹ رہے تھے پس یعقوب علیہ السلام نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا تو انگلیوں کے پوروں سے شہوت نکل گئی، پس حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہر بچے کی اولاد بارہ تھی لیکن یوسف علیہ السلام کی شہوت کے کم ہو جانے کی وجہ سے آپ کی اولاد گیارہ تھی۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی صورت آپ کے سامنے آئی تو انہوں نے یوسف علیہ السلام کے سینہ پر ہاتھ مارا تو ان کی شہوت انگلیوں کے پوروں سے نکل گئی۔ پس یعقوب علیہ السلام کے ہر بیٹے کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے لیکن یوسف علیہ السلام کے صرف دو بچے ہوئے۔ (5)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی دیکھی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں معصیت سے بچا لیا اور ہمیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 22-220
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 219
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 223
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 224

بتایا گیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تصویر ان کے سامنے آئی تھی جب کہ وہ اپنی انگلیاں کاٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے یوسف! کیا تو بیوقوفوں کے عمل کا ارادہ کرتا ہے جب کہ تو انبیاء کے زمرہ میں لکھا ہوا ہے۔ یہی برہان تھی جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہر شہوت جو ان کے اعضا میں تھی نکال دی۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی انگلیاں کاٹتے ہوئے دیکھا اور وہ کہہ رہے تھے یوسف! یوسف!(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے آئی جب کہ آپ اپنی انگلیاں کاٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم خلیل الرحمٰن تیرا نام انبیاء میں درج ہے اور تو بیوقوفوں جیسا عمل کر رہا ہے؟(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت دیوار میں دیکھی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کمرے کی چھت پھٹ گئی تھی اور انہوں نے یعقوب علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنی انگلیاں کاٹ رہے تھے۔(5)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے الزوائد میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کریمہ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے ارادہ فرمایا تو ان سے کہا گیا اے یوسف اپنا سر اٹھاؤ، آپ نے سر اٹھایا تو کمرے کی چھت میں ایک تصویر دیکھی جو یہ کہہ رہی تھی اے یوسف! تو انبیاء کے زمرے میں لکھا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے معصیت سے محفوظ کر لیا۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کمرے کی چھت میں ایک تصویر دیکھی جو یوسف، یوسف پکار رہی تھی۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حمید بن عبدالرحمٰن نے انہیں بتایا کہ یوسف علیہ السلام نے جو برہان دیکھی تھی وہ یعقوب علیہ السلام تھے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آواز دی گئی اے ابن یعقوب! اس پرندے کی طرح نہ ہو جا جس کے پہلے پر ہوتے ہیں پھر جب وہ زنا کرتا ہے تو بیٹھ جاتا ہے اور اس کے اوپر کوئی پر نہیں ہوتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے آواز کی طرف کوئی توجہ نہ دی تو آپ بیٹھے اور سر اٹھایا تو یعقوب علیہ السلام کا چہرہ دیکھا جب کہ آپ اپنی انگلیوں کو کاٹ رہے تھے تو یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے حیاء کی وجہ سے ڈر کر کھڑے ہو گئے۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 225
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 223
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 225
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 224
5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 223
6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 225
7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 223
8۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 224

امام ابن جریر نے حضرت علی بن بدیمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہر بیٹے کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے لیکن یوسف علیہ السلام کے گیارہ بیٹے پیدا ہوئے کیونکہ آپ کی شہوت نکل گئی تھی۔(1)

امام ابن جریر نے شمر بن عطیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کی صورت کو دیکھا آپ انگلیاں کاٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے یوسف! پس آپ جہاں تھے رک گئے اور کھڑے ہو گئے۔(2)

ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام کی صورت آپ کے سامنے آئی تو آپ کو حیاء آ گیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے الاوزاعی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ نے اللہ کی کتاب کی آیت دیکھی جس نے آپ کو منع کیا اور وہ دیوار پر آپ کے لیے متصور ہوئی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو برہان دیکھی تھی وہ کتاب اللہ کی تین آیات تھیں وَ اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۙ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ۙ﴿۱۱﴾ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (الانفطار) ''حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں، جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو''۔

(۲) وَ مَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ (یونس: 61) ''اور نہیں ہوتے آپ کسی حال میں اور نہ آپ تلاوت کرتے ہیں اس حال میں کچھ قرآن اور (اے لوگو!) نہ تم کچھ عمل کرتے ہو مگر (ہر حال میں) ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب بھی تم شروع ہوتے ہو کسی کام میں''۔

(۳) اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ (الرعد: 33) ''کیا وہ خدا جو نگہبانی فرما رہا ہے ہر نفس کی اس کے اعمال (نیک و بد) کے ساتھ''۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے کمرے کے اندر ایک کونے میں یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی دیکھی: وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ (الاسراء) ''اور بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے''۔(5)

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یوسف علیہ السلام اور عزیز کی بیوی خلوت میں ہوئے تو ان کے درمیان بغیر جسم کے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس کے اوپر عبرانی لغت میں لکھا ہوا تھا اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ (الرعد: 33) پھر وہ ہاتھ غائب ہو گیا اور وہ دونوں اپنی جگہ کھڑے ہو گئے پھر وہ ہاتھ ظاہر ہوا تو اس پر عبرانی میں یہ لکھا ہوا تھا: وَ اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۙ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ۙ﴿۱۱﴾ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (الانفطار) پھر ہاتھ غائب ہو گیا تو وہ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ ہاتھ تیسری مرتبہ ظاہر ہوا تو اس پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی: وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ (الاسراء) ہاتھ غائب ہو گیا اور وہ اسی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ ہاتھ چوتھی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 225 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 226 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 226
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 227 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 226

مرتبہ ظاہر ہوا تو اس پر یہ لکھا ہوا تھا وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ (البقرۃ) ''اور ڈرتے رہو اس دن سے لوٹائے جاؤ گے جس میں اللہ کی طرف پھر پورا پورا دے دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہے اور ان پر زیادتی نہ کی جائے گی''۔ پس یوسف علیہ السلام یہ پڑھ کر بھاگ گئے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو فرشتے کی تصویر نظر آئی تھی۔(1)

امام ابوالشیخ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام عورت کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تو اس میں ایک سونے کا بت رکھا ہوا تھا۔ اس عورت نے کہا: آپ یہاں ٹھہریں میں بت کو ڈھانپ دیتی ہوں، مجھے اس سے شرم آتی ہے، یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ عورت ایک بت سے حیا کرتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا زیادہ حق دار ہوں۔ پس آپ اس عورت سے دور ہو گئے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں السُّوْٓءَ اور الْفَحْشَآءَ سے مراد زنا اور ثنائے قبیح ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ۔ یعنی وہ میرے ایسے بندوں میں سے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے۔

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

''اور دونوں دوڑ پڑے دروازے کی طرف اور اس عورت نے پھاڑ ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور (اتفاق ایسا ہوا کہ) ان دونوں نے کھڑا پایا اس کے خاوند کو دروازے کے پاس۔ جھٹ بول اٹھی (میرے سرتاج! بتائیے) کیا سزا ہے اس کی جو ارادہ کرے تیری بیوی کے ساتھ برائی کا بجز اس کے کہ اسے قید کر دیا جائے یا اسے دردناک عذاب دیا جائے''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اسْتَبَقَا الْبَابَ، یعنی یوسف اور عورت دروازے کی طرف دوڑے۔(3)

ابن ابی حاتم نے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عبداللہ کی قرأت میں یہ و وجدا سیدھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السید سے مراد خاوند ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 227
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 198، مصر
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 228
4۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت نوف الشامی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام خاوند کے سامنے اس کی برائی بیان کرنا نہیں چاہتے تھے۔ حتی کہ عورت نے جب کہا: مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو غصہ آ گیا اور فرمایا هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ۔ (1)

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ سے مراد قید کرنا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام نے تین مقامات پر ٹھوکر کھائی (۱) جب آپ نے عورت کا ارادہ کیا اور آپ کو قید میں ڈال دیا گیا (۲) جب آپ نے فرمایا اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کر۔ پس آپ کئی سال قید خانہ میں رہے اور شیطان نے اسے فراموش کرا دیا کہ وہ اپنے بادشاہ کے پاس یوسف کا ذکر کرے (۳) جب آپ نے فرمایا اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (تم چور ہو) تو بھائیوں نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی ہے۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

"آپ نے (جواباً) فرمایا (میں نے نہیں بلکہ) اس نے بہلانا چاہا ہے مجھے کہ مطلب براری کرے اور گواہی دی ایک گواہ نے جو عورت کے خاندان سے تھا (کہ دیکھو!) اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو اس نے سچ کہا اور وہ جھوٹوں میں سے ہے اور اگر اس کی قمیص پھٹی ہوئی ہو پیچھے سے تو پھر اس نے جھوٹ بولا اور یوسف سچوں میں سے ہے پس جب عزیز نے دیکھا پیراہن یوسف کو کہ پھٹا ہوا ہے پیچھے سے تو بول اٹھا یہ سب تم عورتوں کا فریب ہے۔ بے شک تم عورتوں کا فریب بڑا (خطرناک) ہوتا ہے"۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ شَهِدَ شَاهِدٌ کا مطلب کہ ایک فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ کیا۔ (2)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ گواہی دینے والا وہ بچہ تھا جو پنگھوڑے میں تھا۔ (3)

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ گواہی دینے والا وہ بچہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے گھر میں بولنے کی توفیق بخشی تھی۔ (4)

امام احمد، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 230
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 232
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 231
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 230

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے فرمایا: چار آدمیوں نے صغرسنی میں گفتگو کی تھی (۱) فرعون کو کنگھی کرنے والی کا بیٹا (۲) یوسف علیہ السلام کا شاہد (۳) جریج (راہب) کا ساتھی (بچہ جس کی نسبت غلط طور پر جریج کی طرف کی گئی تھی) (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام، صاحب یوسف، صاحب جریج نے پنگھوڑے میں گفتگو کی تھی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریج، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف کے متعلق گواہی دینے والا وہ بچہ ہے جو پنگھوڑے میں تھا۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ گواہی دینے والا شخص باریش تھا۔(3)

امام الفریابی، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ بادشاہ کے خاص افراد میں تھا۔(4)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ یہ گواہی دینے والا ایسا شخص تھا جس کے پاس عقل وفہم موجود تھی۔(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ وہ گواہ، عورت کے چچا کا بیٹا تھا اور وہ حکیم تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ ایک دانا شخص تھا، اس نے کہا: قمیص ان کے درمیان فیصلہ کرے گی اگر قمیص پھٹی ہوئی ہے...... الخ۔(6)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کی قمیص میں تین نشانیاں ظاہر ہوئیں (۱) جب وہ پیچھے سے پھٹی (۲) جب حضرت یعقوب کے چہرے پر ڈالی گئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام بینا ہو گئے (۳) جب وہ جھوٹا خون لگا کر حضرت یعقوب کے پاس آئے تو آپ نے پہچان لیا کہ اگر بھیڑیے نے اسے کھایا ہوتا تو اس کی قمیص پر ضرور پھٹن ہوتی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے وہ گواہی دینے والا نہ انسان تھا نہ جن تھا، وہ اللہ کی ایک مخلوق تھا اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی اور یہ آپ کی پاک دامنی کی شہادت تھی۔(7)

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۜ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۝۲۹

"اے یوسف (پاکباز) اس بات کو جانے دو اور (اے عورت) اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بے شک تو ہی قصور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 230
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 232
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 231
5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 232
6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 33-232
7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 233

واروں میں سے ہے''۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس آیت میں ھٰذَا سے مراد ھذا الامر یا ھذا الحدیث (یہ بات، یہ معاملہ) ہے۔ نیز عورت کو خطاب ہے کہ تو اپنے رب سے مغفرت طلب کر۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے یوسف! اس عمل کا تذکرہ نہ کر۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ مصر نے حلم کا مظاہرہ کرتے ہوئے عورت سے کہا کہ اپنے جرم کی معافی مانگ۔ بے شک تو خطا کاروں سے ہے۔

وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۳۰

''اور کہنے لگیں عورتیں شہر میں کہ عزیز کی بیوی بہلاتی ہے اپنے (نوجوان) غلام کو تاکہ اس سے مطلب براری کرے، اس کے دل میں گھر کر گئی ہے محبت، ہم دیکھ رہی ہیں اسے کہ وہ کھلی گمراہی میں ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا کا معنی یہ ہے کہ زلیخا پر یوسف کی محبت غالب آگئی ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یوسف کی محبت نے اس کو قتل کر دیا ہے، الشغف اس محبت کو کہتے ہیں جو قاتل ہو۔ الشغف اس سے کم محبت کو کہتے ہیں اور شغاف، دل کے پردے کو کہتے ہیں۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا کا کیا مطلب ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یوسف علیہ السلام کی محبت سے زلیخا کا دل بھر گیا تھا۔ ابن نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، تو نے نابغہ بن ذبیان کا یہ شعر نہیں سنا:

وَفِی الصَّدْرِ حُبٌّ دُوْنَ ذَالِكَ دَاخِلٌ وَحَوْلَ الشَّغَافِ غَیَّبَتْهُ الْاَضَالِعُ

''سینے میں محبت داخل ہو چکی ہے اور اس کے پردے کے اردگرد جس کو پسلیوں سے غائب کر دیا گیا''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے محبت اس کے دل سے چمٹ گئی تھی۔(3)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر، ابو الشیخ نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ وہ شَغَفَهَا حُبًّا پڑھتے تھے تو فرماتے بَطَنَهَا حُبًّا۔ یعنی محبت اس کے اندر داخل ہو چکی تھی اور اہل مدینہ کہتے ہیں بَطَنَهَا حُبٌّ یعنی محبت اندر داخل ہو چکی ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابو الشیخ، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الشغوف محبت کرنے والے کو کہتے ہیں اور المشغوف، محبوب کو کہتے ہیں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 234، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 236 3۔ ایضاً
4ایضاً 5۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں الشغف کا معنی محبت ہے اور الشغف مشتق ہے شغف الداب سے یہ اس وقت کہتے ہیں جب وہ ڈر جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا عین مہملہ کے ساتھ ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الشغف سے مراد وہ محبت ہے جو دل سے چمٹ جائے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الشغاف اس رقیق سفید پردے کو کہتے ہیں جو دل کے اوپر ہوتا ہے۔ محبت اس کو چیر کر دل تک پہنچ جاتی ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الشغف اور الشعف دونوں مختلف ہیں الشعف بغض کے لیے اور الشغف محبت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد العبادی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے یوسف علیہ السلام سے کہا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ اللہ کے علاوہ مجھ سے کوئی محبت کرے۔ میں اپنے باپ کی محبت کی وجہ سے کنویں میں ڈالا گیا اور عزیز کی بیوی کی محبت کی وجہ سے قید خانہ میں ڈالا گیا۔

ابن جریر اور ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف کی محبت اس عورت کے دل میں داخل ہوگئی تھی۔ (4)

ابن جریر اور ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف کی محبت اس کے دل کے پردے کے نیچے داخل ہوگئی تھی۔ (5)

امام ابن جریر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ یوسف کی محبت میں ہلاک ہوگئی۔ (6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الاعرج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ قد شعفها کو عین مہملہ کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرمایا قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا یعنی غین معجمہ کے ساتھ ہوتا تو اس کا معنی ہوتا کہ یوسف اس سے محبت کرتا ہے۔ (7)

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

''پس جب زلیخا نے سنا ان کی مکارانہ باتوں کو تو اس نے انہیں بلا بھیجا اور تیار کیں ان کے لیے مسندیں اور (جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 238　2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 237　3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 239

4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 236　5۔ ایضاً　6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 237

7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 238

وہ آ گئیں تو) دے دی ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چھری اور یوسف کو کہا کہ (ذرا) نکل (تو) آ ؤ ان کے سامنے۔ پس جب (یوسف آئے اور) انہوں نے اس کو دیکھا تو اس کی عظمت (حسن) کی قائل ہو گئیں اور (وارفتگی کے عالم میں) کاٹ بیٹھیں اپنے ہاتھوں کو اور کہہ اٹھیں سبحان اللہ! یہ انسان نہیں بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مکرِ ھِن سے مراد ان کی باتیں ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ان کا عمل ہے۔ قرآن میں جہاں بھی مکر استعمال ہوا ہے اس سے مراد عمل ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ اس نے تمام عورتوں کی مسندیں تیار کیں اور اس معاشرہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب دستر خواں لگا دیتے تو ہر انسان کو ایک چھری دیتے جس کے ساتھ وہ چیزیں کاٹ کر کھاتا تھا۔ جب ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو وہ آپ کی عظمت حسن کی قائل ہو گئیں اور وہ چھریوں کے ساتھ اپنے ہاتھ کاٹنے لگیں اور وہ اتنی مخمور تھیں کہ وہ سمجھ رہی تھیں کہ وہ اپنا کھانا کاٹ رہی ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عزیز کی بیوی نے ان عورتوں کو اترنج کا پھل دیا اور ہر ایک کو چھری بھی دے دی جب انہوں نے یوسف کو دیکھا تو اس کی عظمت حسن کی قائل ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹنے شروع کر دیئے اور ان کا گمان یہ تھا کہ وہ اترنج (لیموں) کے پھل کاٹ رہی ہیں۔(3)

امام مسدد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ المتکا سے مراد اترنج کا پھل ہے اور وہ متکا کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُتَّكًا سے مراد اترنج (لیموں) ہے۔(5)

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ایک تیسرے طریق سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جنہوں نے مُتَّكًا کو شد کے ساتھ پڑھا تو ان کے نزدیک اس سے مراد طعام ہے اور جنہوں نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ان کے نزدیک اس سے مراد اترنج ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سلمہ بن تمام ابی عبید اللہ القسری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مُتَّكًا حبش کی زبان کا لفظ ہے اور وہ اترنج کو مُتَّكًا کہتے ہیں۔ ابوالشیخ ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ وہ مُتَّكًا کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اترنج ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کھانا، پینا اور مسند ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 240 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 45-44-240 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 46-243

4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 241 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 242

7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 240

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ مُتَّكَاً سے ہر ایسی چیز مراد ہے جو چھری سے کاٹی جاتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عزیز کی بیوی نے عورتوں کو اترنج اور شہد دیا تو انہوں نے چھری کے ساتھ اترنج کاٹا اور اسے ہاتھ کے ساتھ کھایا۔ جب یوسف کو کہا گیا کہ ان کے سامنے باہر نکلو تو آپ باہر تشریف لائے۔ عورتوں نے آپ کے حسن کو دیکھا تو آپ کے حسن کی عظمت کی قائل ہو گئیں اور ایسی مسحور ہوئیں کہ اپنے ہاتھوں کو چھریوں سے کاٹنا شروع کر دیا۔ ان کے ہاتھوں میں اترنج تھا اور انہیں ہاتھ کٹنے کی خبر ہی نہ ہوئی اور وہ سمجھ رہی تھیں کہ وہ اترنج کاٹ رہی ہیں۔ حسن یوسف کو دیکھ ان کی عقلیں ضائع ہو گیں اور انہوں نے کہا حاشاللہ! یہ انسان نہیں ہے بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت درید بن مجاشع کے طریق سے بعض مشائخ سے روایت کیا ہے کہ اس عورت نے اپنے منتظم سے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو سفید لباس پہنا کر ان کے پاس لاؤ۔ کیونکہ سفید لباس میں خوبصورت مزید نکھرا ہوا لگتا ہے اس نے عورتوں پر یوسف علیہ السلام کو پیش کیا جب کہ وہ اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے پھل کاٹ رہی تھیں۔ جب انہوں نے یوسف کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ دیئے اور حسن یوسف کو دیکھنے کے نشہ میں محسوس بھی نہ کیا کہ ان کے ہاتھ کٹ گئے ہیں۔ وہ آپ کی طرف متوجہ تھیں پھر زلیخا نے واپس جانے کا یوسف کو اشارہ کیا تو وہ پیچھے سے آپ کو تک رہی تھیں، دیدار یوسف سے ایسی مدہوش ہوئیں کہ اپنے ہاتھ کاٹ دیئے لیکن تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ پھر جب آپ چلے گئے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور تکلیف محسوس کی اور انہوں نے واپس جانا شروع کیا تو عزیز کی بیوی نے کہا: تم نے اسے ایک گھڑی دیکھا اور تمہاری یہ حالت ہوگئی ہے۔ اب بتائیں میری حالت کیسی ہوتی ہوگی، انہوں نے کہا حاشاللہ! یہ انسان نہیں ہے یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے عبد العزیز بن الوزیر بن الکمیت بن زید بن الکمیت الشاعر نے بتایا کہ میرے باپ نے میرے دادا سے روایت کر کے مجھے بتایا کہ انہوں نے میرے دادا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ کا مطلب یہ ہے کہ ان کی یوسف کو دیکھ کر منی ٹپک پڑی پھر انہوں نے بطور دلیل یہ شعر پڑھا:

لَمَّا رَاَتْهُ الْخَيْلُ مِنْ رَاْسِ شَاهِقٍ صَهِلْنَ وَاَكْبَرْنَ الْمَنِيَّ الْمُدَفَّقَا

''جب گھوڑوں نے اسے بلند چوٹی سے دیکھا تو وہ ہنہنائے اور انہوں نے منی ٹپکائی''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد الصمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس عن ابیہ عن جدہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو انہیں خوشی کی وجہ سے حیض آ گیا اور شاعر نے کہا ہے:

نَاتِي النِّسَاءَ لَدَى اَطْهَارِ هِنَّ وَلَا نَاتِي النِّسَاءَ اِذَا اَكْبَرْنَ اِكْبَاراً

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 240 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 49-44-243

''ہم عورتوں کے پاس ان کی حالت طہر میں آتے ہیں اور ہم ان کے پاس نہیں آتے جب ان کو حیض آتا ہے''۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلَمَّا رَاَیۡنَہٗۤ اَکۡبَرۡنَہٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ آپ کی عظمت حسن کی قائل ہوگئیں۔ وَ قَطَّعۡنَ اَیۡدِیَہُنَّ اور انہوں نے چھری کے ساتھ اپنے ہاتھ کاٹے حتی کہ وہ انہوں نے پھینک دیں۔ حاشاللہ کی تشریح میں معاذ اللہ فرمایا ہے۔(2)

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے المصاحف میں، الخطیب رحمہ اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت اسید بن یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں حاش للہ تھا یعنی اس میں شین کے بعد الف نہیں تھا۔

ابن جریر نے ابوالحویرث الحنفی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مَاهٰذَا بِشِرًى پڑھا ہے یعنی یہ (غلام) خریدا ہوا نہیں ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عورتوں نے کہا: یہ تو اپنے حسن کی وجہ سے فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ لگتا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن اساس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب عورتیں آرام سے اپنی اپنی مسندوں پر بیٹھ گئیں تو عزیز کی بیوی نے اپنے کھانے کے منتظم سے کہا: ان تمام کو اترنج اور ایک ایک چھری دے دو۔ اس نے ہر ایک کو ایک اترنج اور چھری پیش کر دی۔ انہوں نے کاٹ کر کھانا شروع کر دیا۔ عزیز کی بیوی نے کہا: کیا تم یوسف کو دیکھنے کی خواہش رکھتی ہو، انہوں نے کہا: جیسے تم چاہو۔ عزیز کی بیوی نے اپنے منتظم سے کہا: ان کے سامنے یوسف کو لے آؤ۔ جب انہوں نے یوسف کو دیکھا تو انہوں نے مسحوریت کے عالم میں اترنج کے ساتھ اپنے ہاتھ بھی کاٹ ڈالے اور انہیں تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ حسن یوسف کا دیدار کرنے کی وجہ سے انہیں کوئی درد محسوس نہ ہوا، جب یوسف علیہ السلام واپس چلے گئے تو عزیز کی بیوی نے کہا: یہ ہے وہ پیکر رعنائی جس کے متعلق تم مجھے ملامت کرتی تھیں اب بتاؤ تم نے تو اپنے ہاتھ کاٹ دیئے اور تمہیں احساس تک نہ ہوا۔ فرماتے ہیں انہوں نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا تو چیخنے لگیں اور رونے لگیں۔ عزیز کی بیوی نے کہا: بتاؤ میری حالت کیا ہوگی۔ ان سب نے کہا سبحان اللہ! یہ کوئی انسان نہیں ہے یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ اس کے دیکھنے کے بعد ہم اعتراف کرتی ہیں کہ تیرا اس وارفتگی میں ہونا کوئی باعث ملامت نہیں ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت منبہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے ان میں سے انیس عورتیں دل کے مرض (محبت) کی وجہ سے مر گئی تھیں۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ کو نصف حسن دیا گیا تھا۔(5)

امام ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف اور آپ کی والدہ کو حسن کا تیسرا حصہ عطا کیا گیا تھا۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 245　2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 49-246　3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 249

4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 250　5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 247　6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کا چہرہ برق کی طرح چمک دار تھا اور عورت اپنی مطلب براری کے لیے آئی تو اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے آپ نے اپنا چہرہ ڈھانپ دیا۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف اور ان کی والدہ کو حسن انسانیت کا ثلث حصہ عطا کیا گیا تھا چہرے اور سفید وغیرہ میں حسن کا ثلث موجود تھا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت اسحٰق بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام مصر کی گلیوں میں چلتے تو دیواروں پر آپ کے چہرے کی اس طرح چمک پڑتی جس طرح پانی اور سورج کی دیواروں پر چمک پڑتی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یوسف علیہ السلام اور آپ کی والدہ کو دنیا والوں کے حسن کا ثلث حصہ عطا کیا گیا تھا اور باقی تمام لوگوں کو ثلث حصہ عطا کیا گیا ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حسن کو دس حصوں میں تقسیم کیا۔ تین اجزاء حضرت حواء میں رکھے، تین اجزاء حضرت سارہ میں رکھے اور تین اجزاء یوسف علیہ السلام میں رکھے اور ایک جزء تمام مخلوق میں رکھا۔ اور حضرت سارہ زمین کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین وشکیل تھیں اور تمام عورتوں سے زیادہ غیرت مند تھیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیعہ الحرشی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حسن کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ یوسف اور سارہ کو ایک نصف عطا فرمایا اور دوسرا نصف باقی تمام لوگوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حسن کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک تہائی حصہ یوسف کو عطا کیا گیا اور دو ثلث تمام لوگوں کے درمیان تقسیم کیا گیا اور یوسف علیہ السلام تمام لوگوں سے حسین تھے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف کے حسن کو لوگوں کے حسن پر اس طرح فضیلت حاصل تھی جس طرح چودھویں کے چاند کو آسمان کے ستاروں پر ہوتی ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا دو تہائی حصہ عطا فرمایا اور ایک ثلث تمام بندوں میں تقسیم فرمایا۔ آپ آدم علیہ السلام کے مشابہ تھے جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا تھا۔ پھر جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو آپ کا نور، رونق اور حسن چھن گیا پھر توجہ کے ساتھ آپ کو حسن کا ثلث عطا کیا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو دو ثلث عطا کیے گئے۔ نیز انہیں تعبیر الرؤیا کی نعمت بھی عطا کی گئی اور جب آپ مسکراتے تھے تو نور آپ کی داڑھوں سے دکھائی دیتا تھا۔(4)

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 247 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 49-248

4۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، جلد 2، صفحہ 625، بیروت

فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ﴿۳۲﴾

''زلیخا (فاتحانہ انداز میں) بولی یہ ہے وہ (پیکر رعنائی) جس کے بارے تم مجھے ملامت کیا کرتی تھیں۔ بخدا میں نے اسے بہت بہلایا پھسلایا لیکن وہ بچا ہی رہا اور اگر وہ نہ بجالایا جو میں اس کو حکم دیتی ہوں تو اسے قید کر دیا جائے گا اور وہ ہو جائے گا ان لوگوں سے جو بے آبرو ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت میں مذکور فَاسْتَعْصَمَ کا معنی امتنع روایت کیا ہے یعنی وہ بچا رہا۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فَاسْتَعْصَمَ کا معنی فَاسْتَعْصٰی ہے۔(2)

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾

''یوسف نے عرض کی: اے میرے پروردگار! قید خانہ (کی صعوبتیں) مجھے زیادہ پسند ہیں اس (گناہ) سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو (اپنی عنایت سے) نہ دور کرے مجھ سے ان کے مکر کو تو میں مائل ہو جاؤں گا ان کی طرف اور بن جاؤں گا نادانوں میں سے''۔

امام سنید نے اپنی تفسیر میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عیینہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مقدر کے مطابق دعا کی توفیق دی جاتی ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے عرض کی رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ۔ پھر کہا کہ اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا۔ اس وقت جبریل آئے اور ان کے سامنے ایک چٹان ظاہر کی اور کہا آپ کیا دیکھتے ہیں؟ یوسف علیہ السلام نے کہا میں ایک چیونٹی دیکھ رہا ہوں جو چٹان کو کاٹ رہی ہے۔ فرمایا: تمہارا رب فرماتا ہے میں تو اس چیونٹی کو نہیں بھولتا پھر تجھے کیسے بھولوں گا۔ میں نے تجھے اس لیے روکے رکھا کیونکہ تو نے خود دعا کی تھی رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ یعنی اگر تیری طرف سے کرم نوازی نہ ہو تو میرے لیے ان کے مکر سے بچنا ممکن نہیں ہے اور مجھے ان کی مکاریوں سے بچنے کی طاقت نہیں ہے۔ تو ہی طاقتور ہے اور حفاظت فرمانے والا ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے اَصْبُ اِلَیْهِنَّ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔(3)

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ میں ان کی پیروی کرنے لگ جاؤں گا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرۃ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو آدمی جان بوجھ کر جرم کرے یا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 250 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 252

خطأً غلطی کرے وہ اس جرم کو کرتے وقت جاہل ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ یوسف علیہ السلام کے اس قول میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر تو اپنی عنایت سے ان کے مکر کو مجھ سے دور نہ کرے تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام نے جان لیا تھا کہ زنا حرام ہے۔ اگر وہ اس کا ارتکاب کرتے تو جاہل ہوتے۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

''پس قبول فرمائی اس کی دعا اس کے رب نے اور دور کر دیا اس سے ان عورتوں کے مکر وفریب کو۔ بے شک وہ (اپنے بندوں کی فریادیں) سننے والا اور (ان کے حالات) خوب جاننے والا ہے''۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عزیز کی بیوی یوسف علیہ السلام کے پاس آئی۔ پھر جب اس نے آپ کو دیکھا تو پہچان گئی اور کہا شکر ہے اللہ کا جس نے غلاموں کو اپنی اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنا دیا اور بادشاہوں کو اپنی نافرمانی کی وجہ سے غلام بنا دیا۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾

''پھر مناسب معلوم ہوا انہیں اس کے باوجود کہ وہ (یوسف کی پاک بازی کی) نشانیاں دیکھ چکے تھے کہ وہ اسے قید کر دیں کچھ عرصہ تک''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مجھ سے ان نشانیوں کے متعلق تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا۔ یہ نشانیاں یہ تھیں: قمیص کا پھٹا ہوا ہونا، عورت کا اثر آپ علیہ السلام کے جسم پر ہونا، چھریوں سے عورتوں کا ہاتھ کاٹنا۔ عزیز کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا تھا کہ اگر تم یوسف کو قید نہیں کرو گے تو لوگ یوسف کی تصدیق کریں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ نشانیاں یہ تھیں: قمیص کا پھٹنا اور چہرے پر خراشوں کا ہونا۔ (1)

ابن جریر اور ابن المنذر نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نشانیوں سے مراد قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہوا ہونا ہے۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آیات سے مراد بچے کا کلام کرنا ہے۔

ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ آیات سے مراد عورتوں کا اپنے ہاتھ کاٹنا اور قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہوا ہونا ہے۔ (3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک زیرک آدمی نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ اگر آپ غلام (یوسف علیہ السلام) کو چھوڑ دیں گے تو وہ لوگوں کے سامنے حقیقت بیان کرے گا اور اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرے گا جب کہ عورت گھر میں رہے گی، لوگوں کے پاس نہیں جائے گی تو لوگ یوسف کو بے قصور سمجھیں گے اور تیرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 253 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 254

گھر والوں کو لوگ رسوا کریں گے، اس مشورہ کو قبول کر کے بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں ڈال دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کو تین مرتبہ سزا دی گئی، پہلی مرتبہ قید کے ساتھ جب آپ نے عورت کا ارادہ کیا تھا، دوسری مرتبہ جب آپ نے قید خانہ کے ساتھی سے کہا تھا کہ اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا۔ پس آپ کئی سال جیل میں رہے تو آپ کی قید میں اضافہ کر کے سزا دی گئی، تیسری مرتبہ جب آپ نے کہا اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (یوسف) تو آپ کو کہا گیا۔ اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ (یوسف: 77) ''اگر اس نے چوری کی ہے تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی ہے''۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سات سال قید خانہ میں رہے۔ (2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کتاب الوقف والا بتداء میں اور الخطیب سے اپنی تاریخ میں حضرت عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کو یہ الفاظ (لَیَسْجُنُنَّهٗ، حَتّٰی حِیْنٍ) پڑھتے ہوئے سنا تو حضرت عمر نے فرمایا تجھے یہ الفاظ کس نے پڑھائے ہیں؟ اس نے کہا ابن مسعود نے۔ حضرت عمر نے اس شخص کے الفاظ کی تصحیح فرمائی۔ اور پھر ابن مسعود کو خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی مبین فرمایا ہے اور اس نے اسے قریش کی لغت پر اتارا ہے۔ جب میرا یہ خط تمہیں پہنچے تو لوگوں کو قریش کی لغت کے مطابق پڑھاؤ۔ ہذیل کی لغت کے مطابق نہ پڑھاؤ۔

وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾

''اور داخل ہوئے آپ کے ساتھ ہی قید خانہ میں دو نوجوان ان میں سے ایک نے (آکر) کہا کہ میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا: میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو دیکھا کہ میں اٹھائے ہوئے ہوں اپنے سر پر کچھ روٹیاں، پرندے کھا رہے ہیں اس سے، آپ بتائیے ہمیں اس کی تعبیر۔ بے شک ہم دیکھ رہے ہیں آپ کو نیکوکاروں سے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جن دو شخصوں کو قید خانہ میں ڈالا گیا تھا۔ ایک بادشاہ کے مطبخ کا ناظم تھا اور دوسرا محفل عیش وطرب کا نگران تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے: یہ دونوں نوجوان، بڑے بادشاہ الریان بن

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 377، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 255، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 255

الولید کے غلام تھے۔ ایک محفلِ شراب کا منتظم تھا اور دوسرا کسی اور کام پر مامور تھا۔ وہ ان دونوں پر ناراض ہوا۔ ایک کا نام مجلب اور دوسرے کا نام نبوا تھا جو شراب کا منتظم تھا، جب ان دونوں کی یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: اے نوجوان! اللہ کی قسم! جب ہم نے آپ کو دیکھا ہے ہم آپ سے محبت کرتے ہیں۔ ابن اسحق نے کہا ہے کہ مجھے عبد اللہ بن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے انہیں جواباً فرمایا: تم دونوں خدا کے لیے مجھ سے محبت نہ کرو کیونکہ جب کبھی کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت کی وجہ سے مجھ پر مصیبت نازل ہو جاتی ہے۔ میری پھوپھی نے مجھ سے محبت کی تو اس کی وجہ سے مجھ پر مصیبت نازل ہوئی۔ پھر میرے باپ نے مجھ سے محبت کی تو اس کی محبت کی وجہ سے میں مصیبت میں گرفتار ہوا پھر میرے ساتھی کی بیوی نے مجھ سے محبت کی تو اس کی محبت کی وجہ سے مجھ پر مصیبت اتری۔ تم مجھ سے محبت نہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ لیکن انہوں نے آپ سے محبت کی کیونکہ وہ آپ کی فہم و فراست کو دیکھ کر بہت مسحور ہوئے تھے۔ ان دونوں نے قید خانہ میں داخل ہونے کے وقت خواب دیکھا۔ مجلب نے یہ دیکھا تھا کہ وہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہے جنہیں پرندے کھا رہے ہیں اور نبوا نے یہ دیکھا کہ وہ شراب نچوڑ رہا ہے۔ انہوں نے ان خوابوں کی تعبیر یوسف علیہ السلام سے پوچھی اور کہا ہمیں اس کی تعبیر بتاؤ، ہم آپ کو نیکوکاروں میں سے دیکھتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا شام کا کھانا آنے سے پہلے میں تمہیں ان خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔ پھر آپ نے پہلے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی طرف بلایا اور فرمایا: اے قید خانہ کے میرے دو رفیقو! (یہ تو بتاؤ) کیا بہت سے جدا جدا رب بہتر ہیں یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔ پھر آپ نے مجلب سے فرمایا: تجھے سولی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے تیرے سر سے نوچ کھائیں گے اور نبوا کو فرمایا: تو پھر دوبارہ اپنے کام پر لوٹا دیا جائے گا اور تجھ سے تیرا مالک راضی ہو جائے گا۔ اصل فیصلہ ہو چکا ہے اس بات کا جس کے متعلق تم دریافت کرتے ہو۔ (1)

امام وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مجھے محبت میں جتنی تکالیف پہنچی ہیں اتنی اور کسی کو نہیں پہنچی ہیں۔ مجھ سے میرے باپ نے محبت کی تو مجھے کنویں میں ڈالا گیا۔ عزیز کی بیوی نے مجھ سے محبت کی تو مجھے قید خانہ میں ڈالا گیا۔

امام ابن جریر نے ابن عباس سے اِنِّیۡۤ اَرٰىنِیۡۤ اَعۡصِرُ خَمۡرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہاں خمر سے مراد انگور ہے۔ (2)

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اعصر عنبا پڑھا ہے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے اسی طرح سنا ہے۔ (3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کا ہے، اَعۡصِرُ خَمۡرًا کا معنی ہے اَعۡصِرُ عِنَبًا یعنی میں انگور نچوڑ رہا ہوں۔ یہ عمان کی لغت ہے۔ وہ العنب کو خمر کہتے ہیں۔ (4)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تاویل سے مراد تعبیر ہے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 255,56,59,61,63 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 257

3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 256 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 257

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَعْصِرُ خَمْرًا یہ عمان کی لغت ہے۔ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ حضرت یوسف علیہ السلام کا احسان یہ تھا کہ آپ ان کی پریشان جان کو تسلی دیتے اور ان کے مریض کا علاج کرتے، نیز انہوں نے آپ کی عبادت اور مشقت کو دیکھا تو ان سے محبت فرمائی۔ فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام قید خانہ میں پہنچے تو لوگوں کو دیکھا جو مایوس ہو چکے تھے اور ان کی مصیبت بڑی شدید تھی اور ان کا غم بہت طویل ہو چکا تھا۔ آپ نے انہیں خوشخبریاں سنائیں، صبر کی تلقین فرمائی اور اجر کا مژدہ سنایا۔ فرمایا: صبر میں اجر ہے اور صبر کا ثواب ہے۔ لوگوں نے کہا: اے نوجوان! اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے، تیرا چہرہ کتنا حسین ہے، تیرا اخلاق کتنا عمدہ ہے اور صورت کتنی پیاری ہے۔ تیرے پڑوس کی وجہ سے ہمیں برکت عطا کی گئی ہے۔ اس سے پہلے ہماری حالت غیر تھی۔ تو نے ہمیں اجر، کفارہ اور طہارت کی نوید سنائی۔ تو ہے کون؟ آپ نے فرمایا میرا شجرہ نسب یہ ہے: یوسف بن صفی اللہ یعقوب بن ذبیح اللہ اسحٰق بن خلیل اللہ ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ آپ کے ساتھ سب لوگ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ قید خانہ کے افسر نے کہا: اے نوجوان اللہ کی قسم! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تجھے آزاد کر دیتا۔ لیکن میں تجھ سے اچھا سلوک کروں گا اور تجھے اچھا پڑوس دوں گا۔ تم جس قید خانہ کے کمرہ میں رہنا چاہتے ہو رہو، اذن عام ہے۔ (1)

ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام قیدیوں کے لیے یہ دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ لَا تَعُمَّ عَلَيْهِمُ الْاَخْبَارَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِمْ مَرَّ الْاَيَّامِ ''اے اللہ ان پر ہمیشہ مشکل حالات نہ رکھ اور ان پر گردش زمانہ کو آسان فرما''۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ کے متعلق پوچھا گیا یعنی پوچھا گیا کہ یوسف علیہ السلام کا احسان کیا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: جب قید خانہ میں کوئی انسان مریض ہو جاتا تو آپ اس کی دیکھ بھال کرتے جب کسی کے لیے مکان تنگ ہو جاتا تو اس کے لیے کشادگی کا سامان کرتے، جب کوئی محتاج ہوتا تو اس کے لیے سامان جمع کرتے۔ (2)

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

''آپ نے فرمایا نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا جو تمہیں کھلایا جاتا ہے مگر میں تمہیں بتا دوں گا اس کی تعبیر اس سے پیشتر کہ کھانا تمہارے پاس آئے۔ یہ ان علموں میں سے ہے جو سکھایا ہے مجھے میرے رب نے میں نے چھوڑ دیا ہے دین اس قوم کا جو نہیں ایمان لاتے اللہ تعالیٰ پر نیز وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں''۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 58-256
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 257

WWW.NAFSEISLAM.COM

یوسف علیہ السلام نے انہیں فوراً تعبیر بتانے کو ناپسند کیا اور ان کو دوسرا جواب دیا تاکہ وہ جان لیں کہ ان کے پاس ایک خاص علم ہے۔ اس وقت کا بادشاہ جب کسی انسان کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تھا تو اس کے لیے مخصوص کھانا تیار کیا جاتا تھا اور اس شخص کو اس کھانے پر بلایا جاتا تھا۔ پس یوسف علیہ السلام نے فرمایا (نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا جو تمہیں کھلایا جاتا ہے)۔ پس ان دونوں نے یوسف علیہ السلام کو نہ چھوڑا حتی کہ آپ نے ان کے خوابوں کی تعبیر فرمائی۔ فرمایا یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ...... وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ پس وہ آپ کے ساتھ رہے پھر آپ نے ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی۔ (1)

وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

''اور میں تو پیرو بن گیا اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے دین کا نہیں روا ہمارے لیے کہ ہم شریک ٹھہرائیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو۔ یہ (توحید پر ایمان) تو اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن بہت سے لوگ اس احسان پر شکر ہی بجا نہیں لاتے''۔

امام ترمذی، حاکم، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کریم بن کریم بن کریم بن کریم، یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے ابوالاحوص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت اسماء بن خارجہ الفزاری رحمہ اللہ نے ایک شخص کو پیچھے دھکیل کر کہا: میں الاشیاخ الکرام (کریم شیوخ) کی اولاد ہوں، تو عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: وہ یوسف بن یعقوب بن اسحٰق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ (3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک شخص نے ملاقات کی اجازت مانگی تو اس نے دربانوں سے کہا ابن اخیار (نیکوں کے بیٹے) کے لیے اجازت طلب کرو، حضرت عمر نے فرمایا: اس کو اندر آنے دو، جب وہ گیا تو آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ اپنا شجرہ نسب بیان کر۔ اس نے زمانہ جاہلیت کے اشراف لوگوں کا ذکر کیا۔ حضرت عمر نے پوچھا کیا تو یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا وہ اخیار میں سے تھے تو تو اشرار میں سے ہے۔ تو میرے سامنے دوزخیوں کے پہاڑوں کو شمار کر رہا ہے۔ (4)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وہ دادا کو باپ کے قائم مقام بناتے تھے اور فرماتے جو چاہے ہم اسے حجر کے پاس دکھا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے دادا اور دادی کا ذکر نہیں کیا اور یوسف علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 260 2۔ مستدرک حاکم، ذکر یوسف بن یعقوب علیہ السلام، جلد 2، صفحہ 623، بیروت
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 378

السلام کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا وَ اتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ "اور میں پیرو بن گیا اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے دین کا"۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے ذٰلِكَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ عَلَیۡنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ کا ہم پر فضل ہے کہ اس نے ہمیں انبیاء بنایا۔ وَ عَلَی النَّاسِ لوگوں پر احسان فرمایا کہ ہمیں ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ (1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مومن اس نعمت کا شکر کرتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور وہ اس کا بھی شکر ادا کرتا ہے جو اللہ کی طرف سے دوسرے لوگوں کو ملتی ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بہت سے ایسے شکر کرنے والے ہوتے ہیں جو ایسی نعمت کا شکر کرتے ہیں جو ان پر نہیں کی گئی ہے اور بہت سے ایسے فقہ حاصل کرنے والے ہوتے ہیں جو فقیہ نہیں ہوتے۔ (2)

یٰصَاحِبَیِ السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ اَمِ اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّیۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۰﴾

"اے قید خانہ کے میرے دو رفیقو! (یہ تو بتاؤ) کیا بہت سے جدا جدا رب بہتر ہیں یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے تم نہیں پوجتے اس کے علاوہ مگر چند ناموں کو جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے۔ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کوئی دلیل۔ نہیں ہے حکم (کا اختیار کسی کو) سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو بجز اس کے۔ یہی دین قیم ہے لیکن بہت سے لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے"۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام نے جان لیا کہ ان میں سے ایک مقتول ہے تو دونوں کو ان کے اس حصے کی طرف بلایا جو ان کے مالک کی طرف سے ملنا تھا اور جو انہیں ان کی آخرت سے حصہ ملنا تھا۔ (3)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یٰصَاحِبَیِ السِّجۡنِ۔ یہ یوسف علیہ السلام کا قول ہے۔ (4)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ کے تحت روایت کیا ہے: دین کی بنیاد اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے ساتھ اخلاص پر ہے۔ (5)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الۡقَیِّمُ سے مراد العدل ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 260 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 261
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 262

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ؕ﴿۴۱﴾

''اے قید خانہ کے میرے دوساتھیو! (اب خوابوں کی تعبیر سنو) تم میں سے ایک (یعنی پہلا) تو پلایا کرے گا اپنے مالک کو شراب۔ لیکن دوسرا سولی دیا جائے گا اور (نوچ) کھائیں گے پرندے اس کے سر سے۔ (اٹل) فیصلہ ہو چکا اس بات کا جس کے متعلق تم دریافت کرتے ہو''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک ساتھی حضرت یوسف کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے انگور کا ایک دانہ لگایا ہے۔ پھر وہ بڑا ہوا اور اس میں انگوروں کے گچھے لگے، جنہیں میں نے نچوڑا۔ پھر میں نے وہ بادشاہ کو پلایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تو تین دن قید خانہ میں رہے گا پھر تو نکل جائے گا اور بادشاہ کو شراب پلائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رَبَّهٗ سے مراد سیدہ ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان دونوں ساتھیوں نے خواب نہیں دیکھے تھے بلکہ انہوں نے آپ کے علم کا تجربہ کرنے کے لیے یہ خواب بنا کر پیش کیے۔ جب آپ نے ان کے خوابوں کی تعبیر بتائی تو دونوں نے کہا: ہم نے خواب نہیں دیکھے تھے صرف دل لگی کی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ یعنی تعبیر واقع ہو چکی ہے اور یوسف علیہ السلام کی تعبیر کے مطابق فیصلہ اٹل ہو چکا ہے۔ (2)

امام ابوعبید، ابن المنذر، ابوالشیخ نے ابومجلز سے روایت کا ہے کہ ان دو خواب بیان کرنے والوں میں سے ایک جھوٹا تھا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے کہا کہ ہم نے خواب نہیں دیکھے تھے، ہم نے تم سے مزاح کیا ہے تو آپ نے فرمایا: جو میں نے تعبیر بیان کی ہے اس کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہے۔ (3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے خباز کو فرمایا تجھے سولی دی جائے گی اور تیرے سر سے پرندے کھائیں گے اور شراب کے نگران سے فرمایا تو اپنے کام پر لوٹ جائے گا۔ جب ان سے تعبیر بیان کی گئی تو انہوں نے کہا ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ (اٹل) فیصلہ ہو چکا اس بات کا جس کے متعلق تم دریافت کرتے ہو۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا پڑھا ہے۔

وَ قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 262 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 263 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 264

الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝

''اور کہا (یوسف علیہ السلام) نے اسے جس کے بارے میں آپ کو یقین تھا کہ وہ نجات پا جائے گا ان دونوں سے کہ میرا تذکرہ کرنا اپنے آقا کے پاس لیکن فراموش کرادیا اسے شیطان نے کہ وہ ذکر کرے اپنے بادشاہ کے پاس۔ پس آپ ٹھہرے رہے قید خانہ میں کئی سال''۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن سابط سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں رَبِّكَ سے مراد بادشاہ ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رَبِّكَ سے مراد بادشاہ ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب وہ قید خانہ کے دروازے پر پہنچا تو حضرت یوسف سے کہا: مجھے اپنی کسی حاجت کی وصیت کریں۔ آپ نے فرمایا: میری حاجت یہ ہے کہ تو اپنے آقا کے سامنے میرا ذکر کرنا۔ اور رب سے مراد یوسف علیہ السلام کا مالک ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: یہاں خواب کی تعبیر کو ظن کے ساتھ ذکر کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے ثابت فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔(4)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب العقوبات میں، ابن جریر، ابن مردویہ اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یوسف علیہ السلام وہ بات نہ کرتے جو انہوں نے کی تھی (کہ میرا ذکر اپنے آقا سے کرنا) تو اتنے زیادہ عرصہ قید خانہ میں نہ رہتے جتنا کہ وہ رہے تھے۔ کیونکہ انہوں نے غیر اللہ سے کشادگی طلب کی تھی۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوسف علیہ السلام اگر وہ بات نہ کہتے جو انہوں نے کہی تھی تو اتنی زیادہ دیر قید میں نہ رہتے جتنا کہ وہ رہے تھے۔(6)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یوسف پر رحم فرمائے اگر وہ اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ نہ کہتے تو اتنا زیادہ عرصہ جیل میں نہ رہتے جتنا کہ وہ رہے ہیں۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یوسف پر رحم فرمائے اگر وہ اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ نہ کہتے تو اتنا زیادہ عرصہ قید خانہ میں نہ رہتے جتنا کہ وہ رہے ہیں۔ پھر حضرت الحسن رونے لگے اور فرمایا: ہم پر بھی جب کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو ہم بھی لوگوں کی طرف پناہ لیتے ہیں۔(7)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر یوسف علیہ السلام اپنے آقا کے لیے سفارش طلب نہ کرتے تو اتنی دیر جیل میں نہ رہتے جتنا کہ وہ رہے ہیں لیکن انہیں سفارش طلب کرنے پر یہ سزا دی گئی تھی۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 264 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 265 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 266 6۔ جلد 12، صفحہ 265 7۔ ایضاً، 8۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 266

امام ابن ابی شیبہ اور عبد اللہ بن احمد (نے زوائد الزہد میں) ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی کہ تمہیں قتل ہونے سے کس نے بچایا تھا جب تمہارے بھائیوں نے تمہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا؟ یوسف علیہ السلام نے عرض کی: یارب تو نے بچایا تھا۔ فرمایا تجھے کنویں میں سے کس نے نکالا تھا جب تمہارے بھائیوں نے تمہیں اس میں ڈالا تھا؟ عرض کی یارب تو نے۔ فرمایا: تجھے عورت سے کس نے بچایا تھا جب تو نے اس کا ارادہ کیا تھا؟ عرض کی یارب تو نے۔ فرمایا پھر کیا ہوا کہ تو مجھے بھول گیا ہے اور تو نے ایک انسان کو یاد کیا ہے؟ یوسف علیہ السلام نے جزع وفزع کرتے ہوئے عرض کی: یہ ایک کلمہ تھا جو زبان سے نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت کی قسم! میں تجھے کئی سال جیل میں رکھوں گا۔ اس وجہ سے آپ کئی سال جیل میں رہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ، تو یوسف علیہ السلام سے کہا گیا اے یوسف! کیا تم نے میرے علاوہ کارساز بنایا ہے۔ میں تیرے قید کے زمانہ کو لمبا کروں گا۔ یوسف علیہ السلام رونے لگے اور عرض کی: اے میرے پروردگار! میرا دل مصیبت کی کثرت کی وجہ سے مشغول ہو گیا تھا اور میں نے ایسی بات کہہ ڈالی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اس شخص سے کہا جس کو نجات ملی تھی کہ تو میرا اپنے آقا کے پاس ذکر کرنا۔ اس نے آپ کا ذکر نہ کیا حتی کہ بادشاہ نے خواب دیکھا۔ یوسف علیہ السلام کو شیطان نے اپنے رب کا ذکر بھلا دیا اور بادشاہ کا ذکر کرا دیا اور بادشاہ سے رہائی چاہنے کا حکم دیا۔ پس یوسف علیہ السلام اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ کا کلمہ کہنے کی وجہ سے کئی سال بطور عقوبت جیل میں رہے۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المبارک، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ یوسف علیہ السلام سات سال جیل میں رہے۔(4)

امام عبد الرزاق، احمد (نے الزہد میں) ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یعقوب علیہ السلام کو سات سال تکلیف پہنچی، یوسف علیہ السلام سات سال قید میں رہے اور بخت نصر خون کو درندوں میں سات سال عذاب دیا گیا۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام بارہ سال قید میں رہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ کی طرف سے کلبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یوسف علیہ السلام نے ایک جملہ کہا جس کے بدلے سات سال قید خانہ میں رہے۔ ابوبکر نے کہا اس سے پہلے پانچ سال قید کیے گئے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس اور ضحاک رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ چودہ سال قید میں رہے۔

1۔ کتاب الزہد، زہد یوسف علیہ السلام، صفحہ 104، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 265
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 266
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 267
5۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: بضع کا اطلاق تین سے نو تک کی تعداد پر ہوتا ہے۔
ابن جریر نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بضع کا اطلاق دس سے کم پر ہوتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یوسف علیہ السلام سے تین مرتبہ خلاف اولیٰ کام ہوا (1) آپ نے کہا تھا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ (2) اپنے بھائیوں سے کہا اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (3) اور یہ قول ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ "یہ اس لیے کہ وہ جان لے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں خیانت نہیں کی"۔ جبریل نے یوسف علیہ السلام سے کہا کیا وہ خیانت نہیں تھی جب آپ نے ارادہ کیا تھا آپ نے کہا وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام جب گم ہوئے تو اس کی عمر سات سال تھی۔ پھر سات سال کنویں میں رہے اور سات سال قید خانہ میں رہے، سات سال میں کھانا جمع کیا، علماء روایت کرتے ہیں کہ پھر اس کے بعد وہ اپنے باپ سے ملے تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابوالملیح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام کی جیل میں یہ دعا تھی: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ خَلَقَ وَجْهِيْ عِنْدَكَ فَاِنِّيْ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِوَجْهِ يَعْقُوْبَ اَنْ تَجْعَلَ لِيْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّيُسْرًا وَّتَرْزُقَنِيْ مِنْ حَيْثُ لَا اَحْتَسِبُ۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت عبداللہ مؤذن الطائف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا: اے یوسف! ان الفاظ میں دعا مانگو: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ مِنْ كُلِّ مَا اَهَمَّنِيْ وَكَرَبَنِيْ مِنْ اَمْرِ دُنْيَايَ وَاَمْرِ اٰخِرَتِيْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّارْزُقْنِيْ مِنْ حَيْثُ لَا اَحْتَسِبُ وَاغْفِرْلِيْ وَثَبِّتْ رَجَائِيْ وَاقْطَعْهُ مِنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ۔

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿٤٣﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿٤٥﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 267 2۔ ایضاً

أُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ لَعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۴۶

”اور (کچھ عرصہ بعد ایک روز) بادشاہ نے کہا کہ میں (خواب میں کیا) دیکھتا ہوں کہ سات گائیں ہیں موٹی تازی کھا رہی ہیں انہیں سات دبلی گائیں اور سات سبز خوشے ہیں اور دوسرے سات خشک سوکھے ہوئے۔ اے درباریو! بتاؤ مجھے میرے خواب کی تعبیر اگر تم خوابوں کی تعبیر بتاتے ہو درباریوں نے کہا (اے بادشاہ) یہ خواب پریشان ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں اور (اس وقت) بولا وہ شخص جو بچ گیا تھا ان دو (قیدیوں) سے اور (اب) اسے یوسف کی یاد آئی ایک عرصہ بعد، میں بتاتا ہوں تمہیں اس خواب کی تعبیر۔ مجھے (قید خانہ تک) جانے دیجئے اے یوسف! اے صدیق! بتائیے ہمیں (اس خواب کی تعبیر) کہ سات موٹی تازہ گائیں ہیں کھا رہی ہیں انہیں سات لاغر گائیں اور سات خوشے ہیں سرسبز اور دوسرے (سات خوشے) خشک، تا کہ میں (آپ کا جواب لے کر) واپس جاؤں لوگوں کی طرف، شاید وہ (آپ کے علم و فضل کو) جان لیں“۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے ے خانہ کے منتظم سے کہا تم میرا اپنے آقا کے پاس ذکر کرنا اور میری مظلومیت اور بغیر کسی جرم کے میری قید کا تذکرہ کرنا۔ اس نے کہا میں ایسا کروں گا۔ جب وہ رہا ہوا تو وہ اپنے کام پر پھر لگا دیا گیا اور اس کا آقا اس سے راضی ہو گیا اور اسے شیطان نے یوسف علیہ السلام کا بادشاہ کے سامنے تذکرہ کرنا بھلا دیا تھا۔ اس کے بعد یوسف علیہ السلام قید خانہ میں رہے۔ پھر بادشاہ ریان بن ولید نے خواب دیکھا جس کا ان آیات میں ذکر ہے۔ بادشاہ کو خواب نے خوفزدہ کر دیا اور اس نے سمجھا کہ یہ سچا خواب ہے۔ لیکن وہ اس کی تعبیر نہیں جانتا تھا۔ اس نے اپنے حواریوں سے کہا: میرے اس خواب کی تعبیر بتاؤ۔ تو سب نے کہا: یہ پریشان خواب ہے۔ ہم ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ وہ ساقی جس کا نام نبوا تھا اس نے بادشاہ کا یہ خواب سنا تو اسے یوسف علیہ السلام اور ان کا خواب کی تعبیر کرنا یاد آیا۔ اس نے اس وقت کہا: میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتاتا ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہا: اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ سے مراد جھوٹے خواب ہیں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ سے مراد پریشان خواب ہیں۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے کئی طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بَعْدَ اُمَّةٍ سے مراد بعد حین ہے یعنی کچھ عرصہ بعد۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد، الحسن، عکرمہ، عبداللہ بن کثیر، السدی رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 269، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 270　　4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 271

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بَعۡدَ اُمَّةٍ سے مراد بعد سنین (کئی سال بعد) ہے۔(1)
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَادَّكَرَ بَعۡدَ اُمَّةٍ پڑھا پھر فرمایا: بعد امة من الناس، یعنی کچھ لوگوں سے ملنے کے بعد۔
امام ابن جریر، ابن المنذر، اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَادَّكَرَ بَعۡدَ اُمَّةٍ کو فتحہ اور تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی بھولنے کے بعد۔(2)
ابن جریر نے عکرمہ، حسن، قتادہ، مجاہد اور ضحاک سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بَعۡدَ اُمَّةٍ پڑھا ہے یعنی بھولنے کے بعد۔(3)
امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حمید رحمہ اللہ سے روایت کا ہے کہ مجاہد نے وَادَّكَرَ کو مجزوم اور مخففہ پڑھا ہے۔(4)
امام ابوعبید اور ابن المنذر رنے ہارون سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابی بن کعب کی قرات میں انا آتیکم بتأویله ہے۔
امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ وہ (ابی بن کعب) انا آتیکم بتأویله پڑھتے تھے ان سے کہا گیا کہ یہ انا انبئکم ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کیا وہ ان کو خواب بیان کرنے والا تھا۔
امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے: موٹی گائیوں سے مراد سرسبز و شاداب سال میں اور لاغر گائیوں سے مراد قحط زدہ سال ہیں اور سات سبز خوشوں سے بھی سرسبز و شاداب سال ہیں جن میں زمین خوب پیداوار دیتی ہے اور اُخَرَ يٰبِسٰتٍ یعنی خشک خوشوں سے مراد ایسے سال ہیں جن میں کوئی پیداوار نہیں ہوتی۔(5)

قَالَ تَزۡرَعُوۡنَ سَبۡعَ سِنِيۡنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدۡتُّمۡ فَذَرُوۡهُ فِىۡ سُنۢۡبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّمَّا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ سَبۡعٌ شِدَادٌ يَّاۡكُلۡنَ مَا قَدَّمۡتُمۡ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّمَّا تُحۡصِنُوۡنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيۡهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيۡهِ يَعۡصِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾

"آپ نے فرمایا کہ تم کاشت کرو گے سات سال تک حسب دستور۔ تو جو تم کاٹو گے اسے رہنے دو خوشو میں مگر تھوڑا سا (ضرورت کے لیے نکال لو) جسے تم کھاؤ پھر آئیں گے اس (خوشحالی) کے بعد سات (سال) بہت سخت کھا جائیں گے جو ذخیرہ تم نے پہلے جمع کر رکھا ہوگا ان کے لیے مگر تھوڑا سا جو تم محفوظ کر لو گے پھر آئے گا اس عرصہ کے بعد ایک سال جس میں مینہ برسایا جائے گا لوگوں کے لیے اور اس سال وہ (پھلوں کا) رس نکالیں گے"۔
امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 271
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 272
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 273

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یوسف پر اور ان کے صبر اور کرم پر تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ جب ان سے لاغر گائیوں کے بارے پوچھا گیا۔ اگر میں ان کی جگہ ہوتا۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ جب بادشاہ کا پیغام رساں ان کے پاس آیا تھا تو میں دروازے کی طرف بھاگ جاتا لیکن انہوں نے اپنے بے قصور ثابت ہونے کا ارادہ کیا تھا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام انہیں خواب کی تعبیر بتانے پر راضی نہ ہوئے حتی کہ انہیں نرم کے ساتھ حکم دیا۔ آپ نے انہیں فرمایا: تم سات سال کاشت کرو گے حسب دستور پھر جو تم کاٹو اسے خوشوں میں رہنے دو کیونکہ دانہ خوشے میں ہوتو اسے گھن نہیں لگتا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے انہیں خوشوں میں اناج رکھنے کی تدبیر اس لیے بتائی تا کہ اناج زیادہ مدت باقی رہے۔ (2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی قسم کا قول روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص کے لیے دو آدمیوں کا کھانا تیار کیا جاتا، پھر وہ اسے پیش کیا جاتا تو وہ نصف کھاتا اور نصف چھوڑ دیتا تھا حتی کہ جب ایسا دن تھا کہ اس کے سامنے ایسا ہی کھانا پیش کیا گیا تو اس نے اسے کھالیا، اسے یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ ان سخت سات سالوں کا پہلا دن تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ سَبْعٌ شِدَادٌ سے مراد، قحط زدہ سخت سات سال ہیں، وہ اس ذخیرہ کو کھا جائیں گے جو تم نے جمع کر رکھا ہوگا مگر تھوڑا سا جو تم محفوظ کرلو گے۔ (3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ کا معنی تُحْزِنُوْنَ ہے "یعنی محفوظ کرلو گے"۔ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ یعنی وہ انگوروں کا رس اور تیل نکالیں گے۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ کے بارے میں فرماتے ہیں: اس سال میں لوگوں کے لیے مینہ برسایا جائے گا اور وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ کے متعلق فرماتے ہیں: اس سال وہ انگوروں کا رس نکالیں گے، زیتون کا تیل نکالیں گے اور تمام پھلوں کا رس نکالیں گے۔ (5)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سال میں دودھ دوہیں گے۔ (6)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ يَعْصِرُوْنَ کا معنی يَحْتَلِبُوْنَ ہے یعنی وہ دودھ دوہیں گے۔ (7)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ کا مطلب یہ ہے کہ بارش برسائی جائے گی اور اس سال وہ انگوروں، زیتون اور پھلوں کا رس نکالیں گے۔ یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 280 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 274 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 275
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 76-275 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 277 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

نے یوسف علیہ السلام کوعطا فرمایا تھا اور اس کے متعلق آپ سے سوال نہیں کیا گیا تھا۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے انہیں زیادہ معلومات فراہم کیں جن کے متعلق انہوں نے پوچھا نہیں تھا۔(2)

امام ابن المنذر راور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: آپ نے لوگوں کو ایسی بات بتائی جس کا انہوں نے آپ سے سوال کیا تھا۔ یہ وہ علم تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ اس سال میں لوگوں پر بارش برسائی جائے گی۔ فِيهِ يَعْصِرُونَ اور اس میں وہ تلوں کا تیل انگوروں کا رس اور زیتون سے تیل نکالیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ اس سال میں لوگوں پر مینہ برسایا جائے گا فِيهِ يَعْصِرُونَ اور وہ اپنے انگوروں کا رس نکالیں گے۔(3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ یعنی اس سال میں لوگوں پر بارش برسائی جائے گی۔ فِيهِ يَعْصِرُونَ اور اس میں زیتون کا تیل نکالیں گے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن طلحہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہ فِيهِ يَعْصِرُونَ (یعنی بالتاء) پڑھتے تھے۔ یعنی تم دودھ دوہو گے۔(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عبدان المروزی عن عیسیٰ بن عبید عن عیسیٰ بن عمیر الثقفی رحمہم اللہ کے سلسلے سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے فِيهِ تَعْصِرُونَ (بالتاء) پڑھتے ہوئے سنا ہے اور الغیاث کا معنی بارش ہے پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ (النباء)

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ٘ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآىِٕنِیْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 77-276 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 276 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 77-276
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 276 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 277

رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾

''(یہ تعبیر سنتے ہی) بادشاہ نے کہا (فوراً) لے آؤ انہیں میرے پاس۔ پس جب (فرمان شاہی لے کر) ان کے پاس قاصد آیا (تو) آپ نے فرمایا لوٹ جاؤ اپنے بادشاہ کے پاس اور اس سے پوچھو کہ حقیقت حال کیا تھی ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹ ڈالے تھے اپنے ہاتھ، بے شک میرا پروردگار تو ان کے مکر (وفریب) سے خوب آگاہ ہے بادشاہ نے (ان عورتوں کو بلا کر) پوچھا کیا معاملہ ہوا تمہارا جب تم نے یوسف کو بہلایا تھا اپنی مطلب براری کے لیے (بیک زبان) بولیں حاشاللہ! نہیں معلوم ہوئی ہمیں تو اس میں ذرا برائی۔ عزیز کی بیوی (کو یارائے ضبط نہ رہا) کہنے لگی اب تو آشکارا ہو گیا حق۔ میں نے ہی اسے پھسلانا چاہا تھا اپنی مطلب براری کے لیے بخدا وہ تو سچا ہے۔ (یوسف نے کہا) یہ میں نے اس لیے کہا تھا تا کہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ کامیاب نہیں ہونے دیتا دغابازوں کی فریب کاری کو اور میں اپنے نفس کی برأت (کا دعوی) نہیں کرتا۔ بے شک نفس تو حکم دیتا ہے برائی کا مگر وہی (بچتا ہے) جس پر میرا رب رحم فرمادے۔ یقیناً میرا رب غفور رحیم ہے''۔

امام احمد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ۔ الآیہ تلاوت فرمائی پھر فرمایا: اگر میں ہوتا تو میں فوراً دعوت کو قبول کرتا اور اپنا عذر نہ چاہتا۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام پر رحم فرمائے وہ کتنے برداشت کرنے والے اور حلیم تھے۔ اگر میں محبوس ہوتا تو میری طرف بلاوا آتا تو میں فوراً نکل پڑتا۔ (2)

امام الفریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے بھائی یوسف کے صبر اور کرم پر تعجب ہوا۔ اللہ ان کو معاف فرمائے۔ جب ان کو خواب کی تعبیر کے لیے بلایا گیا۔ اگر میں ہوتا تو ایسا نہ کرتا حتی کہ فوراً نکل آتا اور مجھے ان کے صبر اور کرم پر بھی تعجب ہوا۔ اللہ ان کو معاف فرمائے۔ قاصد آیا تاکہ وہ قید سے باہر آجائیں لیکن وہ نہ آئے حتی کہ آپ نے انہیں اپنے عذر کی خبر دی۔ اگر میں ہوتا تو دروازے کی طرف دوڑ پڑتا۔ لیکن انہوں نے پہلے اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنا پسند کیا۔ (3)

امام احمد نے الزہد میں اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے بھائی یوسف پر رحم فرمائے۔ اگر اتنی لمبی قید کے بعد میرے پاس قاصد آتا تو میں فوراً اس کی بات قبول کرتا۔ جب کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے قاصد سے کہا لوٹ جاؤ اپنے بادشاہ کے پاس اور اس سے پوچھو کہ حقیقت حال کیا تھی ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹ ڈالے تھے اپنے ہاتھ؟۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 280، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 279

3۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 249، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 4۔ کتاب زہد، باب زہد یوسف علیہ السلام، صفحہ 103، بیروت

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے قید سے پہلے اپنا بے قصور ہونا ثابت کرنا پسند کیا۔

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بادشاہ نے عورتوں کو جمع کیا اور کہا کیا تم نے یوسف کو بہلایا تھا مطلب براری کے لیے؟ سب نے بیک زبان کہا حاشاللہ! ہمیں تو اس میں کوئی برائی معلوم نہیں ہوئی۔ عزیز کی بیوی نے کہا: اب حق آشکارا ہو گیا۔ میں نے ہی اسے پھسلانا چاہا تھا اپنی مطلب براری کے لیے بخدا وہ سچا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں نے یہ اس لیے کیا تھا تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی۔ حضرت جبریل نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کہا: اس وقت خیانت نہیں کی تھی جب تو نے اس کی عورت کا ارادہ کیا تھا؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: میں اپنے نفس کی برات کا دعویٰ نہیں کرتا، بے شک نفس تو برائی کا حکم دیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حَصْحَصَ کا معنی واضح ہونا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد، قتادہ، ضحاک، ابن زید اور سدی رحمہم اللہ نے اس کی مثل روایت کیا ہے۔(3)

امام حاکم نے تاریخ میں، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ کی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا جب یوسف علیہ السلام نے یہ کہا: تو جبریل نے کہا اے یوسف! اپنے ارادہ کو یاد کر تو یوسف علیہ السلام نے کہا میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے یہ جملہ کہا تو جبریل نے کہا: اس دن جب تو نے ارادہ کیا تھا وہ ارادہ کیا تھا؟ آپ نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا بے شک نفس برائی کا حکم دیتا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے یہ جملہ کہا لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ تو فرشتے نے آپ کو پہلو میں کچوکا لگایا اور کہا: اے یوسف! اس وقت بھی جب تو نے ارادہ کیا تھا؟ حضرت یوسف نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(6)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حکیم بن جابر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مذکورہ جملہ کہا تو جبریل نے کہا: اس وقت بھی نہیں جب شلوار کھولی تھی؟ اس وقت پھر یوسف علیہ السلام نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 281 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 282
4۔ الفردوس بماثور الخطاب الدیلمی، جلد 2، صفحہ 244، مکہ مکرمہ 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 6
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 7 7۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 97-296، دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو یہ کہا تھا جب اللہ تعالیٰ نے اسے ان کا بے قصور ہونا دکھا دیا تھا۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن المنذر رنے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے قید خانہ سے نکلنے سے پہلے اپنا بے قصور ہونا ثابت کرنا چاہا اور کہا تھا تو اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ جا اور پوچھ کہ حقیقت حال کیا تھی ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، بے شک میرا پروردگار تو ان کے مکر (وفریب) سے خوب آگاہ ہے۔(1)

حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ...... اور ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ...... کے درمیان جو کلام ہے وہ قرآن کی تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے ہے۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا میں نے اپنے سردار سے خیانت نہیں کی ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں نے عزیز سے اس کی بیوی کے ساتھ بدکاری کر کے خیانت نہیں کی۔ تو جبریل نے کہا: جب شلوار کھولی تھی؟ یوسف علیہ السلام نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے کہا لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ تو جبریل نے کہا اپنا ارادہ یاد کرو۔ اس وقت یوسف علیہ السلام نے کہا میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(4)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے کہا ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ۔ تو جبریل نے کہا: جب عورتوں کا ارادہ کیا تھا اس وقت خیانت نہیں کی تھی؟ یوسف علیہ السلام نے کہا میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رنے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے مذکورہ جملہ کہا تو جبریل نے کہا جب ارادہ کیا تھا؟ یوسف علیہ السلام نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ جو فرشتہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا اس نے کہا: اپنے ارادہ کو یاد کر۔ تو یوسف علیہ السلام نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(6)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے: جب یوسف علیہ السلام نے ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ کا جملہ کہا تو پھر اندیشہ ہوا کہ انہوں نے اپنی تعریف کر دی ہے۔ تو فوراً کہا میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 280 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 286 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 7

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 6 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 7

فرماتے ہیں اس عورت نے ارادہ کیا جس کا آپ نے ارادہ کیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نفس برائی کا حکم دیتا ہے لیکن جب اللہ کی طرف سے عزم آتا ہے تو یہی نفس ہی خیر کی طرف دعوت دیتا ہے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ﴿٥٤﴾

''اور بادشاہ نے حکم دیا کہ لے آؤ اسے میرے پاس۔ میں چن لوں گا اسے اپنی ذات کے لیے۔ پھر جب اس نے آپ سے گفتگو کی (اور مطمئن ہو گیا) تو کہا آپ آج سے ہمارے ہاں بڑے محترم (اور) قابل اعتماد (درباری) ہیں''۔

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں حضرت الکلبی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت عن ابن صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے پاس بادشاہ کا قاصد آیا اور کہا کہ تم قیدیوں والا لباس اتار دو اور نئے کپڑے زیب تن کرو اور بادشاہ کے پاس چلو، حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام قیدیوں کو بلایا، اس وقت آپ کی عمر تیس سال تھی۔ جب آپ بادشاہ کے پاس پہنچے تو بادشاہ نے آپ کو ایک نوجوان دیکھا۔ اس نے کہا: یہ نوجوان میرے خواب کی تعبیر جانتا ہے اور بڑے بڑے جادوگر اور کاہن نہیں جانتے۔ اس نے (یوسف) علیہ السلام کو اپنے سامنے بیٹھایا اور کہا ڈر و مت۔ سونے کا ہار پہنو اور حریر کا لباس زیب تن کرو۔ اس نے آپ کو ایک ایسی سواری عطا کی جس کی زین سونے چاندی سے مرصع تھی۔ وہ سواری بادشاہ کی سواری کی مانند تھی۔ مصر میں طبل بجایا گیا کہ یوسف (آج سے) بادشاہ کا خلیفہ ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ میں اسے اپنے لیے چن لوں گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت زید العمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کو دیکھا تو یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِهِ وَ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ مِنْ شَرِّهِ۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری خیر کے واسطہ سے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور تیری عزت کے واسطہ سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب عزیز نے یوسف علیہ السلام کی نرم مزاجی، ذہانت و فطانت اور عالی ظرفی کو دیکھا تو اس نے اپنے پاس بلایا۔ پھر وہ صبح و شام کا کھانا آپ کے ساتھ کھاتا تھا۔ جب کہ دوسرے خادموں کو قریب نہیں آنے دیتا تھا۔ اس کی عورت اور یوسف علیہ السلام کے درمیان معاملہ ہوا تھا اس کی بنا پر، اس کی بیوی نے کہا تو اپنے ملازمین سے اس کو کیوں اپنے قریب بٹھاتا ہے۔ اس کو بھی کہو کہ وہ دوسرے غلاموں کے ساتھ کھانا کھائے۔ بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے کہا جاؤ تم دوسرے غلاموں کے ساتھ کھانا کھاؤ۔ یوسف علیہ السلام نے اسے کہا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 8

کیا تو میرے ساتھ کھانے کی رغبت رکھتا ہے، اللہ کی قسم میں یوسف بن یعقوب نبی اللہ بن اسحق بن ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ (1)

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اہل کے سوا باقی تمام چیزوں میں تو میرا ساتھی اور شریک ہو اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ تو میرے ساتھ کھانا کھائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ناراض ہوئے اور فرمایا: میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کہ میں تیرے ساتھ کھانے کو ناپسند کروں، میں ابن ابراہیم خلیل اللہ ہوں، میں ابن اسحاق ہوں، میں ابن یعقوب نبی اللہ ہوں۔ (2)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام جس بادشاہ کے ساتھ تھے وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ (3)

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾

"آپ نے فرمایا مجھے مقرر کر دے زمین کے خزانوں پر بے شک میں (ان کی) حفاظت کرنے والا (اور معاشی مسائل کا) ماہر ہوں"۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر نے بحرین کا عامل مقرر کیا۔ پھر آپ نے مجھے معزول کر دیا اور مجھ پر بارہ ہزار جرمانہ کیا۔ پھر بعد میں مجھے عامل بنانے کے لیے بلایا تو میں نے وہ منصب قبول کرنے سے انکار کیا۔ حضرت عمر نے پوچھا کیوں انکار کر رہے ہو؟ یوسف علیہ السلام نے عامل بننے کا سوال کیا تھا اور وہ تجھ سے بہتر تھے۔ میں نے کہا یوسف علیہ السلام نبی ابن نبی ابن نبی ابن نبی تھے اور میں ابن امیمہ ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ میں کوئی بات بغیر برداشت کے کہہ دوں اور بغیر علم کے فتویٰ دے دوں، مجھے اندیشہ ہے کہ میری پیٹھ پر مارا جائے۔ میری عزت کو تار تار کیا جائے اور میرا مال لیا جائے۔ (4)

امام الخطیب رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا آپ سیر ہو کر کھانا کیوں نہیں کھاتے جب کہ زمین کے خزانے آپ کے قبضہ میں ہیں؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں سیر ہو کر کھاؤں گا تو بھوکے کو بھول جاؤں گا۔

امام وکیع (نے الغرد میں) ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کی گئی کہ آپ بھوکے رہتے ہیں جب کہ زمین کے خزانے آپ کی قدرت میں ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ میں سیر ہو کر کھاؤں گا تو بھوکوں کو بھول جاؤں گا۔ (5)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت شیبہ بن نعامہ الضبی رحمہ اللہ سے اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھے کھانا جمع کرنے پر مقرر کر دے، میں بھوک کے سالوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 9
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 397، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 11
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 378، بیروت
5۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 37، دار الکتب العلمیہ بیروت

لیے جو تو مجھے ودیعت کرے گا میں اس کی حفاظت کروں گا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فرعون کے طعام کے علاوہ بہت سے خزانے تھے، اس نے تمام خزانے یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیئے تھے اور قضاء کا عہدہ بھی آپ کو سونپا گیا تھا اور آپ کا فیصلہ حتمی ہوتا تھا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِنِّیْ حَفِیْظٌ یعنی جب تو مجھے والی بنائے گا تو میں حفاظت کرنے والا ہوں گا، عَلِیْمٌ اور امور مملکت چلانے کو جاننے والا ہوں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ یعنی میں حساب کی حفاظت کرتا ہوں اور مختلف زبانوں کو جاننے والا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الاشجعی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔(4)

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾

''یوں ہم نے تسلط (اور اقتدار) بخشا یوسف کو سرزمین مصر میں تاکہ رہے اس میں جہاں چاہے۔ ہم سرفراز کرتے ہیں اپنی رحمت سے جسے چاہتے ہیں اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر عمدہ کام کرنے والوں کا''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انہیں مالک بنایا اس دنیا کا اس میں جو چاہیں کریں اور یہ ان کے سپرد کر دی گئی تھی۔ فرمایا: اگر وہ چاہتا کہ فرعون کو ماتحت (تابع) اور یوسف کو مافوق (متبوع) کر دے تو ایسا کر سکتا تھا۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے فضیل بن عیاض سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عزیز کی بیوی راستہ پر کھڑی تھی حتی کہ یوسف علیہ السلام گزرے تو کہنے لگی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْعَبِیْدَ مُلُوْكًا بِطَاعَتِهٖ وَ جَعَلَ الْمُلُوْكَ عَبِیْدًا بِمَعْصِیَتِهٖ۔ یعنی شکر ہے اس ذات کا جس نے اپنی اطاعت کی وجہ سے غلاموں کو بادشاہ بنایا اور بادشاہوں کو اپنی معصیت کی وجہ سے غلام بنایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: علماء نے بیان کیا ہے کہ اطیفر ان راتوں میں ہلاک ہوا اور ملک ریان نے اس کی بیوی راعیل سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا، جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس گئی تو آپ نے فرمایا: کیا یہ بہتر نہیں ہے اس سے جس کا تو ارادہ کرتی تھی؟ اس نے کہا: اے صدیق! مجھے ملامت نہ کر کیونکہ میں ایک حسین و جمیل عورت تھی اور دنیا و ملک میں ناز و نعم کے ساتھ رہتی تھی اور میرا خاوند عورتوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 10 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 9 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 10
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 11

پاس نہیں جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی حسن و جمال کا پیکر بنایا ہے پس (میں آپ پر فریفتہ ہوگئی) اور میرا نفس مجھ پر غالب آ گیا۔ علماء فرماتے ہیں: آپ نے اس کو معذور پایا پھر آپ نے اس سے صحبت کی تو اس کے دو بچے ہوئے۔ (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن منبہ عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عزیز کی بیوی کی ملاقات یوسف علیہ السلام سے راستہ پر ہوئی تو اس نے کہا: شکر ہے اس خدا کا جس نے معصیت کی وجہ سے بادشاہوں کو غلام بنا دیا اور اپنی اطاعت کی وجہ سے غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ آپ نے اسے پہچان لیا۔ پھر اس سے نکاح کیا تو اسے باکرہ پایا۔ اس کا پہلا خاوند عورتوں کے قریب نہیں جاتا تھا۔

امام حکیم ترمذی نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عزیز کی بیوی کو ایک حاجت لاحق ہوئی تو اسے کہا گیا کہ تو اس ضرورت کے لیے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو اور ان سے سوال کر، پس عزیز کی بیوی نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا، تو لوگوں نے کہا: ایسا نہ کر ہمیں تجھ پر خطرہ ہے۔ اس نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہوگا مجھے اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ پس وہ عورت یوسف علیہ السلام کے پاس گئی۔ اس نے یوسف علیہ السلام کو شاہی محل میں دیکھا تو اس نے کہا شکر ہے اللہ کا جس نے غلاموں کو اپنی اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنایا۔ اس نے اپنے آپ پر نظر کی تو کہا شکر ہے اللہ کا جس نے اپنی معصیت کی وجہ سے بادشاہوں کو غلام بنایا، حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی تمام ضروریات کا بندوست کر دیا پھر آپ نے اس سے نکاح کیا تو اسے باکرہ (کنواری) پایا، یوسف علیہ السلام نے اسے فرمایا: کیا یہ صورت بہتر نہیں ہے اس سے جو تو چاہتی تھی۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں تیری وجہ سے چار چیزوں کے ساتھ آزمائی گئی تھی تو تمام لوگوں سے جمیل و حسین تھے اور میں اپنے زمانہ کی عورتوں میں سے خوبصورت تھی، میں باکرہ تھی جب کہ میرا خاوند نامرد تھا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے عزیز کی بیوی سے نکاح کیا تو اسے آپ نے باکرہ (کنواری) پایا اور اس کا خاوند نامرد تھا۔

امام حکیم ترمذی، ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے الفرج میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ خیر طلب کرو اور اللہ کی رحمت کے جھونکوں کے سامنے آؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جھونکے چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے وہ جھونکے پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ وہ تمہاری شرم گاہوں پر پردہ ڈالے رکھے اور تمہارے خوف کو امن میں بدل دے۔ (2)

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٧﴾

''اور آخرت کا اجر (اس سے) یقیناً بہتر ہے ان کے لیے جو ایمان لے آئے اور تقویٰ اختیار کیے رہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے الحسن سے پوچھا اے ابوسعید! اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا: اے مالک! وہ محارم سے بچتے رہے اور ان کے پیٹ کمر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 11-10 2۔ نوادر الاصول، باب فی طلب الخیر، صفحہ 223، دار صادر بیروت

سے ملے رہے، انہوں نے محارم کو ترک کیا جب کہ ان کے نفس ان کی خواہش کرتے تھے۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۵۸

''اور (ایک روز) آ نکلے برداران یوسف (علیہ السلام) اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے سو آپ نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ آپ کو نہ پہچان سکے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یوسف علیہ السلام کے بھائی جب آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ نہ پہچان سکے۔ بادشاہ کا وہ پیالہ لایا گیا جس میں وہ پانی پیتا تھا وہ آپ کے ہاتھ پر رکھ دیا گیا۔ آپ اسے ٹھوکر مارتے تو وہ بجنے لگ جاتا۔ پھر وہ ٹھوکر مارتے تو وہ بجنے لگ جاتا، یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ جام مجھے تمہارے متعلق خبر دے رہا ہے، کیا تمہارا کوئی علاتی بھائی تھا جس کا نام یوسف تھا، اس کا باپ تمہاری بنسبت اس سے زیادہ محبت کرتا تھا، تم اس کو لے کر گئے تھے اور اسے کنویں میں پھینک دیا تھا اور تم نے اپنے باپ کو خبر دی تھی کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے اور تم اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر لائے تھے۔ برادران یوسف ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور حیران ہو گئے کہ یہ جام تو ان کے متعلق سب کچھ بتا رہا ہے، اسے کہاں سے پتہ چل گیا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے ابی الجلد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا: تمہارا معاملہ مجھے شک میں ڈال رہا ہے، تم مجھے جاسوس لگتے ہو۔ انہوں نے کہا: اے عزیز! ہمارا باپ بوڑھا ہے اور صدیق ہے اور ہم سچے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ انبیاء کے کلام سے دلوں کو زندہ فرماتا ہے جس طرح آسمان کی بارش سے زمین کو زندہ فرماتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں برتن تھا۔ آپ اسے کھٹکھٹا رہے تھے۔ گویا یہ تمہارے متعلق خبر دے رہا ہے کہ تم جاسوس ہو۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت حسن سے پوچھا: کیا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا تھا۔ انہوں نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! انہیں آپ نے نہیں پہچانا حتی کہ انہوں نے آپ کو اپنا تعارف کرایا۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے وہ پیالہ کھٹکھٹایا اور اس نے انہیں بتایا تو ایک بھائی کھڑا ہوا اور عرض کی کہ ہمارا راز فاش نہ فرمائیں۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۵۹ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۶۰ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 192، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 12

لَفٰعِلُوْنَ ۝٦١ وَ قَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٦٢ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا
اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَ
اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝٦٣ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ
مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝٦٤ وَ لَمَّا فَتَحُوْا
مَتَاعَهُمْ وَ جَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ
هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَ نَمِيْرُ اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَا
دُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝٦٥ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى
تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ
مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝٦٦

”سو جب مہیا کر دیا ان کے لیے ان (کی رسد وخوراک) کا سامان تو فرمایا (دوبارہ آؤ) تو لے آنا میرے پاس اپنے پدری بھائی کو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کس طرح پیمانہ پورا بھر کر دیتا ہوں اور میں کتنا بہتر مہمان نواز ہوں اور اگر تم اسے نہ لے آئے میرے پاس تو (سن لو) کوئی پیمانہ تمہارے لیے میرے پاس نہیں ہوگا اور نہ تم میرے قریب آسکو گے وہ بولے ہم ضرور مطالبہ کریں گے اس کے بھیجنے کے متعلق اس کے باپ سے اور ہم ضرور ایسا کریں گے اور آپ نے فرمایا اپنے غلاموں کو کہ (چپکے سے) رکھ دو ان کا سامان (جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا) ان کی خورجیوں میں تاکہ وہ اسے پہچان لیں جب وہ واپس لوٹیں اپنے گھر کے پاس، شاید وہ لوٹ کر آئیں پھر جب واپس لوٹے اپنے باپ کے پاس تو عرض کرنے لگے ہمارے پدر (بزرگوار) روک دیا گیا ہے ہم سے غلہ سو (ازرہ نوازش) بھیجے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی (بن یامین) کو تاکہ ہم غلہ لاسکیں اور ہم یقیناً اس کی نگہبانی کریں گے آپ نے (جواباً) فرمایا کیا میں اعتماد کروں تم پر اس کے بارے میں بجز اس کے جسے میں نے اعتماد کیا تھا تم پر اس کے بھائی کے بارے میں اس سے قبل۔ پس اللہ تعالیٰ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ زیادہ مہربان ہے تمام مہربانی کرنے والوں سے اور جب انہوں نے کھولا اپنا سامان تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا مال انہیں واپس لوٹا دیا گیا ہے (ترغیب دینے کے لیے)۔ کہنے لگ اے ہمارے پدر (محترم) ہم اور کیا چاہتے

ہیں یہ (دیکھیے) ہمارا مال بھی لوٹا دیا گیا ہے ہماری طرف اور (اگر بن یامین ساتھ گیا تو) ہم رسد لائیں گے اپنے اہل خانہ کے لیے اور رکھوالی کریں گے اپنے بھائی کی اور ہم زیادہ لیں گے ایک اونٹ کا بوجھ۔ یہ غلہ بہت تھوڑا ہے آپ نے کہا میں ہرگز نہیں بھیجوں گا اسے تمہارے ساتھ یہاں تک کہ کر دو تم میرے ساتھ وعدہ جو پختہ کیا گیا ہو اللہ کی قسم سے کہ تم ضرور لے آؤ گے میرے پاس اسے مگر یہ کہ تمہیں بے بس کر دیا جائے۔ پس جب وہ لے آئے آپ کے پاس اپنا پختہ وعدہ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو ہم گفتگو کر رہے ہیں اس پر گواہ ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ پانچ سے مراد بنیامین ہے جو یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی تھے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ یعنی، میں مہمان نوازی کرنے والوں میں سے بہتر ہوں۔

امام ابن جریر نے ابن جریج کے حوالہ سے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں مہمان نوازوں میں سے بہتر ہوں۔

ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں مصر کے مہمان نوازوں میں سے بہتر ہوں۔ (2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ لفتیانہ کو لفتیتہ پڑھتے تھے۔ بِضَاعَتَهُمْ سے مراد ان کے اوراق (سکے) ہیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یعقوب اور آپ کے بیٹوں کا مکان عربات میں تھا جو فلسطین کی زمین میں ہے اور شام کی نچلی جانب ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کا مکان ادلاج میں تھا۔ یہ وہ نچلی وادی کی ایک طرف کا علاقہ ہے اور اس کے ہر آدمی کے پاس بکریاں اور اونٹ تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت المغیرہ رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت عبد اللہ رحمہ اللہ کے شاگردوں سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی بنیامین کو بھیجئے ہم اس کے لیے بھی ایک اونٹ غلہ لائیں گے

ابن ابی شیبہ، ابن المنذر نے مغیرہ کے واسطہ سے اصحاب عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَاللّٰهُ خَيْرٌ حِفْظًا پڑھا ہے۔

سعید بن منصور، ابوعبید، ابن المنذر نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ رُدَّتْ اِلَيْنَا کو وہ راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا۔ فرماتے ہیں: اور ہم کیا چاہتے ہیں ہمارے اوراق بھی واپس کر دیئے گئے ہیں اور ہمیں پورا پورا پیمانہ دیا گیا ہے۔ وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ہم ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لائیں گے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 13 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 12 3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 399 دار الصمیعی الریاض
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 400 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 17-16

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر نے مجاہد سے وَ نَزْدَادُ كَیْلَ بَعِیْرٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم گدھے کا بوجھ زیادہ لائیں گے فرماتے ہیں: یہ بھی ایک لغت ہے۔ ابوعبید فرماتے ہیں: یعنی مجاہد فرماتے ہیں بعض لغات میں خمار کو بعیر کہا جاتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِلَّاۤ اَنْ یُّحَاطَ بِكُمْ مگر یہ کہ تم مغلوب ہو جاؤ حتی کہ تمہیں واپسی کی طاقت نہ رہے۔(2)

وَ قَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَ مَاۤ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَ عَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۶۷ وَ لَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۶۸

’’آپ نے کہا اے میرے بچو! (شہر میں) نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے بلکہ داخل ہونا مختلف دروازوں سے اور نہیں فائدہ پہنچا سکتا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کچھ بھی۔ نہیں ہے حکم مگر اللہ تعالیٰ کے لیے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی پر توکل کرنا چاہیے توکل کرنے والوں کو اور جب وہ (مصر میں) داخل ہوئے جس طرح حکم دیا تھا انہیں ان کے باپ نے۔ وہ نہیں فائدہ پہنچا سکتا تھا انہیں اللہ کی تقدیر سے کچھ بھی مگر (یہ احتیاطی تدبیر) ایک خیال تھا نفس یعقوب میں جسے انہوں نے پورا کیا۔ اور بے شک وہ صاحب علم تھے بوجہ اس کے جو ہم نے سکھایا تھا انہیں لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے‘‘۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو بیٹوں پر نظر لگنے کا خطرہ تھا اس لیے انہوں نے علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونے کا حکم فرمایا تھا۔(3)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر نے محمد بن کعب سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے کہ آپ کو ان پر نظر لگنے کا اندیشہ تھا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں اپنے بیٹوں پر نظر کا خوف تھا۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یعقوب کو انہیں نظر لگنے کا خوف تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 17 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 18 عن قتادۃ 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 19 5۔ ایضاً

کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے انتہائی خوبصورت تھے۔ پس آپ کو خطرہ لاحق ہوا کہ انہیں نظر نہ لگ جائے۔ (1)

امام سعید بن منصور، ابن المنذر راور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے متفرق دروازوں سے جانے کا حکم اس لیے دیا کہ یوسف علیہ السلام اپنے بھائی سے خلوت میں ملاقات کر سکیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا فرماتے ہیں اپنے بیٹوں پر آپ کو نظر لگنے کا خوف تھا۔ (3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ۔ یعنی وہ اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اور جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا وہ عالم نہیں ہوتا۔ (4)

وَ لَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّا ذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾

”اور جب پہنچے یوسف کے پاس تو یوسف نے جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو (نیز) اسے فرمایا میں تمہارا بھائی ہوں نہ غم زدہ ہو (ان حرکتوں پر) جو یہ کیا کرتے تھے پھر جب فراہم کر دیا نہیں ان کا سامان (خوراک) تو رکھ دیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 18　　2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 401، دار الصمیعی الریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 20　　4۔ ایضاً

(اپنا) پیالہ اپنے بھائی کی خورجی میں پھر پکارا ایک پکارنے والا اے قافلہ والو! بلاشبہ تم چور ہو (حیرت زدہ ہو کر) وہ بولے درآنحالیکہ وہ ان کی طرف متوجہ تھے کون سی چیز تم نے گم کی ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نے گم کیا ہے بادشاہ کا پیالہ اور وہ شخص جو (ڈھونڈ) لائے گا اسے (بطور انعام) بار شتر (غلہ) دیا جائے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ کہنے لگے خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ ہم (یہاں) اس لیے نہیں آئے کہ فساد برپا کریں زمین میں اور نہ ہی ہم چوری پیشہ ہیں خدام (یوسف) نے کہا پھر اس کی کیا سزا ہے اگر تم جھوٹے ثابت ہو جاؤ انہوں نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں یہ پیالہ دستیاب ہو تو وہ خود ہی اس کا بدلہ ہے۔ اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں ظالموں کو پس تلاشی لینی شروع کی ان کے سامانوں کی یوسف کے بھائی کے سامان کی تلاشی سے پہلے۔ آخر کار نکال لیا وہ پیالہ اس کے بھائی کی خورجی سے۔ یوں تدبیر کی ہم نے یوسف کے لیے نہیں رکھ سکتے تھے یوسف اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون میں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، ہم بلند کر دیتے ہیں درجے جن کے چاہتے ہیں اور ہر صاحب علم سے برتر دوسرا صاحب علم ہوتا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے بنیامین کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اپنے پاس ٹھہرایا۔ فَلَا تَبْتَىٕسْ یعنی تو غم زدہ نہ ہو اور مایوس نہ ہو۔ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جب ان کی حاجت پوری کر دی اور انہیں کھانا ماپ کر دے دیا۔ جَعَلَ السِّقَايَةَ یعنی بادشاہ کا وہ پیالہ جس سے وہ شراب پیتا تھا وہ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ اپنے بھائی کی خورجی میں رکھ دیا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ السِّقَايَةَ سے مراد جام ہے اور ہر وہ چیز جس میں کوئی چیز پی جائے وہ صواع کہلاتی ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سقایہ اور صواع ایک ہی چیز ہے، اس میں حضرت یوسف علیہ السلام پانی پیتے تھے۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری، ابوالشیخ اور ابن مندہ نے غرائب شعبہ میں، ابن مردویہ اور الضیاء نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے: صُوَاعَ الْمَلِكِ سے مراد وہ چاندی کا پیالہ ہے جس میں لوگ پانی پیتے ہیں۔ (3)

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ سقایہ سے مراد صواع ہے اور یہ علماء کے قول کے مطابق سونے کا پیالہ ہوتا تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عیر سے مراد گدھوں کا قافلہ ہے۔ (4)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں اور الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے آپ سے صُوَاعَ الْمَلِكِ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: صواع اس پیالہ کو کہتے ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 23-21، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 23
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 25
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 24

جس میں پانی پیا جاتا ہے۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اس کے معنیٰ کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے الاعشیٰ کا قول نہیں سنا:

لَهٗ دَرْمَكٌ فِیْ رَأْسِهٖ وَ مَشَارِبُ   وَقِدْرٌ وَ طَبَّاخٌ وَصَاعٌ وَدَیْسَقٌ

امام ابن جریر، ابن المنذر، اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صُوَاعَ الْمَلِكِ سے مراد وہ پیالہ ہے جس کی دونوں طرفیں ملی ہوئی ہوتی ہیں اور اس میں عجمی لوگ پانی پیتے ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صُوَاعَ الْمَلِكِ یعنی بادشاہ کا پیالہ چاندی کا تھا۔(2)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ کا پیالہ تانبے کا تھا۔(3)

ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ صُوَاع صاد کے ضمہ اور الف کے ساتھ ہے۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن الانباری نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اسے صَاعَ الْمَلِكِ پڑھتے تھے۔(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ صُوْغَ الْمَلِكِ یعنی غین کے ساتھ پڑھتے تھے فرماتے ہیں وہ سونے یا چاندی کا بنا ہوا تھا اور سقایہ میں وہ پانی پیتا تھا۔

امام ابن الانباری نے ابورجاء سے روایت کیا ہے کہ وہ عین مغیر عجمہ اور صاد مفتوحہ کے ساتھ صُوَاعَ الْمَلِكِ پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عون رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ صاد مضمومہ کے ساتھ صُوْعَ الْمَلِكِ پڑھتے تھے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ صِیَاعَ الْمَلِكِ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حِمْلُ بَعِیْرٍ سے مراد گدھے کا بوجھ ہے اور یہ بھی ایک لغت ہے کہ گدھے کے لیے بَعِیْر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔(6)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے حِمْلُ بَعِیْرٍ سے مراد اونٹ کا بوجھ ہے۔(7)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ میں زَعِیْم سے مراد کفیل ہے۔(8)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، مجاہد، قتادہ اور الضحاک رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(9)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے زَعِیْمٌ سے مراد وہ منادی کرنے والا ہے جس نے ایتھا العیر کہا تھا۔(10)

امام ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ابن عباس سے کہا کہ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس سے مراد کفیل ہے۔ اس کے متعلق فروہ بن مسیک کا قول ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 25 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 26

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 25 5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 403، دار الصمیعی الریاض

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 26 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

9۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 27 10۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 26

اَكُوْنُ زَعِيْمُكُمْ فِيْ كُلِّ عَامٍ   بِجَيْشٍ جَحْفَلٍ لَجِبٍ لُهَامٍ

''یعنی میں تمہارا ہر سال ضامن اور کفیل ہوں لشکر جرار کے مقابلہ میں''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس لیے نہیں آئے کہ زمین میں نافرمانی کریں۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ فرمایا ان کے بارے میں فیصلہ تم دے دو جو چور ہیں۔ انہوں نے کہا جس کی خورجی میں پایا گیا وہی اس کی جزاء ہے۔ یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کے دور میں یہ فیصلہ ہوتا تھا کہ جس نے چوری کی ہے وہ غلام بنالیا جائے اس کا جس کی اس نے چوری کی ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وہ فیصلہ بتایا جو چور کے متعلق ان کے شہر میں کیا جاتا تھا اور وہ یہ تھا کہ چوری کرنے والا غلام بنالیا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ۔ اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں یہ پیالہ دستیاب ہو وہی اس کی جزاء ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ جب بھی کسی کا سامان کھولتا تھا تو اپنے اس فعل پر اللہ سے معافی مانگتا۔ حتی کہ بنیامین کا سامان باقی بچ گیا تو تلاشی لینے والے نے کہا: میں گمان نہیں کرتا کہ اس نے کوئی چیز اٹھائی ہوگی۔ سب نے کہا واقعی یہ ایسا ہے، پس اس نے اس کو سچا سمجھا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ یعنی ہم نے یوسف کے لیے ایسا کیا کیونکہ بادشاہ کے قانون میں وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے(5)۔ الضحاک فرماتے ہیں بادشاہ مصر کا قانون یہ تھا کہ جو کسی کی چوری کرتا تو اس سے چوری شدہ مال بھی لیا جاتا تھا اور اس کی مثل اس کے مال سے مزید لے کر مسروق (جس کی چوری ہو جاتی تھی) کو دیا جاتا تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دِيْنِ الْمَلِكِ سے مراد سلطان الملک ہے یعنی بادشاہ کی سلطنت میں۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ کا یہ قانون نہیں تھا کہ جو چوری کرتا اسے ہی رکھ لیا جاتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے بھائی کے لیے یہ تدبیر فرمائی۔ حتی کہ گفت و شنید ہوئی تو یوسف علیہ السلام نے ان کے اپنے قول کے مطابق بنیامین کو پکڑ لیا۔ یہ بادشاہ کے قانون میں نہیں تھا۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 28
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 33
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 219، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 30
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 32
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 33

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ کے قانون میں چور کو غلام بنانا نہیں تھا۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ کا قانون یہ تھا کہ جو چوری کرے اس سے چوری شدہ مال سے دوگناہ جرمانہ وصول کیا جائے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی خاطر ایسی تدبیر فرمائی۔(3)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے زید بن اسلم کو نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ کی تفسیر کرتے ہوئے سنا کہ ہم علم کے ذریعے جن کے لیے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم کے ذریعے دنیا میں جس کا چاہتا ہے درجہ بلند فرماتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج سے نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ کے تحت روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کو علم عطا کیا گیا تھا پھر ہم نے یوسف علیہ السلام کا درجہ علم میں بلند کر دیا۔(4)

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ فرماتے ہیں: ایک شخص دوسرے سے زیادہ عالم ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ ایک اور علم والا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عالم سے بلند و برتر ہے۔(5)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم ابن عباس کے پاس بیٹھے تھے تو انہوں نے ایک حدیث بیان فرمائی پھر ایک شخص نے کہا وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ابن عباس نے فرمایا: تو نے بری بات کی ہے اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے اور وہی ہر عالم سے بلند علم والا ہے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا، آپ نے اس کا جواب دیا۔ تو اس شخص نے کہا ایسا نہیں، اس کا جواب یہ ہے۔ حضرت علی نے فرمایا تو نے صحیح کہا ہے میں نے خطا کی ہے وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا علم ہر عالم کے علم سے بلند ہے۔(8)

ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک سے زیادہ جاننے والا ہے۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 33-32 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 33 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 34 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 35 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 34
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 35 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً

ابن جریر اور ابوالشیخ نے الحسن سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ ہر عالم سے بلند علم والا ہوتا ہے حتی کہ علم کی انتہاء اللہ تک ہوتی ہے اس سے علم کا آغاز ہوتا اور اسی کی طرف علم لوٹتا ہے، عبداللہ کی قرأت میں فوق کل عالم علیم ہے۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں سے علم میں بلند مرتبہ تھے۔

قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

"بھائی بولے اگر اس نے چوری کی ہے (تو کیا تعجب ہے) بے شک چوری کی تھی اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے۔ پس چھپالیا اس بات کو یوسف نے اپنے جی میں اور نہ ظاہر کیا اسے ان پر، (جی میں) کہا تم بہت بری جگہ ہو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم بیان کر رہے ہو وہ کہنے لگے: اے عزیز! اس کا باپ بہت بوڑھا ہے (اس کی جدائی برداشت نہ کرسکے گا) پس ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ پکڑ لیجئے بے شک ہم تجھے نیکوکاروں سے دیکھتے ہیں آپ نے کہا ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ پکڑ لیں ہم مگر اس کو جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے ورنہ ہم ظالم ہوں گے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ سے ان کی مراد یوسف علیہ السلام تھے۔(2)

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میری معلومات کے مطابق سب سے پہلی مصیبت جو یوسف علیہ السلام پر اتری وہ یہ تھی کہ ان کی پھوپھی اسحٰق کی اولاد میں سب سے بڑی تھی۔ اس کے پاس اسحٰق علیہ السلام کا منطقہ تھا اور وہ وراثت میں بڑے فرد کو دیتے تھے۔ جب یعقوب علیہ السلام کے ہاں یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے تو یوسف علیہ السلام کی پرورش ان کی پھوپھی جان نے کی۔ یوسف علیہ السلام ان کے پاس رہتے تھے۔ جتنی محبت یوسف علیہ السلام سے ان کی پھوپھی کرتی تھی اتنی شاید کسی نے کسی دوسری چیز سے نہ کی ہو۔ جب آپ نے پرورش پائی اور کچھ بڑے ہوئے تو یعقوب علیہ السلام کے دل میں آیا کہ وہ یوسف علیہ السلام کو ان سے لے آئیں۔ وہ اپنی بہن کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ اے بہن! اب یوسف میرے حوالے کردو اللہ کی قسم! میں اب اس سے ایک لمحہ بھی جدا نہیں رہ سکتا،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 35 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 36

بہن نے کہا: اللہ کی قسم میں اس کو نہیں چھوڑوں گی۔ تم اسے کچھ دن میرے پاس رہنے دو۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے صبر کی توفیق دے دے۔ جب یعقوب علیہ السلام چلے گئے تو اس نے اسحق علیہ السلام کا منطقہ یوسف علیہ السلام کے کپڑوں کے نیچے باندھ دیا۔ پھر فرمایا مجھ سے اس کا منطقہ گم ہوگیا ہے۔ تلاش کرو وہ کس نے اٹھایا ہے۔ تلاشی شروع ہوئی تو یوسف کی پھوپھی نے کہا اب گھر والوں کی تلاشی لو، پس انہوں نے تلاشی لی تو وہ یوسف علیہ السلام کے جسم کے ساتھ باندھا ہوا پایا گیا۔ پھوپھی جان نے کہا: اللہ کی قسم! یہ میرے سپرد ہوگا میں جو چاہوں گی اس کے ساتھ کروں گی۔ یعقوب علیہ السلام آئے تو بہن نے یوسف کے متعلق بتایا تو یعقوب علیہ السلام نے کہا: اگر اس نے چوری کی ہے تو یہ جانے اور تم جانو، وہ تمہارے سپرد ہے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کرسکتا۔ پس پھوپھی جان نے آپ کو روک لیا اور یعقوب علیہ السلام ساتھ لے جانے میں کامیاب نہ ہوئے۔ حتی کہ یعقوب علیہ السلام کی بہن کا وصال ہوگیا۔ اسی واقعہ کی طرف یوسف علیہ اسلام کے بھائی اشارہ کررہے ہیں کہ اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی ہے۔(1)

امام ابن المنذر رنے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ نے اپنی خالہ کی سرمہ دانی چرائی تھی۔

امام ابوالشیخ نے عطیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بچپن میں دوسرمچو چوری کیے تھے جو سونے کے بنے ہوئے تھے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یوسف علیہ السلام نے اپنے نانا کا سونے اور چاندی کا بنا ہوا بت چوری کیا پھر اسے توڑ کر راستہ میں پھینک دیا۔ اسی وجہ سے بھائیوں نے آپ پر طعن کیا۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ جو مسلمان تھی انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کہا: اپنے خالو کا وہ بت چوری کرلیں جس کی وہ عبادت کرتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جس چوری کی وجہ سے بھائیوں نے آپ کو مطعون کیا وہ یہ تھی کہ آپ نے اپنے نانا کا بت چوری کیا تھا اور آپ نے اس سے خیر کا ارادہ کیا تھا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام چھوٹے بچے تھے اور اپنی ماں کے ساتھ اپنے خالو کے پاس رہتے تھے۔ آپ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ آپ ایک دفعہ ان کے کنیسہ (عبادت خانہ) میں داخل ہوئے، تو آپ نے دیکھا کہ وہاں چھوٹا سا سونے کا بت موجود تھا۔ آپ نے وہ اٹھالیا۔ اسی کی وجہ سے بھائیوں نے آپ پر طعن کیا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک دستر خوان پر بیٹھے تھے، آپ نے کچھ کھانا اٹھالیا تھا اور اسے صدقہ کردیا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو پیالہ لینے کی وجہ سے کیسے ڈرایا جب کہ آپ پہلے اسے خبر دے چکے تھے کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 38-37 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 37 3۔ ایضاً

اس کے بھائی ہیں۔ تم کہتے ہو کہ یوسف علیہ السلام ان کی فریب کاریوں سے انجان ہی رہے حتی کہ وہ واپس آ گئے؟ وہب بن منبہ نے کہا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کے سامنے نسبی بھائی ہونے کا اعتراف نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ میں تمہارے ہلاک ہونے والے بھائی کے قائم مقام ہوں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے نفس میں چھپا لیا اور ان کے سامنے ظاہر نہ کیا اس بات کو کہ تم بہت بری جگہ ہو اور اللہ جانتا ہے جو تم بیان کر رہے ہو۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تم بری جگہ ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ (2)

امام عبدالرزاق نے المصنف میں حضرت شیبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کی اپنے بھائی سے ملاقات ہوئی تو آپ نے بنیامین سے پوچھا: کیا تم نے میرے بعد نکاح کر لیا تھا؟ بنیامین نے کہا: ہاں! یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں میرے گم ہونے کا غم نہیں تھا۔ بنیامین نے کہا: تمہارے باپ یعقوب علیہ السلام نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ نکاح کر لو، شاید اللہ تعالیٰ تجھ سے اولاد پیدا فرمائے جو افسوس کا اظہار کرتے رہیں یا فرمایا: وہ زمین میں تسبیح کے ساتھ ٹھہرے رہیں۔

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸۰

”پھر جب وہ مایوس ہو گئے یوسف سے تو الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے۔ ان کے بڑے بھائی نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے لیا تھا تم سے وعدہ جو پختہ کیا گیا تھا اللہ کے نام سے اور اس سے پہلے جو زیادتی یوسف کے حق میں تم کر چکے ہو (وہ بھی تمہیں یاد ہے) سو میں تو نہیں چھوڑوں گا اس زمین کو جب تک کہ اجازت نہ دیں مجھے میرے باپ یا فیصلہ فرمائے اللہ تعالیٰ میرے لیے اور وہ تمام فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے“۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب بھائی مایوس ہو گئے اور انہوں نے معاملہ میں یوسف علیہ السلام کی شدت دیکھی۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے خَلَصُوْا نَجِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ علیحدہ ہو گئے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے قَالَ كَبِيْرُهُمْ کے تحت روایت کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 39 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 41 4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 42

ہے کہ وہ شمعون تھا جو پیچھے رہ گیا تھا۔ یہ عقل کے اعتبار سے تمام سے بلند مرتبہ تھا اور عمر کے اعتبار سے بڑا روبیل تھا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ کلام کرنے والا روبیل تھا جس نے بھائیوں کو یوسف علیہ السلام کے قتل سے منع کیا تھا اور یہ عمل میں تمام سے بڑا تھا۔ (2)

ابن المنذر رنے مجاہد سے اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ کے تحت روایت کیا ہے کہ میں تلوار کے ساتھ لڑوں گا حتی کہ میں قتل ہو جاؤں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں میں سے شمعون سخت تھا۔ جب اسے غصہ آتا تھا تو اس کے بال کھڑے ہو جاتے تھے اور بھول جاتا تھا اور اس کا غصہ کسی بات سے ٹھنڈا نہ ہوتا تھا۔ لیکن جب اسے آل یعقوب میں سے کوئی چھو لیتا تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ ایک قصبہ پر حملہ کیا تھا اور تمام اہل قصبہ کو ہلاک کر دیا تھا۔ جب یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو شاہی پیالہ کے چوری کے سلسلے میں پکڑ لیا گیا تو اسے سخت غصہ آیا حتی کہ وہ بھول گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اسے چھو لے۔ پس اس کے چھونے کے ساتھ ہی اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اس نے کہا مجھے آل یعقوب میں سے کسی کا ہاتھ لگا ہے۔

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

"تم لوٹ جاؤ اپنے باپ کی طرف پھر (انہیں یہ) عرض کرو اے ہمارے محترم باپ! بلاشبہ آپ کے بیٹے نے چوری کی (اس لیے وہ گرفتار کر لیا گیا) اور ہم نے (آپ سے) وہی کچھ بیان کیا جس کا ہمیں علم تھا اور ہم نہیں تھے غیب کی نگہبانی کرنے والے اور (اگر آپ کو اعتبار نہ آئے تو) دریافت کیجئے بستی والوں سے جس میں ہم رہے اور (پوچھیے) اس قافلہ سے جس میں ہم آئے اور یقیناً ہم سچ عرض کر رہے ہیں آپ نے (یہ سن کر) کہا بلکہ آراستہ کر دی ہے تمہارے نفسوں نے یہ بات (میرے لیے) اب صبر ہی زیبا ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ لے آئے گا میرے پاس ان سب کو، بے شک وہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے"۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 43 2۔ ایضاً

شخص نہیں جانتا کہ چور ہی چوری کی وجہ سے پکڑ لیا جاتا ہے مگر تمہاری بات سے ہی اسے علم ہوا ہوگا، بیٹوں نے کہا: ہم نے وہی کچھ بیان کیا جس کا ہمیں علم تھا۔ ہم نے جو یہ بیان کیا ہے کہ چور کو چوری کی وجہ سے پکڑ لیا جاتا ہے تو ہم جانتے تھے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص ان کی گواہی لکھے۔ پھر جب ان سے گواہی طلب کی جاتی تھی تو وہ گواہی دیتے تھے اور یہ آیت پڑھتے تھے وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ چوری کرے گا۔ (2)

ابن ابی جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کا بیٹا چوری کرے گا۔ (3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ انہوں نے کہا کہ ہم گمان بھی نہیں کرتے تھے کہ تمہارا بیٹا چوری کرے گا۔ (4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ سْـَٔلِ الْقَرْيَةَ کے تحت روایت کیا ہے کہ الْقَرْيَةَ سے مراد مصر ہے۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا میں ھم ضمیر کا مرجع یوسف، بنیامین اور روبیل ہے۔ (5)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ھم ضمیر کا مرجع یوسف، اس کا بھائی (بنیامین) اور ان کا بڑا بھائی ہے جو پیچھے رہ گیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے چوری کے سبب اپنے بھائی کو روک لیا تھا تو یعقوب علیہ السلام نے ان کی طرف یہ خط لکھا:

حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام کی طرف سے یوسف عزیز فرعون کی طرف حمد وثناء کے بعد ہم اہل بیت مصیبت میں مبتلا کئے گئے ہیں۔ میرا باپ ابراہیم اللہ کی رضا کی خاطر آگ میں ڈالا گیا تو اس نے صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنا دیا۔ میرا باپ اسحٰق اللہ کی رضا کے لیے ذبح ہونے کے لیے پیش کیا گیا تو اس نے صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ ایک عظیم دنبہ فدیہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمائی تھی۔ پھر اس نے یہ نعمت مجھ سے واپس لے لی۔ پس میرے غم نے میری آنکھیں ضائع کر دی ہیں اور میرا گوشت میری ہڈیوں پر خشک ہو گیا ہے، اب نہ میری رات، رات ہے اور نہ میرا دن دن ہے اور وہ قیدی جو آپ کے ہاتھ میں ہے جس پر چوری کا دعویٰ کیا گیا ہے میرے پہلے بچے کا حقیقی بھائی ہے۔ میں جب یوسف کی گمشدگی پر اظہار افسوس کرتا تو میں اپنے اس بیٹے کو قریب بلاتا پھر اس سے میرے غم اور پریشانی میں کچھ تخفیف ہو جاتی اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے اسے چوری کے سبب قید کیا ہے۔ اسے چھوڑ دے، میں نے چور نہیں جنم دیا اور نہ یہ چور ہے۔ والسلام۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 45 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 46 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 47

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالجلد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف کو بھائی نے کہا: اے عزیز! میرا ایک بھائی تھا وہ تم سے انتہائی مشابہت رکھتا تھا، وہ گویا سورج کی طرح تھا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: یعقوب علیہ السلام کے معبود سے سوال کر کہ وہ تیرے بچپن پر رحم کرے اور تیرا بھائی تجھے لوٹا دے۔

وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰۤاَسَفٰى عَلٰى یُوْسُفَ وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِیْمٌ۝

''اور پھر منہ پھیر لیا آپ نے ان کی طرف سے اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور سفید ہوگئیں ان کی دونوں آنکھیں غم کے باعث اور وہ اپنے غم کو ضبط کیے ہوئے تھے''۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے یٰۤاَسَفٰى سے مراد ہے (یعنی ہائے افسوس) (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت یا جزعاً کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ (3)

امام ابوعبید، ابن سعید، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت یونس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب سعید بن الحسن کا وصال ہوا تو الحسن نے ان پر بہت زیادہ غم کا اظہار کیا، حضرت حسن سے اس بارے بات ہوئی تو انہوں نے فرمایا: میں نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام پر حزن وغم کا اظہار کرنے کی وجہ سے عیب لگایا ہو۔

امام عبداللہ بن احمد (نے روائد الزہد میں)، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام کی یعقوب علیہ السلام سے جدائی کی مدت اسی سال ہے اور اس عرصہ میں کبھی یعقوب علیہ السلام سے غم دور نہ ہوا، ہر وقت آپ کے رخساروں پر آنسو بہتے رہتے تھے اور ہمیشہ روتے رہتے حتی کہ آپ کی آنکھیں ضائع ہوگئیں، اللہ کی قسم! سطح زمین پر اس وقت اللہ کی بارگاہ میں یعقوب سے بڑا خلیفہ کوئی نہ تھا۔ (4)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس امت کے سوا کسی کو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ: 156) کا کلمہ عطا نہیں کیا گیا اگر کسی کو عطا کیا گیا ہوتا تو یعقوب علیہ السلام کو عطا کیا جاتا یوسف علیہ السلام پر اظہار افسوس کرتے ہوئے آپ کہتے یٰۤاَسَفٰى عَلٰى یُوْسُفَ۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الاحنف بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: داؤد علیہ السلام نے کہا تھا اے میرے پروردگار! بنی اسرائیل تجھ سے ابراہیم، اسحق اور یعقوب علیہ السلام کے واسطہ سے دعا مانگتے ہیں، مجھے ان کے لیے چوتھا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ ابراہیم علیہ السلام کو میری وجہ سے آگ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 48 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 49 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 48
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 60 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 49

ڈالا گیا تو اس نے صبر کیا، ایسی تکلیف تمہیں تو نہیں پہنچی، اسحق علیہ السلام نے میرے سبب اپنے نفس کی قربانی پیش کی اور صبر کیا تمہیں تو ایسی تکلیف نہیں پہنچی اور یعقوب علیہ السلام سے میں نے اس کا محبوب لے لیا تھا حتی کہ غم کی وجہ سے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئی تھیں اس پر انہوں نے صبر کیا اور ایسی تکلیف تجھے تو نہیں پہنچی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کَظِیْمٌ کا معنی حزین ہے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق نے ان سے فَهُوَ كَظِيْمٌ کا معنی پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا المغموم۔ پھر بطور دلیل قیس بن زہیر کا یہ شعر پڑھا ہے۔

فَإِنْ اَكُ كَاظِمًا لِمُصَابِ شَاسٍ　　فَإِنِّي الْيَوْمَ مُنْطَلِقٌ لِسَانِي

''اگر میں مصیبت زدہ کی وجہ سے مغموم ہوں تو آج میں اپنی زبان کو کھولنے والا ہوں''۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ کَظِیْمٌ کا معنی غم کو ضبط کرنے والا ہے۔(1)

امام ابن المبارک، عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فَهُوَ كَظِيْمٌ کا معنی یہ ہے کہ وہ غم پر ضبط کیے ہوئے تھے۔ انہوں نے خیر کے سوا کوئی کلمہ زبان پر نہ لایا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ اپنے غم کو اپنے اندر ہی لوٹاتے رہے اور کوئی برا کلمہ نہ بولا۔(2)

ابن جریر، ابن المنذر نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے کہ فَهُوَ كَظِيْمٌ کا معنی فَهُوَ مَكْرُوْبٌ (مصیبت زدہ) ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بھی کَظِیْمٌ کا معنی مکروب روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ضحاک سے کَظِیْمٌ کا معنی مغموم روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی مکمود روایت کیا ہے (جس کا معنی مغموم ہے)۔(5)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کَظِیْمٌ وہ ہوتا ہے جو بات نہیں کرتا اور غم کی اس انتہا کو پہنچا ہوتا ہے کہ لوگوں سے بات تک نہیں کرتا۔(6)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت بن ابی سلیم سے روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے اسے پہچان لیا اور کہا: اے اللہ تعالیٰ کے معزز فرشتے! کیا تجھے یعقوب علیہ السلام کے متعلق بھی کوئی علم ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں۔ یوسف نے پوچھا ان کی کیا حالت ہے؟ جبریل نے کہا: تیری جدائی کے غم کی وجہ سے ان کی آنکھیں سفید ہوگئی ہیں۔ یوسف نے پوچھا: ان کو کتنا غم لاحق ہوا ہے؟ جبریل نے کہا: جتنا ان ستر ماؤں کو ہوتا ہے جن کے بچے فوت ہوگئے ہوتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا: کیا اس پر ان کے لیے کوئی اجر بھی ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں سو شہیدوں کا اجر ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 49　2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 50　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً　6۔ ایضاً　7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 58

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت لیث رحمہ اللہ کے طریق سے ثابت بنانی سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم کے طریق سے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ جبریل امین یوسف علیہ السلام کے پاس مصر میں انسانی شکل میں آئے۔ یوسف علیہ السلام نے انہیں دیکھ کر پہچان لیا۔ آپ اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور کہا: اے پاکیزہ خوشبو والے، اے پاکیزہ لباس والے، اے بارگاہ رب العزت کے معزز و مکرم فرشتے! کیا تجھے یعقوب علیہ السلام کے متعلق کچھ علم ہے جبریل نے کہا ہاں، یوسف نے پوچھا: وہ کیسے ہیں؟ جبریل نے کہا: ان کی آنکھیں ضائع ہو گئی ہیں، یوسف نے پوچھا: ان کی آنکھیں کس وجہ سے ضائع ہوئی ہیں؟ جبریل نے کہا: تیری جدائی کے غم کی وجہ سے۔ یوسف نے پوچھا: اس پر انہیں کیا اجر ملے گا؟ جبریل نے کہا: ستر شہداء کا اجر ملے گا۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی جعفر سے روایت کیا ہے: جبریل امین یوسف علیہ السلام کے پاس قید خانہ میں گئے تو یوسف علیہ السلام نے ان سے پوچھا: اے جبریل! میرے باپ کو کتنا غم لاحق ہوا ہے؟ جبریل نے کہا: ایسی ستر عورتوں کا غم جن کے بچے فوت ہو گئے ہوں۔ پوچھا: ان کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر کیا ہے؟ فرمایا سو شہیدوں کا اجر ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت خلف بن حوشب رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب جبریل امین قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو جبریل نے پوچھا: اے صدیق! کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ یوسف علیہ السلام نے کہا: میں ایسی پاکیزہ صورت دیکھ رہا ہوں، پاکیزہ خوشبو محسوس کر رہا ہوں جو خطا کاروں کی خوشبو کے مشابہ نہیں ہے۔ جبریل نے کہا: میں رسول رب العالمین ہوں، میں الروح الامین ہوں۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا: تجھے اس مجرموں کے مدخل میں کس نے داخل کیا ہے؟ تو تو پاکیزہ لوگوں میں سے پاکیزہ ترین ہے، تو تو مقربین کا سردار ہے رب العالمین کا امین ہے۔ جبریل نے کہا: اے یوسف! تجھے علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ گھروں کو انبیائے کرام کی پاکیزگی کی وجہ سے پاک فرماتا ہے اور وہ زمین جس میں تم داخل ہوتے ہو وہ پاکیزہ ترین زمین ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے قید خانہ اور اس کے ماحول کو سب پاکیزہ لوگوں میں سے پاکیزہ ترین اور پاکیزہ لوگوں کے بیٹے کے ذریعے پاک کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی طہارت اور آپ کے صالح اور مخلص آباء کی طہارت کی وجہ سے پاک کرتا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: تو مجھے صدیقین کے اسماء کے ساتھ کیسے یاد کرتا ہے اور تو مجھے مخلصین میں کیسے شمار کر رہا ہے جب کہ میں مجرموں کی جگہ میں داخل ہوں اور میں ضالین اور مفسدین کا نام دیا گیا ہوں؟ جبریل نے کہا: آپ کا دل غم سے دوچار نہیں ہوا اور نہ آپ کی حریت غلامی سے بدلی ہوئی ہے اور نہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی میں اپنی مالکن کی اطاعت کی تھی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرا نام صدیقین کے نام کے ساتھ رکھا ہے اور تجھے تیرے صالح بزرگوں کے ساتھ ملا دیا ہے، یوسف علیہ السلام نے پوچھا: کیا تجھے یعقوب کے بارے کچھ علم ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر جمیل کی توفیق بخشی ہے اور انہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 58 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 59

غم میں مبتلا کیا تو وہ اپنے غم پر ضبط کیے ہوئے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا: ان کے غم کی حد کیا ہے؟ جبریل نے کہا: ستر ایسی عورتیں جن کے بچے فوت ہو گئے ہوں، یوسف نے پوچھا: انہیں اجر کیا ملے گا؟ جبریل نے کہا: سو شہیدوں کا۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبریل امین قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس آئے، سلام عرض کیا، تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اے بارگاہ رب کے مکرم فرشتے! اے پاک خوشبو والے! اے طاہر لباس والے! کیا تجھے یعقوب علیہ السلام کے متعلق کچھ علم ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، یوسف علیہ السلام نے پوچھا ان کا غم کتنا شدید ہے اور انہیں اس پر اجر کتنا ملے گا۔ جبریل نے کہا: ان کا غم ستر ایسی عورتوں کے غم کے برابر ہے جن کی اولاد فوت ہو گئی ہو۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا: کیا میری ان سے ملاقات ہوگی؟ جبریل نے کہا ہاں۔ اس سے یوسف علیہ السلام خوش ہوئے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا کتنا غم تھا؟ فرمایا: جتنا ستر ایسی عورتوں کو ہوتا ہے جن کے بچے فوت ہو گئے ہوں۔ پوچھا گیا: ان کا اجر کتنا ہے؟ فرمایا: سو شہیدوں کا۔ انہوں نے دن یا رات میں کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق برا گمان نہ کیا۔(3)

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

''بیٹوں نے عرض کی بخدا آپ ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں یوسف کو کہیں بگڑ نہ جائے آپ کی صحت یا آپ ہلاک نہ ہو جائیں آپ نے فرمایا: میں تو شکوہ کر رہا ہوں اپنی مصیبت اور اپنے دکھوں کا خدا کی بارگاہ میں اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہتے ہیں (4) حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا فرمایا غم و اندوہ کی وجہ سے جو مرض لگ جاتی ہے اسے حرض کہتے ہیں اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ یا آپ مرنے والوں میں سے نہ ہو جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہتے ہیں اور اس کی محبت تمہارے دل سے کمزور نہیں ہوتی حتی کہ آپ بوڑھے ہو جائیں گے یا وصال کر جائیں گے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الحرض کا معنی پرانی اور بوسیدہ چیز اور الْهٰلِكِيْنَ سے مراد المیتین (مرنے والے) ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 59
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 60
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 57
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 51
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 55-51
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 56-55

امام ابن الانباری اور الطستی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا: آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

لَعَمْرُكَ لَا تَفْتَأُ تَذْكُرُ خَالِداً وَقَدْ غَالَهُ مَاغَالَ تُبَّعٌ مِنْ قَبْلُ

''میری عمر کی قسم! تو خالد کو ہمیشہ یاد کرتا ہے حالانکہ اس نے ایسا ہی دھوکہ کیا ہے جیسے اس سے پہلے تبع نے دھوکا کیا تھا''۔

پھر حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: شدت درد کی وجہ سے ہلاکت کے قریب ہونا، نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

اَمِنْ ذِكْرِ لَيْلَى اَنْ نَاتْ قَرْيَةُبِهَا كَاَنَّكَ حَمٌ لِلَا طِبَّاءِ مُحْرِضُ

امام ابن جریر نے طلحہ بن مصرف الایامی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تین چیزوں کا ذکر نہ کر اور ان کے ذکر سے اجتناب کر۔ اپنی مرض کا شکوہ نہ کر اپنی مصیبت کا شکوہ نہ کر اور اپنی خود تعریف نہ کر۔ فرماتے ہیں: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے پاس ان کا پڑوسی گیا تو اس نے کہا: اے یعقوب کیا وجہ ہے کہ میں تجھے نحیف و کمزور دیکھ رہا ہوں حالانکہ آپ ابھی تک اپنے باپ کی عمر کو نہیں پہنچے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: میری یہ کیفیت اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یوسف علیہ السلام کے غم کی وجہ سے آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے یعقوب! تو میری شکایت میری مخلوق کے پاس کرتا ہے۔ حضرت یعقوب نے عرض کی: اے میرے پروردگار! مجھ سے غلطی ہوئی ہے مجھے معاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ اس کے بعد جب بھی آپ سے پوچھا جاتا تو آپ کہتے اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ میں تو اپنی مصیبت اور دکھوں کا شکوہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرتا ہوں۔ (1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر نے مسلم بن یسار سے روایت کیا ہے اور وہ اس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ فرمایا: جس نے مصیبت کا شکوہ کیا اس نے صبر نہیں کیا پھر یہ آیات تلاوت فرمائی اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔ (2)

امام ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیکی کے خزانوں میں سے ہے صدقہ کا چھپانا، مصائب اور امراض کو چھپانا اور جس نے دکھ کا اظہار کیا اس نے صبر نہیں کیا۔ (3)

بیہقی نے ایک اور طریق سے علاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیکی کے خزانوں میں سے ہے صدقہ کا چھپا کر دینا، مصیبت کا چھپائے رکھنا اور مرض کو پوشیدہ رکھنا۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا پر غم کرتے ہوئے صبح کی۔ اس نے اپنے رب پر ناراض ہوتے ہوئے صبح کی۔ اور جس نے اپنے اوپر نازل شدہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 58 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 60

3۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 215، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ ایضاً

مصیبت کا شکوہ کرتے ہوئے صبح کی وہ اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے والا ہے، جو شخص کسی مال دار کے سامنے اس لیے جھکا تا کہ اس سے دنیا حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کے دوثلث ضائع فرما دیتا ہے اور جسے قرآن کی نعمت عطا کی گئی اور پھر دوزخ میں داخل ہوا تو اللہ نے اسے محروم کر دیا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ایسی روایت نقل کی ہے اور اسے ضعیف کہا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تین چیزیں سارے معاملے کی اصل ہیں: تو اپنی مصیبت کی شکایت نہ کر، اپنی تکلیف کو بیان نہ کر اور اپنی زبان سے اپنی تعریف نہ کر۔(2)

احمد نے الزہد میں اور بیہقی نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے تورات میں یہ چار سطور اکٹھی لکھی ہوئی پائی ہیں: جو اپنی مصیبت کی شکایت کرتا ہے اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے، جو کسی غنی کے لیے جھکتا ہے اس کے دین کا دوثلث ضائع ہو جاتا ہے اور جو اس چیز پر پریشان ہوا جو کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے رب کے فیصلہ سے ناراض ہوتا ہے، جو کتاب اللہ کو پڑھتا ہے اور پھر یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ اسے معاف نہیں کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے استہزاء کرتا ہے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو پھر تین دن اس کا اظہار نہ کرے اور کسی کے سامنے شکایت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر رحمت فرماتا ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد (الزہد میں) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے بڑھاپے کی وجہ سے ان کے ابرو آنکھوں پر چھا گئے تھے، وہ انہیں کپڑے کے ساتھ اوپر اٹھائے رکھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کی یہ کیفیت کیوں ہے؟ فرمایا زمانے کی طوالت اور غموں کی کثرت کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے یعقوب! کیا تو میری شکایت کرتا ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے عرض کی: یارب! مجھ سے یہ خطا ہوئی ہے مجھے معاف فرما دے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن عربی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یعقوب علیہ السلام پر جب یوسف علیہ السلام کی جدائی کا غم طویل ہو گیا اور آپ کی آنکھیں غم کی وجہ سے ضائع ہو گئیں تو بیمار پرسی کرنے والے آپ کے پاس آتے اور کہتے: السلام علیک یا نبی اللہ! تم کیسے ہو؟ آپ فرماتے: بوڑھا آدمی ہوں، آنکھیں ختم ہو چکی ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے یعقوب! تو نے میری اپنے تیمارداروں کے سامنے شکایت کی ہے؟ عرض کی: اے میرے پروردگار! مجھ سے یہ خطا ہوئی ہے، آئندہ کبھی ایسا نہ ہوگا۔ اس کے بعد آپ ہمیشہ یہی کہتے تھے **اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ** میں اپنے دکھوں اور حزن کا شکوہ اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہوں۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 213، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ کتاب الزہد، باب زہد ابی الدرداء، صفحہ 178، بیروت

3۔ ایضاً، باب زہد یوسف علیہ السلام، صفحہ 108

4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 215

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 58

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَثِّیْ کا معنی هَمِّیْ (غم) روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے بَثِّیْ کا معنی حاجتی روایت کیا ہے(2)۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے تحت یہ بھی روایت کیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کا خواب سچا تھا اور میں اس کو سجدہ کروں گا۔(3)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر کے رونے کی آواز سنی جب کہ صبح کی نماز میں میں آخری صف کے اندر تھا۔ آپ یہ آیات پڑھ رہے تھے اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ۔(4)

امام عبدالرزاق اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ بن ابی وقاص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی تو انہوں نے سورۂ یوسف تلاوت فرمائی۔ جب آپ یوسف علیہ السلام کے ذکر پر پہنچے تو رونے لگے حتی کہ میں نے ان کے رونے کی آواز سنی جب کہ میں آخری صف میں تھا۔(5)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بتایا گیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام پر جب بھی کوئی سخت مصیبت نازل ہوئی تو آپ نے مصیبت کے بعد اللہ تعالیٰ پر اچھا گمان کیا۔(6)

امام ابن المنذر نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے عرض کی یا رب تو نے میرا بچہ بھی لے لیا، تو نے میری آنکھیں بھی لے لیں! ارشاد فرمایا بلی (کیوں نہیں) لیکن میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں تجھ پر رحم کروں گا اور تیری بینائی اور تیرا بچہ تجھ پر لوٹا دوں گا۔ میں نے تجھے اس مصیبت سے آزمایا ہے۔ کیونکہ تو نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا پھر اسے بھونا تھا۔ تیرے پڑوسی نے اس کی خوشبو محسوس کی تھی لیکن تو نے اسے وہ پیش نہیں کیا تھا۔

امام اسحق بن راہویہ نے اپنی تفسیر میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج بعد الشدۃ میں، ابن حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابوالشیخ، الحاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یعقوب علیہ السلام کا ایک منہ بولا بھائی تھا۔ اس نے ایک دن آپ سے کہا: اے یعقوب، کس چیز نے تیری آنکھیں ضائع کر دی ہیں؟ اور کس چیز نے تیری کمر دوہری کر دی ہے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: یوسف پر رونے کی وجہ سے میری آنکھیں ضائع ہوگئی ہیں اور بنیامین کی جدائی کے غم نے میری کمر ٹیڑھی کر دی ہے۔ اس وقت جبریل امین آئے اور کہا: اے یعقوب! اللہ تعالیٰ تمہیں سلام دیتا ہے اور کہا ہے تجھے حیا نہیں آتی کہ تو میرا شکوہ غیروں کے پاس کرتا ہے؟ یعقوب علیہ السلام نے کہا اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ۔ "میں اپنے دکھ اور درد کا اظہار اللہ تعالیٰ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 56
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 57
3۔ ایضاً
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 405، دارالصمیعی الریاض
5۔ مصنف عبدالرزاق، باب القراءۃ فی العشاء، جلد 2، صفحہ 111، بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 57

WWW.NAFSEISLAM.COM

بارگاہ میں کرتا ہوں“۔ جبریل نے کہا: اے یعقوب! اللہ تعالیٰ تیرے شکوہ و شکایت کو جانتا ہے پھر یعقوب علیہ السلام نے کہا: کیا تو بڑے سے آدمی پر رحم نہیں کرتا تو نے اس کی آنکھیں سلب کر لی ہیں اور میری پیٹھ دوہری کر دی ہے، میرے دونوں پھول مجھ پر لوٹا دے تا کہ میں موت سے پہلے انہیں سونگھ لوں، پھر تو جو چاہے میرے ساتھ کر۔ جبریل امین پھر آپ کے پاس آئے اور کہا: اے یعقوب! اللہ تعالیٰ تمہیں سلام کہتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ تو خوش ہو اور تیرا دل مسرور ہو میری عزت کی قسم! اگر تیرے دونوں بیٹے مردہ بھی ہوتے تو میں انہیں زندہ کر دیتا، پس تو مساکین کے لیے کھانا تیار کر کیونکہ میرے محبوب بندے انبیاء اور مساکین ہیں۔ تجھے معلوم ہے میں نے تیری آنکھیں کیوں سلب کی ہیں اور تیری پیٹھ کیوں دوہری کی ہے اور یوسف کے بھائیوں نے یوسف کے ساتھ جو کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے ایک بکری ذبح کی تھی پھر تمہارے پاس ایک روزہ دار مسکین آیا تھا تو تم نے اسے اس گوشت سے کچھ نہ دیا تھا۔ پھر یعقوب علیہ السلام جب صبح کا کھانا کھانے لگتے تو ندا دینے والے کو حکم دیتے کہ وہ یہ ندا لگائے جو مسکین صبح کا کھانا کھانا چاہتا ہو وہ یعقوب کے ساتھ کھانا کھائے اور جب روزے سے ہوتے تو ندا کرواتے کہ جو مساکین میں سے روزہ دار ہو اسے یعقوب کے ساتھ افطار کرنا چاہیے۔ (1)

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَ اَخِيْهِ وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۷

”اے میرے بیٹو! جاؤ اور سراغ لگاؤ یوسف کا اور اس کے بھائی کا اور مایوس نہ ہو جاؤ رحمت الٰہی سے بلاشبہ مایوس نہیں ہوتے رحمت الٰہی سے مگر کافر لوگ“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن عربی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو چوبیس سال تک معلوم نہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں یا مردہ ہیں حتی کہ آپ کے پاس ملک الموت آئے تو آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ ملک الموت نے کہا: میں موت کا فرشتہ ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: میں تجھے یعقوب کے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے یوسف علیہ السلام کی روح قبض کر لی ہے؟ ملک الموت نے کہا: نہیں۔ اس وقت آپ نے یہ کہا: يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا الخ۔ پس برادران یوسف مصر کی طرف نکلے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے انتہائی نرم گفتگو کی: کہنے لگے: اے عزیز! پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو مصیبت۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں روح اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادگی سے مایوس نہ ہو جاؤ، اس نے تم سے وہ غم دور کیا جس میں تم گرفتار تھے۔ (4)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 379، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 61 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلَیۡهِ قَالُوۡا یٰۤاَیُّهَا الۡعَزِیۡزُ مَسَّنَا وَ اَهۡلَنَا الضُّرُّ وَ جِئۡنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزۡجٰىةٍ فَاَوۡفِ لَنَا الۡكَیۡلَ وَ تَصَدَّقۡ عَلَیۡنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَجۡزِی الۡمُتَصَدِّقِیۡنَ ﴿۸۸﴾

''پھر جب وہ گئے (یوسف علیہ السلام) کے پاس تو انہوں نے عرض کی: اے عزیز! پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو مصیبت اور (اس مرتبہ) ہم لے آئے ہیں حقیری پونجی۔ پس پورا ناپ کر دیں ہمیں پیمانہ اور (اس کے علاوہ) ہم پر خیرات بھی کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیک بدلہ دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو''۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الضُّرُّ سے مراد معاشی تنگ دستی ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بِبِضَاعَةٍ مُّزۡجٰىةٍ سے مراد کھوٹے سکے ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بِبِضَاعَةٍ مُّزۡجٰىةٍ کا مطلب پرانا مال، پرانی رسیاں، بورے وغیرہ لیا ہے۔(2)

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِبِضَاعَةٍ مُّزۡجٰىةٍ سے مراد کھوٹے ردی سکے ہیں جو خرچ نہیں کیے جاتے حتی کہ پھینک دیئے جاتے ہیں۔(3)

سعید بن منصور، ابن المنذر، ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ بِبِضَاعَةٍ مُّزۡجٰىةٍ سے مراد کھوٹے دراہم ہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِبِضَاعَةٍ مُّزۡجٰىةٍ سے مراد کھوٹے دراہم ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور عکرمہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ایک نے اس کا معنی ناقصہ اور دوسرے نے فلوس ردیہ کیا ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن الحارث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد دیہاتیوں کا سامان ہے مثلاً اون اور گھی۔(6)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابوصالح سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حبۃ الخضراء، صنوبر اور روئی ہے۔(7)

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اونٹنیاں اور کمزور گائیں ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت ضحاک سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد کھوٹے سکے ہیں۔(8)

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد کم آمدنی والے کا ستو ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 63 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 406، دارالصمیعی الریاض 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 63 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 64
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 63 8۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 65

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پیائش کرنے والے کی اجرت کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ مشتری (خریدنے والا) سے لی جائے گی؟ مالک نے فرمایا: میرے دل میں جو درست بات آئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ بائع پر ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا تھا: فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا، تو کیل کرکے دینے والے یوسف علیہ السلام تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان سے پوچھا گیا کیا نبی کریم ﷺ سے پہلے انبیاء کرام میں سے کسی پر صدقہ حرام کیا گیا تھا؟ سفیان نے فرمایا: کیا تم نے یہ ارشاد نہیں سنا فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انبیاء کرام صدقہ نہیں کھاتے تھے۔ چونکہ ان کے دراہم کھوٹے تھے جو لوگوں میں مروج نہ تھے تو انہوں نے یوسف علیہ السلام سے عرض کی: ہم سے درگزر کرو اور ہمارے دراہم کھوٹا ہونے کی وجہ سے قیمت کے اعتبار سے کم نہ سمجھو۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا بھائی ہمیں واپس کردے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ مجھ پر صدقہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ پر جنت صدقہ کرے گا۔ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: تجھ پر افسوس! اللہ تعالیٰ صدقہ نہیں کرتا بلکہ وہ صدقہ کرنے والوں کو جزاء دیتا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنی دعا میں کہے: اے اللہ! مجھ پر صدقہ فرما؟ مجاہد نے فرمایا: ہاں مکروہ ہے، صدقہ تو وہ کرتا ہے جسے ثواب مطلوب ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ثابت البنانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب کے بیٹوں سے کہا گیا: مصر میں ایک شخص ہے جو مسکین کو کھانا کھلاتا ہے اور یتیم کو جھولی بھر کر دیتا ہے۔ برادران یوسف نے کہا: وہ ہمارے اہل بیت سے ہوسکتا ہے۔ پس جب انہوں نے دیکھا تو وہ یوسف بن یعقوب تھے۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِيْ ؗ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

''آپ نے پوچھا کیا تمہیں علم ہے جو سلوک تم نے کیا یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ جب تم نادان تھے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 66 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 67

(سراپا حیرت بن کر) کہنے لگے کیا (سچ مچ) آپ ہی یوسف ہیں؟ فرمایا (ہاں) میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ بڑا کرم فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر۔ یقیناً جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے (وہ آخر کار کامیاب ہوتا ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا''۔

امام ابوالشیخ نے الاعمش سے روایت کیا ہے یحییٰ بن وثاب نے ایک ہمزہ کے ساتھ اِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ پڑھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ کی قرأت اس طرح تھی اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَا اَخِيْ يعنی بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ قُرْبِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو زنا سے بچے اور کنوارہ رہنے پر صبر کرے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلی کتاب میں لکھا ہوا تھا کہ حاسد حسد سے سوائے اپنے نفس کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا تا وہ حسد کی وجہ سے نقصان دینے والا نہیں ہے اور حاسد کا حسد اس میں ہی کمی کرتا ہے۔ اور جس سے حسد کیا گیا ہو جب وہ صبر کرتا ہے تو اللہ اسے اس کے صبر کی وجہ سے نجات دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

''بھائیوں نے کہا: خدا کی قسم! بزرگی دی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر اور بے شک ہم ہی خطا کار تھے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: یہ کلام انہوں نے اس وقت کیا جب یوسف علیہ السلام نے انہیں اپنا تعارف کرایا وہ ایک حلیم الطبع شخص سے ملے جس نے اپنے کسی دردو الم کا اظہار نہیں کیا تھا اور نہ انہیں ان کے اعمال پر سرزنش کی تھی۔ (1)

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾

''آپ نے فرمایا نہیں کوئی گرفت تم پر آج کے دن۔ معاف فرمادے اللہ تعالیٰ تمہارے (قصوروں) کو اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے لے جاؤ میرا یہ پیرہن، پس ڈالو اسے میرے باپ کے چہرے پر وہ بینا ہو جائیں گے اور (جاکر) لے آؤ میرے پاس اپنے سب اہل وعیال کو''۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَا تَثْرِيْبَ کا مطلب ہے آج تمہیں کوئی عار نہیں دلائی جائے گی، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے اس کا معنی لَا اِبَاءَ (کوئی انکار نہیں) روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 69

امام ابوالشیخ نے حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تھا تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ تم کیا گمان کرتے ہو؟ تمام لوگوں نے کہا: تو کریم چچا کا بیٹا ہے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تم پر کوئی گرفت نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف فرمائے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپ ﷺ منبر پر چڑھے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اے اہل مکہ تم کیا گمان کرتے ہو؟ تم کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا ہم بہتر گمان کرتے ہیں اور بہتر کہتے ہیں تو کریم چچا کا بیٹا ہے تجھے قدرت دی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تو وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے کہا تھا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، الخ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر کعبہ کے پاس آئے، دروازے کی دونوں طرف کو پکڑ کر فرمایا: تم کیا کہتے ہو اور تم کیا گمان کرتے ہو؟ سب نے کہا: تو ہمارے بھائی کا بیٹا ہے اور حلیم و رحیم چچا کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے کہا تھا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، الخ۔ پس لوگ اس طرح نکلے جیسے قبروں سے اٹھے ہیں پھر وہ اسلام میں داخل ہو گئے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حاجات کا طلب کرنا نوجوان سے آسان ہوتا ہے جب کہ بوڑھوں سے طلب کرنا مشکل ہوتا ہے، کیا تم نے یوسف علیہ السلام کا یہ قول نہیں پڑھا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اور یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ''عنقریب میں مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اپنے رب سے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے یوسف علیہ السلام کے عفو و کرم جیسا عفو و کرم کبھی نہیں سنا۔

امام حکیم ترمذی اور ابوالشیخ نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو معاملہ درپیش آیا اس کی بابت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو خط لکھا جب کہ آپ جانتے نہ تھے کہ وہ یوسف کو خط لکھ رہے ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم کی طرف سے آل فرعون کے عزیز کی طرف۔ تم پر سلام ہو۔ میں تعریف کرتا ہوں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ حمد و ثنا کے بعد! ہم اہل بیت ہیں اسباب بلاء نے ہمیں گھیر لیا ہے میرا دادا ابراہیم خلیل اللہ جسے اللہ کی طاعت میں آگ کے اندر پھینکا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر وہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی کر دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کو حکم دیا تھا کہ وہ میرے دادا کو ذبح کرے پھر اس کی جگہ اللہ تعالیٰ نے فدیہ دیا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب خطبۃ النبی ﷺ بمکہ عام الفتح، جلد 5، صفحہ 86، بیروت

2۔ ایضاً، باب ما قالت الانصار حین امن رسول اللہ ﷺ اہل مکۃ بما اشترط، جلد 5، صفحہ 58

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور میرا ایک بیٹا تھا جو مجھے تمام بیٹوں سے زیادہ محبوب تھا، وہ مجھ سے گم ہو گیا ہے۔ اس پر اظہار افسوس کرتے کرتے میری آنکھوں کا نور ختم ہو گیا ہے اور اس کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ جب میں اس کو اپنے سینے سے لگاتا تھا تو مجھ سے میرا غم دور ہو جاتا تھا۔ پس میرا وہ دوسرا بیٹا چوری کے الزام میں محبوس ہے۔ میں تجھے بتاتا ہوں کہ نہ میں نے کبھی چوری کی ہے اور نہ میں نے چور جنم دیا ہے۔ جب یوسف علیہ السلام نے خط پڑھا تو رونے لگے اور چیخنے لگے۔ فرمایا اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا، الخ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے تحت فرمایا ہے کہ نمرود نے جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا تو جبریل امین جنت سے ایک قمیص اور جائے نماز لائے۔ وہ قمیص جبریل نے ابراہیم کو پہنا دی اور جائے نماز پر بیٹھا دیا اور جبریل خود ان کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کی طرف وحی فرمائی كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ ﴿۶۹﴾ (انبیاء) اگر اللہ تعالیٰ سَلٰمًا نہ فرماتا تو آگ اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ آپ کو ٹھنڈک کی وجہ سے تکلیف ہوتی اور سردی انہیں قتل کر دیتی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا: یا خیر البشر! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ لقب یوسف صدیق اللہ بن یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ کا ہے، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو جنتی کپڑا پہنایا۔ پھر وہ قمیص ابراہیم نے اسحٰق کو پہنائی، اسحاق نے وہ یعقوب کو پہنائی پھر یعقوب علیہ السلام نے اسے ایک لوہے کی ڈبیہ میں بند کر کے یوسف علیہ السلام کی گردن میں لٹکا دی۔ اگر یوسف کے بھائیوں کو اس کا علم ہوتا تو کنویں میں پھینکتے وقت وہ قمیص اتار لیتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس بھیجنے کا ارادہ کیا تو بشارت دینے والے کو حکم دیا کہ وہ آٹھ مراحل کی مسافت سے انہیں خوشخبری سنائے۔ یوسف علیہ السلام کے خواب اور اس کی تعبیر کے درمیان چالیس سال کا عرصہ تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے آٹھ مراحل کی مسافت سے یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو محسوس کر لی اور کہا اِنِّىۡ لَاَجِدُ رِيۡحَ يُوۡسُفَ لَوۡلَاۤ اَنۡ تُفَنِّدُوۡنِ ﴿۹۴﴾ (یوسف) جب وہ قمیص ان کے چہرے پر ڈالی گئی تو آپ بینا ہو گئے، جنت کی کوئی چیز بھی کسی مصیبت زدہ پر پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شفا بخشتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت کی قمیص پہنائی۔ پھر ابراہیم نے وہ اسحاق کو پہنائی، اسحاق نے یعقوب کو پہنائی، یعقوب نے یوسف کو پہنائی آپ نے اسے لپیٹ کر ایک چاندی کی ڈبیہ میں رکھ دیا، پھر اسے اپنی گردن میں لٹکا لیا وہ قمیص آپ کی گردن میں تھی جب آپ کو کنویں میں ڈالا گیا، جب آپ کو قید کیا گیا اور جب آپ کے بھائی آپ کے پاس داخل ہوئے۔ آپ نے وہ قمیص اس ڈبیہ سے نکالی اور فرمایا اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا، الخ۔ یعقوب علیہ السلام نے جنت کی خوشبو محسوس کر لی جب کہ آپ کنعان کے علاقہ میں تھے، فرمایا اِنِّىۡ لَاَجِدُ رِيۡحَ يُوۡسُفَ۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ نے اپنے اہل وعیال کو بلایا وہ مصر میں پہنچے تو وہ ترانوے افراد تھے۔ ان کے مرد انبیاء تھے اور ان کی عورتیں صدیقات تھیں، اللہ کی

قسم! وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکلے تو وہ چھ لاکھ ستر ہزار کی تعداد کو پہنچ چکے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الربیع بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام مصر میں یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آپ کے ساتھ آپ کی اولاد میں بہتر افراد تھے اور جب وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکلے تھے وہ چھ لاکھ تھے۔

وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

''اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا (تو ادھر کنعان میں) ان کے باپ نے فرمایا کہ میں تو یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اگر تم مجھے بے وقوف خیال نہ کرو گھر والوں نے کہا بخدا! (باباجی!) آپ اپنی اس پرانی محبت میں مبتلا ہیں''۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، احمد (فی الزہد) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ جب قافلہ نکلا اور ہوا چلی تو یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اگر تم مجھے بے وقوف خیال نہ کرو۔ ابن عباس فرماتے ہیں: حضرت یعقوب علیہ السلام نے آٹھ دنوں کی مسافت سے خوشبو سونگھ لی۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ نے دس دنوں کی مسافت سے خوشبو سونگھ لی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے جب پوچھا گیا کہ یعقوب علیہ السلام نے کتنی مسافت سے یوسف علیہ السلام کی قمیص سونگھ لی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: اسی فرسخ کی مسافت سے آپ نے یہ خوشبو سونگھ لی تھی۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مہینہ کی مسافت سے یعقوب علیہ السلام نے یوسف کی قمیص کی خوشبو سونگھ لی تھی۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سات دن کی مسافت سے یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی تھی۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس سے لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ کے تحت تَجْهَلُوْنِ کا معنی روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے تُكَذِّبُوْنِ ''تم مجھے جھوٹا نہ خیال کرو'' کا معنی بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ روایت کیا ہے کہ تم مجھے بوڑھا خیال نہ کرو، تم کہو کہ اس کی عقل ضائع ہوگئی ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 73

3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 75-74

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں:
المفند وہ ہوتا ہے جس کی عقل نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں وہ بے عقل ہے، شاعر کہتا ہے:
مَهْلًا فَاِنَّ مِنَ الْعُقُوْلِ مُفَنَّدًا ٹھہرو عقل والوں سے بے عقل بھی ہوتے ہیں۔(1)
عبد بن حمید، ابن المنذر نے الربیع سے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ اگر تم مجھے بے وقوف خیال نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص یعقوب علیہ السلام کی طرف بھیجی تو وہ یعقوب علیہ السلام نے پکڑ کر سونگھی پھر اسے اپنی آنکھوں پر رکھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی بینائی لوٹا دی، پھر یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ جب برادران یوسف، حضرت یعقوب علیہ السلام کو لے کر یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اس وقت یعقوب علیہ السلام اپنے ایک بیٹے یہودا کا سہارا لیے ہوئے تھے، یوسف علیہ السلام نے فوجیوں اور عوام کے ساتھ یعقوب علیہ السلام کا استقبال کیا۔ یعقوب علیہ السلام نے یہودا سے کہا: اے یہودا! یہ فرعون مصر ہے۔ یہودا نے کہا: نہیں اے والد محترم! لیکن یہ آپ کا بیٹا یوسف ہے۔ انہیں جب علم ہوا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو یہ اپنے اعوان مملکت اور عوام کے ساتھ تمہاری ملاقات کرنے آیا ہے۔ جب ملاقات ہوئی تو یوسف علیہ السلام سلام پیش کرنے میں پہل کرنے لگے لیکن انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یعقوب علیہ السلام، اللہ کی بارگاہ میں یوسف علیہ السلام سے زیادہ معزز ہیں، یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو گلے سے لگایا، پیار کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الذَّاهِبُ بِالْاَحْزَانِ عَنِّيْ، اے مجھ سے غم کو دور کرنے والے تجھ پر سلام ہو۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام سے ملک الموت کی ملاقات ہوئی: تو آپ نے پوچھا کیا تو نے جن لوگوں کی روح قبض کی ہے ان میں یوسف بھی تھا؟ ملک الموت نے کہا نہیں۔ اس وقت یعقوب علیہ السلام نے کہا (دیکھو) کہ میں کہا نہیں کرتا تھا تمہیں کہ میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ (کے جتانے) سے جو تم نہیں جانتے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابوالشیخ نے حضرت عمر بن یونس الیمامی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یعقوب علیہ السلام، ملک الموت کو تمام اہل زمین میں سے محبوب تھے۔ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب فرمائی کہ وہ یعقوب علیہ السلام سے ملاقات کریں، اجازت ملی تو ملک الموت حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملے۔ یعقوب علیہ السلام نے پوچھا اے ملک الموت! میں تم سے اس ذات کے واسطہ سے پوچھتا ہوں جس نے تمہیں پیدا کیا، کیا تو نے یوسف علیہ السلام کی روح قبض کر لی ہے؟ ملک الموت نے کہا: نہیں۔ ملک الموت نے یعقوب علیہ السلام سے کہا اے یعقوب! کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ تو جو بھی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے گا، یعقوب علیہ السلام نے کہا ضرور بتائیے۔ ملک الموت نے کہا: یوں کہو لا یاذ المعروف الذی ینقطع ابداً ولا یحصیه غیرك۔ اے ایسی نیکی کرنے والے جو کبھی ختم نہیں ہوتی اور تیرے سوا اسے کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ یعقوب علیہ السلام نے اسی رات مذکورہ کلمات

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 74

سے دعا فرمائی۔ پس ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی تھی کہ آپ کے چہرے پر قمیص ڈالی گئی تو آپ بینا ہو گئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حسن رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک عمالقہ کا بادشاہ تھا۔ اس نے یعقوب علیہ السلام کی بچی کا رشتہ طلب کیا تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: مسلمان معزز عورت کافر کے لیے حلال نہیں ہے، بادشاہ کو بڑا غصہ آیا، اس نے کہا میں یعقوب اور اس کی اولاد کو قتل کر دوں گا۔ اس نے اپنا ایک لشکر بھیجا۔ تو یعقوب علیہ السلام اور آپ کے بیٹوں نے اس سے جنگ کی۔ یعقوب علیہ السلام ایک ٹیلہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا: بیٹو! تم کون سی بات پسند کرتے ہو؟ تم خود انہیں قتل کر دو یا اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے ان کو کافی ہو جائے؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے تو اس نے مجھے یہ عزت عطا فرمائی ہے، بیٹوں نے کہا: ہم خود ان سے جنگ کریں گے۔ یہ چیز ہمارے دلوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوگی۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اے بیٹو! کیا تم اللہ کی کفایت کو قبول کرتے ہو؟ پس یعقوب علیہ السلام نے عمالقہ کے لشکر کے لیے بددعا فرمائی تو وہ زمین میں دھنسا دیا گیا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ سے مراد خَطِئَكَ الْقَدِيْمِ (پرانی خطا) ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جُنُوْنِكَ الْقَدِيْمِ (پرانا جنون) ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی حُبِّكَ الْقَدِيْمِ (پرانی محبت) ہے۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

”پس جب آپہنچا خوش خبری سنانے والا (اور) اس نے ڈالا وہ پیراہن آپ کے چہرہ پر تو فوراً بینا ہو گئے۔ آپ نے (فرط مسرت سے) کہا (دیکھو) کیا میں نہیں کہا کرتا تھا تمہیں کہ میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ (کے جتانے) سے جو تم نہیں جانتے“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ میں الْبَشِيْرُ سے مراد ڈاکیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَشِيْرُ (خوش خبری سنانے والا) سے مراد یہودا ابن یعقوب ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَشِيْرُ یہودا تھا۔ فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے وَجَآءَ الْبَشِيْرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ الْعِيْرِ۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 76 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 77 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 78

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: خوش خبری دینے والا جب یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچا تو فرمایا: تم نے ہمارے پاس کچھ نہیں پایا اور ہم نے سات دن سے روٹی نہیں پکائی لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر موت کے سکرات آسان کر دیئے ہیں۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں لقمان الحنفی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام کے پاس خوشخبری دینے والا آیا تو اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ میں آج تجھے کیا پیش کروں لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھ پر سکرات الموت آسان کر دی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب خوش خبری دینے والا یعقوب علیہ السلام کے پاس آیا تو قمیص یعقوب علیہ السلام پر ڈالی گی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا: تم یوسف کو کس دین پر چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا دین اسلام پر، یعقوب علیہ السلام نے کہا اب نعمت مکمل ہوئی۔

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـٕیْنَ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴿۹۸﴾

"بیٹوں نے عرض کی اے ہمارے پدر (محترم)! مغفرت مانگئے ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی، بے شک ہم ہی قصوروار تھے فرمایا عنقریب مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اپنے رب سے۔ بے شک وہی غفور رحیم ہے"۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے حضرت ابن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو سحر ہونے تک مؤخر کیا۔(1)

امام ابن المنذر، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ نے اپنے بیٹوں کو سحری تک روکا اور آپ صبح کی نماز سحری کے وقت میں پڑھتے تھے۔

ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے بیٹوں کے لیے استغفار کو کیوں مؤخر فرمایا؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کو سحری تک مؤخر کیا کیونکہ سحری کے وقت کی دعا مقبول ہوتی۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ کے متعلق فرمایا کہ جمعہ کی رات آئے گی تو میں تمہارے لیے استغفار کروں گا۔(2)

امام ترمذی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ، میرے سینے میں قرآن نہیں ٹھہرتا، میں اسے یاد رکھنے پر قدرت نہیں رکھتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو الحسن! میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہیں نفع عطا فرمائے گا اور اسے بھی نفع عطا فرمائے گا جس کو تو یہ کلمات سکھائے گا اور جو تو سیکھے گا وہ تیرے دل میں ٹھہر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 80

جائے گا؟ حضرت علی نے عرض کی یارسول اللہ! ضرور کرم کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کی رات ہو اور تمہیں طاقت ہو تو تم رات کے آخری (تیسرے) حصہ میں اٹھو کیونکہ وہ ایسی گھڑی ہے جس کی شہادت دی گی ہے اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ میرے بھائی یعقوب نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ حتی کہ جمعہ کی رات آجائے۔ اگر تجھے اس کی طاقت نہیں ہے تو رات کے نصف میں اٹھو اگر اس کی بھی طاقت نہیں ہے تو رات کی ابتداء میں اٹھو اور چار رکعت نماز ادا کرو۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ یٰس، دوسری رکعت میں فاتحہ اور تبارک المفصل تلاوت کرو، جب تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی حمد و ثنا کرو اور مجھ پر اور تمام انبیاء پر درود بھیجو، مومن مردوں اور عورتوں کے لیے اور ایمان میں سبقت لے جانے والے بھائیوں کے لیے استغفار کرو پھر آخر میں یہ کہو اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ، وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْنِيْنِيْ، وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ، وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ وَارْزُقْنِيْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ، اَسْاَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَ نُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِيْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِيْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِيْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِيْ فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِيْ عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن یہ وظیفہ تین یا پانچ یا سات جمعے کیا جائے تو قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ مومن کی دعا رد نہیں جائے گی۔ ابن عباس نے فرمایا اللہ کی قسم حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچ یا سات مرتبہ یہ عمل کرنے کے بعد رسول اللہ کی بارگاہ میں اسی مجلس میں آئے تو عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ پہلے میری یہ کیفیت تھی کہ میں چار آیات بھی یاد نہیں کر سکتا تھا۔ جب بھی میں چار آیات پڑھتا تو وہ مجھے بھول جاتی تھیں اور اب میں چالیس آیات سیکھتا ہوں پھر زبانی پڑھتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے گویا کہ میری آنکھوں کے سامنے کتاب اللہ موجود ہے (اور میں اس سے دیکھ کر پڑھ رہا ہوں) اور میں حدیث سنتا تھا پھر جب دہراتا تھا تو وہ مجھے بھول چکی ہوتی تھی لیکن آج میں کئی احادیث سنتا ہوں اور ان میں سے کوئی بھی مجھے نہیں بھولتی، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن رب کعبہ کی قسم! تو مومن ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ کے تحت روایت کیا ہے یعنی میں تمہارے لیے رات کی نماز میں استغفار کروں گا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو جمع کر دیا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں تو آپ کے بیٹے علیحدہ بیٹھ کر سرگوشی کرنے لگے، کہنے لگے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے کیا کچھ کیا تھا اور والد صاحب کو تم سے کیا تکلیف پہنچی تھی، تمام بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب صلوٰۃ التطوع، جلد 1، صفحہ 62-461، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 79

سامنے بیٹھے اور یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ عرض کی: اے ابا جی! آج ہم آپ سے ایک ایسی گزارش کرنے آئے ہیں جو پہلے کبھی نہیں کی اور ہم ایسی پریشانی میں مبتلا ہیں کہ ایسی پریشانی پہلے کبھی لاحق نہیں ہوئی۔ انبیائے کرام ساری مخلوق سے زیادہ رحم دل ہوتے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے پیارے بچو! کیا کہنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: آپ دونوں کو معلوم ہے جو ہماری طرف سے تمہیں تکلیف پہنچی اور جو کچھ ہم نے یوسف کے ساتھ کیا تھا؟ حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام نے فرمایا: ہمیں معلوم ہے۔ بیٹوں نے کہا: کیا تم دونوں نے ہمیں معاف نہیں کر دیا؟ انہوں نے کہا: معاف کر دیا ہے۔ بیٹوں نے کہا: تمہارا معاف کرنا ہمیں کچھ مفید نہ ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ ہمیں معاف نہیں فرمائے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا: تم چاہتے کیا ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا آپ کی طرف ہماری معافی کا پیغام آجائے گا تو ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور ہمارے دل مطمئن ہوں گے، ورنہ ہمیں کبھی اس دنیا میں سکون نہیں ہوگا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوئے یوسف علیہ السلام بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور باقی تمام بیٹے ان دونوں کے پیچھے پورے خشوع وخضوع کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعا فرمائی اور یوسف علیہ السلام نے آمین کہی۔ ان بیٹوں کے متعلق بیس سال تک دعا قبول نہ ہوئی حتی کہ بیسویں سال کے آغاز میں جبریل امین یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تاکہ میں تجھے بشارت دوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری اولاد کے متعلق تمہاری دعا قبول فرمائی ہے اور جو کچھ ان سے فروگزاشتیں ہوئیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہیں اور آپ کے بعد نبوت پر ان کا عہد لیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو جمع فرمایا تو یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے کہا: تم مجھے وہ سب کچھ بیان کرو جو تمہارے بھائیوں نے تم سے کیا تھا؟ حضرت یوسف نے واقعہ بیان کرنا شروع کیا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کی: ابا حضور! جو کچھ انہوں نے میرے ساتھ کیا تھا۔ اب اس کا بیان کرنا میرے لیے اس سے بھی مشکل ہے۔ یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں سے مخاطب ہوئے کہا: تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کیے پر معافی مانگنے سے ڈرتے ہو؟ بیٹوں نے کہا: اے ہمارے والد محترم! آپ ہمارے لیے استغفار فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کو یہ عزت بخشی تھی کہ جب بھی وہ کوئی گزارش کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کی اس گزارش کو اسی دن یا دوسرے دن یا تیسرے دن ضرور شرف قبولیت عطا فرماتا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جب سحری کا وقت ہو تو تم غسل کرنا پھر اچھا۔ خوبصورت لباس پہن کر میرے پاس آجانا۔ بیٹوں نے یہ سب کچھ کیا اور سحری کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام آگے کھڑے ہوئے ان کے پیچھے یوسف علیہ السلام کھڑے ہوئے اور باقی تمام یوسف علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ سورج کے طلوع ہونے تک دعا مانگتے رہے لیکن توبہ نازل نہ ہوئی، پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ جب چوتھی رات تھی تو وہ سب سو گئے تو یعقوب علیہ السلام ان کے پاس آئے اور فرمایا: اے بیٹو! تم سوئے ہوئے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہے اٹھو!

حضرت یعقوب علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور آپ کے بیٹے بھی، بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی طلب کرتے رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے ان کی توبہ قبول کرلی ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے عرض کی: یا رب! نبوت بھی انہیں بخشی جائے! فرمایا میں نے نبیوں میں ان کا عہد لے لیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عائشہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کی توبہ بیس سال بعد قبول ہوئی۔ آپ بیٹوں کے آگے کھڑے ہوئے تو توبہ قبول نہ ہوئی، حتی کہ جبریل امین آئے اور یہ دعا سکھائی یَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا یَا غِیَاثَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَغِثْنَا، یَا مَانِعَ الْمُؤْمِنِیْنَ امْنَعْنَا یَا مُجِیْبَ التَّائِبِیْنَ تُبْ عَلَیْنَا۔ آپ نے سحری تک دعا کو مؤخر فرمایا پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی تو ان کی توبہ قبول کی گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اللیث بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یعقوب اور برادران یوسف بیس سال تک اس عمل کی معافی مانگتے رہے جو برادران یوسف نے یوسف کے ساتھ کیا تھا ان کی دعا قبول نہ ہوئی حتی کہ جبریل امین یعقوب علیہ السلام سے ملے اور یہ دعا سکھائی۔ یَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ، لَا تَخِیْبُ رَجَائِیْ وَ یَاغَوْثَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَغِثْنِیْ وَیَاعَوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِنِّیْ یَا حَبِیْبَ التَّوَّابِیْنَ تُبْ عَلَیَّ، اس دعا کے بعد ان کی دعا قبول کی گئی۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مذکورہ روایت کے تحت روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے کہا میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا ان شاء اللہ استغفر ربی اور ان شاء اللہ کے درمیان جو کلام ہے یہ قرآن کی تقدیم و تاخیر سے ہے(1)۔ ابوعبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان شاء اللہ یعقوب علیہ السلام کے کلام سے ہے۔ جب آپ نے ادخلوا مصر فرمایا تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوعمران الجونی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے برادران یوسف کا واقعہ ہمارے سامنے اس لیے بیان نہیں کیا کہ وہ ان کو عار دلائے۔ کیونکہ وہ انبیاء میں سے تھے اور اہل جنت سے تھے بلکہ اس واقعہ کے بیان کا مقصود یہ ہے کہ اللہ کا بندہ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔(2)

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 81 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 91

اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ۝۱۰۰

''پھر جب وہ یوسف کے روبرو ہوئے، آپ نے جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو اور (انہیں) کہا داخل ہو جاؤ مصر میں اگر اللہ نے چاہا تو تم خیر و عافیت سے رہو گے اور (جب شاہی دربار میں پہنچے تو) آپ نے اوپر بٹھایا اپنے والدین کو تخت پر اور وہ گر پڑے آپ کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور (یہ منظر دیکھ کر) یوسف نے کہا اے میرے پدر بزرگوار! یہ تعبیر ہے میرے خواب کی جو پہلے (عرصہ ہوا میں نے) دیکھا تھا میرے پروردگار نے اسے سچا کر دکھایا ہے اور اس نے بڑا اکرم فرمایا مجھ پر جب اس نے نکالا مجھے قید خانہ سے اور لے آیا تمہیں صحرا سے اس کے بعد کہ ناچاقی ڈال دی تھی شیطان نے میرے درمیان اور میرے بھائیوں کے درمیان۔ بے شک میرا رب لطف و کرم فرمانے والا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ یقیناً وہی سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام مصر میں یوسف علیہ السلام کی شاہی میں داخل ہوئے تو آپ کی عمر ایک سو اسی سال تھی۔ پھر آپ تیس سال یوسف علیہ السلام کی شاہی میں زندہ رہے۔ یوسف علیہ السلام کا وصال ہوا تو آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عمر ایک سو پچانوے سال تھی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اٰوٰۤى اِلَيۡهِ اَبَوَيۡهِ۔ فرماتے ہیں یعنی انہوں نے اپنے باپ اور ماں کو اپنے ساتھ ملایا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ابویہ سے مراد آپ کے باپ اور آپ کی خالہ ہے کیونکہ آپ کی والدہ تو حضرت یامین کے نفاس کے دوران فوت ہو گئی تھیں۔

امام ابوالشیخ نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ تھی۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الۡعَرۡشِ سے مراد تخت شاہی ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے اور ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ الۡعَرۡشِ سے مراد آپ کی مجلس ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: خَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا فرماتے ہیں: پہلے لوگوں کا سلام سجدہ تھا۔ سجدہ کر کے وہ ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنی خاص بندہ نوازی اور کرم گستری سے اہل جنت کا سلام عطا فرمایا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ سجدہ بطور شرف تھا (بطور عبادت نہ تھا) جیسا کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو بطور شرف سجدہ کا تھا۔ یہ سجدہ عبادت نہ تھا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 83 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 83-82 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 84

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف کو ان کے والدین اور بھائیوں نے سروں کے ساتھ اشارہ کر کے سجدہ کیا تھا جس طرح عجمی لوگ سر جھکا کر اشارہ کرتے ہیں، یہ سلام اس طرح تھا جس طرح آج لوگ کرتے ہیں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک اور سفیان رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان کا سلام اسی طرح تھا۔ (2)

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے کتاب العقوبات میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف کے خواب اور اس کی تعبیر کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے خواب اور اس کی تعبیر کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا اور خواب کی انتہا یہاں تک پہنچتی ہے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کے خواب اور اس کی تعبیر کے درمیان پینتیس سال کا فاصلہ تھا۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اسی سال کا فاصلہ تھا۔ (5)

امام ابن جریر، حاکم، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت الفضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی باپ سے جدائی اور ملاقات کے درمیان اسی سال کا فاصلہ تھا۔ (6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ستتر سال کا فاصلہ تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد (نے الزہد میں) ابن عبد الحکم نے فتوح مصر میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، الحاکم، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو آپ کی عمر سترہ سال تھی اور پھر اسی سال کے بعد اپنے باپ سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد آپ تیئس سال زندہ رہے۔ آپ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ (7)

ابن مردویہ نے زیاد سے مرفوعاً روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام بیس سال سے زائد عرصہ غلامی میں رہے۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت حذیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یعقوب اور یوسف علیہ السلام کے فراق اور ملاقات کے درمیان ستر سال کا فاصلہ تھا۔

امام ابوالشیخ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ کے تحت روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام اور آپ کے بیٹے کنعان کی زمین میں رہتے تھے اور وہ مال مویشی پالنے والے دیہاتی لوگ تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 84 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 85 4۔ ایضاً

5۔ کتاب الزہد، باب زہد یوسف علیہ السلام، صفحہ 107، بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 86 7۔ ایضاً

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ دیہاتی اور مویشی رکھنے والے لوگ تھے اور یوسف اور ان کے درمیان اسی فرسخ کا فاصلہ تھا اور وہ ان سے ستر سال سے زائد عرصہ سے جدا ہو گئے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ رَبِّیۡ لَطِیۡفٌ لِّمَا یَشَآءُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام پر لطف فرمایا جب کہ انہیں کنویں سے باہر نکالا، آپ کے اہل کو صحرا سے لے آیا، آپ کے دل سے شیطان کی ناچاقی کو نکال دیا، اور اپنے بھائیوں سے انتقام لینے کا معاملہ بھی نکال دیا۔

امام ابوالشیخ نے ثابت البنانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کے پاس یعقوب علیہ السلام تشریف لائے تو یوسف علیہ السلام نے آمد پر ان کا فوراً استقبال کیا اور بادشاہوں والا لباس پہنا اور فرعون مصر نے بھی یوسف علیہ السلام کے اکرام کی وجہ سے یعقوب علیہ السلام سے ملاقات کی۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے عرض کی کہ فرعون مصر نے ہمارا بہت احترام کیا ہے۔ اس کے لیے کچھ کلمات ارشاد فرمائیں، یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اے فرعون! تجھے برکت دی گئی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یعقوب اور یوسف علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو آپس میں معانقہ کیا اور ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: اے والد محترم! تم مجھ پر روتے رہے حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں ضائع ہو گئیں تھیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ قیامت ہم دونوں کو جمع کر دے گی؟ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! یہ تو معلوم تھا لیکن مجھے یہ اندیشہ رہا کہ آپ کا دین آپ سے چھن نہ جائے اور میرے تمہارے درمیان یہ چیز حائل نہ ہو جائے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یعقوب علیہ السلام پر موت کا وقت آیا تو انہوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا: میں تم سے دو خصلتوں کا سوال کرتا ہوں اور دو چیزیں تمہیں عطا کرتا ہوں، میرا سوال یہ ہے کہ تم اپنے بھائیوں کو معاف کر دینا اور انہیں ان کے کیے کی سزا نہ دینا اور میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے میرے آباؤ اجداد ابراہیم و اسحٰق کے پاس دفن کرنا۔ اور میں تجھے یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری موت کے وقت میری آنکھوں کو بند کر دینا اور اپنے دونوں بیٹوں کو الاسباط میں داخل کرنا۔ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ کے چہرے پر ان کی آنکھوں کو بند کرنے کے لیے ہاتھ رکھا تو آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: بیٹا! یہ معاملہ بیٹوں کی طرف سے آباء کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں بہت عظیم ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یعقوب علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو ان پر چار ماہ نوحہ کرنے والیاں بیٹھی رہیں۔

امام احمد نے الزہد میں مالک بن دینار سے روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف کو فرمایا جب کہ آپ کا آخری وقت تھا: اپنا ہاتھ میری پیٹھ کے نیچے داخل کرو اور قسم اٹھاؤ کہ تم مجھے اپنے آباء کے پاس دفن کرو گے، میں عمل میں ان کے ساتھ شریک تھا۔ پس تو مجھے قبور میں بھی ان کے ساتھ شریک کرنا۔ جب یعقوب علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو یوسف علیہ

السلام نے آپ کی وصیت پر عمل کیا اور آپ کو کنعان کی زمین میں لے آئے اور ابراہیم و اسحٰق علیہما السلام کے ساتھ دفن کر دیا۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝

''اے میرے رب! عطا فرمایا تو نے مجھے یہ ملک نیز تو نے سکھایا مجھے باتوں کے انجام کا علم۔ اے بنانے والے آسمانوں اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ مجھے وفات دے درآنحالیکہ میں مسلمان ہوں اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ''۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الاعمش سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے آیت میں مذکورہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی قدردانی فرماتے ہوئے آپ کی عمر میں اسی سال کا اضافہ کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن جریج عن ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے وصال کا شوق ہوا اور آپ نے اپنے آباء کے ساتھ ملنے کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ سے وصال کی دعا مانگی اور اپنے آباء سے لاحق کرنے کی درخواست کی۔ ابن عباس فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کے علاوہ کسی نبی نے موت کی دعا نہیں مانگی۔ لیکن ابن جریج فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں قرآن کی بعض آیات میں تَوَفَّنِیْ (تو مجھے موت دے) کے الفاظ آئے ہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے علاوہ کسی نبی نے موت کی دعا نہیں مانگی۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھے اپنی طاعت پر موت دے اور جب میرا وصال ہو تو مجھے معاف کر دے۔ (2)

امام ابوالشیخ نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ الصالحین سے مراد ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ الصالحین سے مراد اہل جنت ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کو ملک عطا کیا تو آپ کا نفس اپنے آباء کی طرف مشتاق ہوا تو آپ نے یہ دعا مانگی: رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ بِالصّٰلِحِیْنَ سے مراد ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام ہیں۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کے والد اور ان کے بھائی ان کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو سکون و اطمینان بخشا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 89 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 90

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کی۔ اس وقت آپ پر نعمتوں کے انبار تھے۔آپ نے اپنے صالحین آباء سے ملنے کا شوق کیا۔ 8
یعنی ابراہیم، اسحاق اور یعقوب سے ملاقات کا اشتیاق ہوا۔آپ نے اللہ تعالیٰ سے وصال کی درخواست کی۔ کسی نبی اور غیر نبی نے یوسف کے علاوہ موت کی درخواست نہیں کی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام پر جب موت کا وقت قریب آیا تو فرمایا: اے میرے بھائیو! میں نے کسی سے بھی انتقام نہیں لیا جس نے بھی دنیا میں مجھ پر ظلم کیا اور میری یہ پسند رہی ہے کہ میں نیکی کو ظاہر کروں اور برائی پر پردہ ڈالوں۔ دنیا میں میرا یہ زاد تھا۔ اے میرے بھائیو! میں اپنے آباء کے ساتھ اعمال میں شریک رہا ہوں پس ان کی قبور میں بھی مجھے ان کی رفاقت عطا کرنا۔ آپ نے اپنے بھائیوں سے پختہ وعدہ لیا۔ لیکن بھائیوں نے ایسا نہ کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی قبر کے متعلق دریافت کیا تو شارخ بنت شیر ابن یعقوب کے علاوہ کسی کو خبر نہ تھی۔ اس عورت نے کہا: میں تمہیں ایک شرط پر یوسف کی قبر کا پتہ بتاتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہاری شرط پوری کروں گا۔ عورت نے کہا: جب میری عمر زیادہ ہو جائے تب بھی میں جوان رہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیری یہ شرط منظور ہے۔ پھر اس عورت نے کہا قیامت کے دن میں آپ کے ساتھ آپ کے درجہ میں رہوں۔ اس شرط پر پہلے تو آپ کچھ رکے، لیکن حکم ہوا کہ اس کی یہ شرط بھی تسلیم کر لو۔ آپ نے اس کی یہ شرط بھی قبول کر لی۔ اس عورت نے آپ کی رہنمائی کی۔ آپ نے یوسف علیہ السلام کو اپنی قبر سے نکالا۔ اس عورت کی عمر جب پچاس سال تھی تو وہ تیس سال کی لڑکی لگتی تھی حتی کہ اس عورت نے ایک ہزار چھ سو سال یا ایک ہزار چار سو سال عمر گزاری حتی کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے اس کو پالیا اور اس سے نکاح کیا۔

امام ابن اسحٰق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جب بنی اسرائیل کو ساتھ لے جانے کا حکم دیا تو ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اپنے ساتھ یوسف علیہ السلام کے جسم کو بھی لے جاؤ۔ انہیں مصر میں نہ چھوڑو اور انہیں ارض مقدس میں جا کر دفن کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے یوسف علیہ السلام کی قبر کے متعلق پوچھا تو بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ اس بوڑھی نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں وہ جگہ جانتی ہوں۔ اگر تم مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاؤ اور مجھے بھی مصر کی زمین پر نہ چھوڑو تو میں تمہیں بتاتی ہوں۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: میں ایسا ہی کروں گا۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فجر کے طلوع ہونے کے وقت تک چلنے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ یوسف علیہ السلام کی قبر کھودنے سے فارغ ہونے تک فجر کے طلوع کو مؤخر فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فجر کو مؤخر فرما دیا۔ بوڑھی موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ لے کر باہر گئی اور دریائے نیل کے کنارے آپ کی قبر دکھائی۔ موسیٰ علیہ السلام نے مرمر کا صندوق نکالا اور اٹھا کر لے گئے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 89

WWW.NAFSEISLAM.COM

اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝
وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ
اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَمَا
يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝

''(اے حبیب!) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم وحی کرتے ہیں آپ کی طرف اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ متفق ہو گئے تھے اس بات پر درآں حالیکہ وہ مکر کر رہے تھے اور نہیں ہیں اکثر لوگ، خواہ آپ کتنا ہی چاہیں، ایمان لانے والے اور نہیں طلب کرتے آپ ان سے اس (درس ہدایت) پر کچھ معاوضہ۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت سب جہانوں کے لیے اور کتنی ہی (بے شمار) نشانیاں ہیں جو آسمانوں اور زمین (کے ہر گوشہ) میں (بچی ہوئی) ہیں جن پر یہ (ہر صبح و شام) گزرتے ہیں اور وہ ان سے روگردانی کیے ہوتے ہیں اور نہیں ایمان لاتے ان میں سے اکثر اللہ کے ساتھ مگر اس حالت میں کہ وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ مکر کرنے والوں سے مراد یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں جب وہ یوسف کے ساتھ مکر کر رہے تھے۔(1)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابو الشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد ﷺ آپ اس وقت ان کے پاس موجود نہیں تھے جب وہ یوسف علیہ السلام کو کنویں کی گہرائی میں پھینک رہے تھے اور وہ یوسف کے ساتھ مکر کر رہے تھے۔(2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے كَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ کتنی نشانیاں آسمان میں ہیں یعنی سورج، چاند، ستارے اور بادل۔ اور زمین میں مثلاً نہریں، پہاڑ، مدائن، محلات وغیرہ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ کے مصحف میں وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمْشُوْنَ عَلَيْهَا تھا۔ آسمان اور زمین دو بہت بڑی نشانیاں ہیں۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں: اللہ نے یہ ان کا ایمان ہے جب کہ وہ عبادت غیر اللہ کی کرتے ہیں۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا رب ہے، وہی ان کا خالق و رازق ہے لیکن اس کے باوجود وہ شرک کرتے ہیں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 91 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 93
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 95

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ان کا ایمان یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں: اللہ نے ہمیں پیدا کیا، وہ ہمیں رزق دیتا ہے اور وہ ہمیں موت دے گا۔ یہ ایمان ہے لیکن وہ غیر اللہ کی عبادت کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے تلبیوں میں شرک کرتے ہیں(2) وہ کہتے ہیں لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لا شَرِیْكَ لَكَ الا شریکا ھو لك، تَمْلِکُہٗ وما ملك'' ترجمہ: اے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک ہے جس کو تو نے اپنا شریک بنایا ہے تو اس کا بھی مالک ہے اور جس کا وہ مالک ہے تو اس کا بھی مالک ہے''۔

ابوالشیخ نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد منافق ہے جو ریاکاری کرتا ہے وہ عمل کی وجہ سے شرک کرنے والا ہے۔

اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۝

''کیا وہ بے غم ہو گئے ہیں اس بات سے کہ آئے ان پر چھا جانے والا اللہ تعالیٰ کا عذاب یا آ جائے ان پر قیامت اچانک اور انہیں اس کی آمد کا شعور تک نہ ہو''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے غَاشِیَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ عذاب ان پر چھا جائے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کے تحت روایت کیا ہے: ایسا عذاب واقع ہو جو ان پر چھا جائے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایسی سزا جو ان پر چھا جائے۔(5)

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝

''آپ فرما دیجئے یہ میرا راستہ ہے، میں تو بلاتا ہوں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف، واضح دلیل پر ہوں میں اور (وہ بھی) جو میری پیروی کرتے ہیں۔ اور ہر عیب سے پاک ہے اللہ تعالیٰ اور نہیں ہوں میں مشرکوں سے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ میری دعوت ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔(6)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَبِیْلِیْۤ کا معنی صلاتی روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 94 | 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 95 | 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 96

4۔ ایضاً | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 97

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے اس کا معنی اَمْرِیْ، سُنَّتِیْ اور مِنْهَاجِیْ روایت کیا ہے۔(1)
امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے عَلٰی بَصِیْرَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ میں ہدایت پر ہوں۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰی ؕ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

''اور ہم نے (رسول بنا کر) نہیں بھیجے آپ سے پہلے مگر مرد جن کی طرف ہم نے وحی بھیجی بستی والوں سے کیا یہ (منکر) لوگ سیر و سیاحت نہیں کرتے زمین میں تا کہ وہ دیکھیں کہ کیا ہوا تھا انجام ان (منکرین) کا جو ان سے پہلے (ہو گزرے) تھے اور دار آخرت یقیناً بہتر ہے ان کے لیے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں (اے سننے والو!) کیا تم نہیں سمجھتے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ پہلے انبیائے کرام بھی اہل آسمان میں سے نہ تھے جیسا کہ تم نے کہا تھا۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ نہیں اتارا، ابن جریج فرماتے ہیں:۔ وَ مَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ الخ وَ مَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ، اسی طرح وَ كَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ الخ، اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِیَهُمْ الخ، اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ، یہ تمام ارشادات قریش کے متعلق ہیں کہ کیا وہ زمین میں نہیں چلتے کہ وہ دیکھیں پہلے لوگوں کے آثار اور عبرت حاصل کریں اور غور و فکر کریں۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نہیں جانتے کہ اللہ نے کبھی کوئی رسول بھیجا مگر وہ بستی والوں سے تھا کیونکہ وہ اہل عمود میں سے زیادہ عالم اور پختہ تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سیر و سیاحت نہیں کرتے زمین میں تا کہ وہ دیکھیں کہ نوح، لوط، صالح علیہم السلام کی اقوام اور دوسری امتوں پر کیسا عذاب آیا۔

حَتّٰۤی اِذَا اسْتَیْــَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾

''جب (نصیحت کرتے کرتے) مایوس ہو گئے رسول اور وہ منکرین گمان کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے، اس وقت آ گئی ان کے پاس ہماری مدد۔ پس بچا لیا گیا (عذاب سے) جس کو ہم نے چاہا۔ اور نہیں ٹالا جا سکا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 97 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 98 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 97

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہمارا عذاب اس قوم سے جو جرائم پیشہ ہے''۔

امام ابوعبید، البخاری، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ نے حضرت عروہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت کے متعلق دریافت کیا فرماتے ہیں: میں نے پوچھا کیا یہ کذبوا ہے یا کذبوا ہے۔تو حضرت عائشہ نے فرمایا (ذال کی شد کے ساتھ) کُذِّبُوْا ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! انبیاء کوتو یقین تھا کہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی ہے تو پھر اس آیت میں ظن (گمان) کے ذکر کا کیا مطلب ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: میری عمر کی قسم! ہاں ان کو اس بات کا یقین تھا۔ میں نے کہا شاید یہ کذبو تخفیف کے ساتھ ہو؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: اللہ کی پناہ! رسل اپنے رب کے متعلق ایسا گمان نہیں کرتے۔ میں نے کہا: پھر اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: یہ گمان کرنے والے رسولوں کے متبعین تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور رسولوں کی تصدیق کی تھی۔ ان پر مصائب کا سلسلہ طویل ہو گیا اور فتح ونصرت کے پہنچنے میں تاخیر ہو گئی حتی کہ رسل مایوس ہو گئے اپنی قوم کے ان لوگوں سے جنہوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور رسل نے گمان کیا کہ ان کے متبعین نے ان کو جھٹلا دیا ہے تو اس وقت ان کے پاس اللہ کی مدد آئی۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس کے پاس قَدْ كُذِبُوْا تخفیف کے ساتھ پڑھا (یعنی ان سے جو وعدہ کیا گیا اس کی خلاف ورزی کی گئی ہے)۔ ابن عباس نے فرمایا: انبیاء کرام انسان تھے (ان کا گمان کرنا ہو سکتا ہے) پھر انہوں نے بطور دلیل یہ آیت پڑھی حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ (البقرہ: 214)'' یہاں تک کہ کہہ اٹھا (اس زمانہ کا) رسول اور جو ایمان لے آئے تھے اس کے ساتھ کب آئے گی اللہ کی مدد؟'' ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں: ابن عباس کا نظریہ ہے کہ انبیائے کرام مایوس ہوئے اور کمزور پڑ گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے فرمایا مجھے حضرت عروہ نے حضرت عائشہ سے روایت کر کے بتایا ہے کہ انہوں نے ابن عباس کے اس مفہوم کی مخالفت کی ہے اور اس کا انکار کیا ہے۔ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے جو بھی وعدفرماتا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ یقیناً اس کی موت سے پہلے پورا ہوگا۔ لیکن رسل مصائب میں مبتلا رہے۔ حتی کہ انہوں نے گمان کیا کہ ان کے ساتھ جو مومنین ہیں۔ انہوں نے ان کو جھٹلایا ہے اور حضرت عائشہ قَدْ كُذِّبُوْا (ذال کو تشدید کے ساتھ) پڑھتی تھیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے كُذِّبُوْا کو شد کے ساتھ پڑھا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرہ عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ سے تخفیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ کذبوا کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے فرماتے تھے کہ رسل اپنی قوموں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 105 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 05-104

سے مایوس ہوگئے تھے کہ وہ ان کی دعوت کو قبول کریں گے۔ اور ان کی قوم نے گمان کیا کہ جو کچھ رسل ان کے پاس لے کر آئے ہیں اس کے بارے میں ان سے غلط بیانی کی گئی ہے، اس وقت ہماری مدد آپہنچی۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت تمیم بن حرام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود پر قرآن پڑھا تو انہوں نے مجھے دو مقامات پر ٹوکا۔ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ (النمل) اس آیت میں عبداللہ بن مسعود نے اَتَوْهُ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا اور دوسری آیت وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا۔ عبداللہ بن مسعود نے ذال کی تخفیف کے ساتھ پڑھا۔ فرمایا: رسل اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہوگئے اور جب معاملہ میں تاخیر ہوئی تو ان کی قوم نے گمان کیا کہ ان سے وعدہ خلافی کی گئی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالاحوص رحمہ اللہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے سورۂ یوسف میں وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا تخفیف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے ربیعہ بن کلثوم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے میرے باپ نے بتایا کہ مسلم بن یسار نے سعید بن جبیر سے کہا: اے اباعبداللہ! ایک آیت کریمہ مجھے پہنچی ہے حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا یہ موت ہے کہ ہم اگر گمان کریں کہ رسولوں سے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسل اپنی قوم سے مایوس ہوگئے تھے کہ وہ ان کی بات کو قبول کریں گے اور ان کی قوم نے گمان کیا کہ رسل نے ان سے غلط بیانی کی پس اس وقت ہماری مدد آپہنچی۔ مسلم نے حضرت سعید بن جبیر سے معانقہ کیا اور کہا اللہ تعالیٰ تم سے ہر پریشانی دور کرے جس طرح تم نے میری پریشانی دور کی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابوحمزہ الجزری نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ کھانا تیار کیا پھر اپنے چند احباب کو دعوت دی جن میں سعید بن جبیر اور الضحاک بن مزاحم بھی تھے۔ ایک قریشی نوجوان نے سعید بن جبیر سے کہا اے ابوعبداللہ! تم یہ مذکورہ آیت کیسے پڑھتے ہو؟ میں جب اس آیت پر پہنچا ہوں تو میں نے تو اس سورت کو نہ پڑھنے کی خواہش کی، سعید بن جبیر نے فرمایا (اس میں کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسل اپنی قوم سے مایوس ہوگئے کہ وہ ان کی تصدیق کریں گے اور رسل جن کی طرف بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے گمان کیا کہ رسل سے وعدہ خلافی کی گئی ہے۔ ضحاک نے فرمایا: اگر میں اس آیت کے لیے یمن کی طرف سفر کرتا تب بھی کم ہوتا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے كُذِبُوْا کو کاف کے فتحہ اور ذال کی تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں: رسل اپنی قوم کو عذاب ملنے سے مایوس ہوگئے اور ان کی قوم نے گمان کیا کہ رسولوں سے غلط بیانی کی گئی ہے۔ جَآءَهُمْ نَصْرُنَا پھر رسل کے پاس ہماری مدد آپہنچی۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس کے دلائل میں یہ آیات ہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (غافر:83) "یعنی رسل جب ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا ہم ان رسل سے زیادہ جانتے ہیں ہمیں کبھی عذاب نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 100-99 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 02-101 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 101

ہوگا''۔ اسی طرح ارشاد ہے وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (الزمر) ''اور گھیر لیا انہیں اس (عذاب) نے جس کا وہ استہزا کرتے تھے''۔ مجاہد فرماتے ہیں انہیں گھیر لیا اس حق نے جو ان کے پاس ان کے رسل لے کر آئے تھے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ کے تحت روایت کیا ہے: بچا لیا گیا ہے (عذاب سے) جس کو ہم نے چاہا اور نہیں ٹالا جا سکتا ہمارا عذاب اس قوم سے جو جرائم پیشہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسل مبعوث فرمائے جنہوں نے اپنی قوم کو دعوت اسلام دی۔ اور انہوں نے بتایا کہ جو اللہ کی اطاعت کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اس کو عذاب دیا جائے گا اور وہ بھٹک جائے گا۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے نَصْرُنَا سے مراد عذاب ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فنجا من نشاء پڑھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ پڑھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بَأْسُنَا سے مراد عذاب ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١١١﴾

''بلاشبہ پہلی قوموں (کے عروج وزوال) کی داستانوں میں (درس) عبرت ہے سمجھ داروں کے لیے نہیں ہے یہ قرآن ایسی بات جو (یونہی) گھڑ لی گئی ہو بلکہ یہ تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور یہ (قرآن) ہر چیز کی تفصیل ہے اور سراپا ہدایت ورحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: عِبْرَةٌ سے مراد معرفت ہے اور لِّاُولِي الْاَلْبَابِ سے مراد ذوی العقول ہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قَصَصِهِمْ میں هم ضمیر کا مرجع یوسف اور آپ کے بھائی ہیں۔ (3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ الفریہ سے مراد جھوٹ ہے۔ اور لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد یہ ہے کہ قرآن ان پہلی کتب کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے انبیائے کرام پر نازل ہوئیں، پس وہ تورات، انجیل، زبور ہیں، قرآن ان سب کی تصدیق کرتا ہے اور ان کے متعلق شہادت دیتا ہے کہ یہ تمام کتب اللہ کی طرف سے حق ہیں۔ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں حرام، حلال، اطاعت ومعصیت کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (4)

امام ابن السنی اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 106 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 107 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 09-108

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے فرمایا: جب عورت پر بچہ جننا مشکل ہو جائے تو ایک صاف برتن لے کر اس پر یہ آیات لکھی جائیں كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ (احقاف:35) كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا (النازعات: 46) لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (یوسف:111) پھر اس کو دھو کر کچھ پانی عورت کو پلایا جائے اور باقی پانی عورت کے پیٹ اور شرم گاہ پر چھڑک دیا جائے۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM